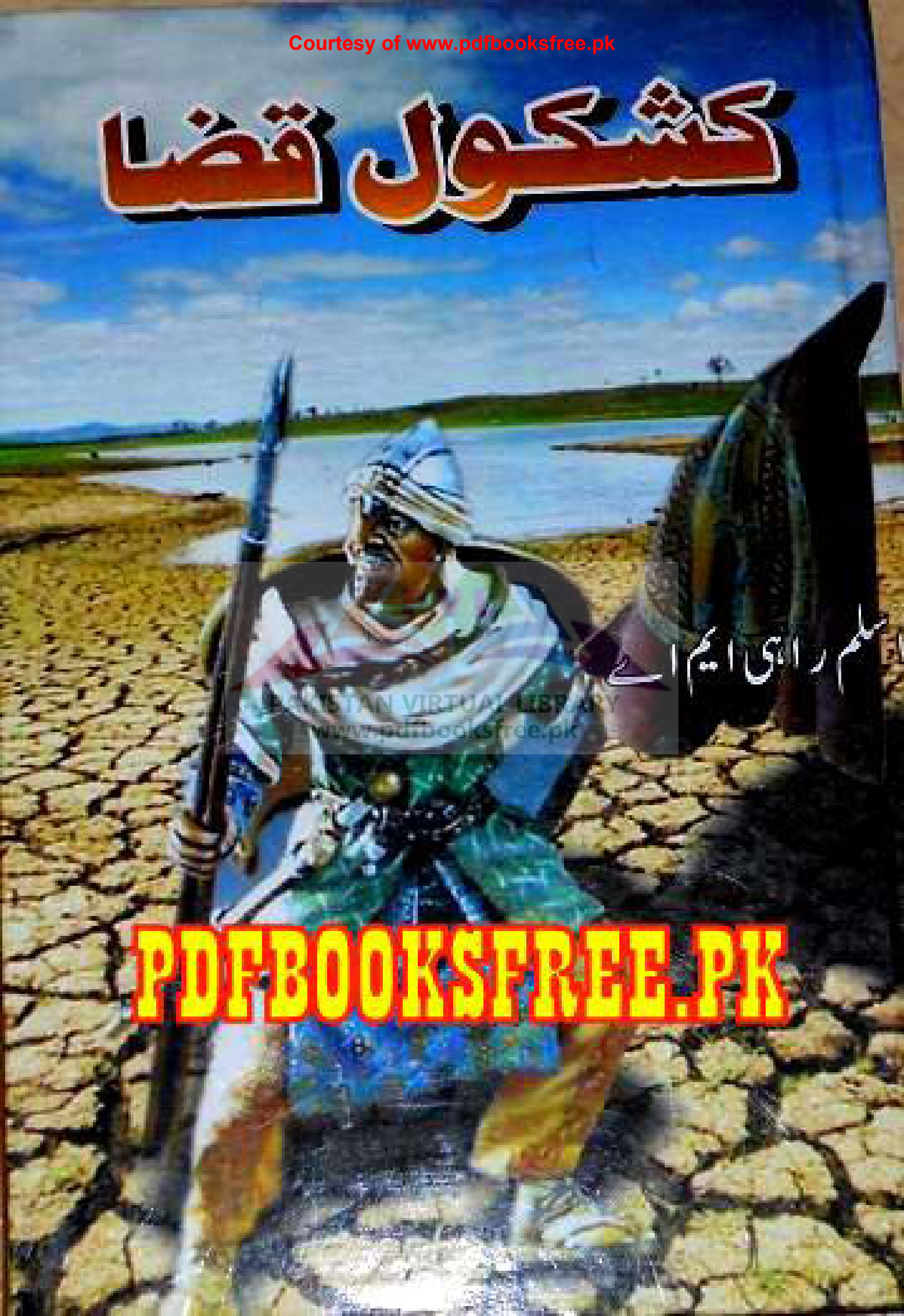
Courtesy of www.pdfbooksfree.pk
کشکول قضا
سلم راہی ایم اے
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk
PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

طالوت و جالوت کے قرآنی قصے پر مبنی ایک تاریخی ناول

کشکول قضا

اسلم راہی (ایم اے)

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

گیارہویں صدی قبل مسیح کا وہ ایک سرد ترین اور ابر آلود دن تھا۔ دو سوار جنہوں نے اپنے آپ کو سردی سے بچانے کے لئے بھیڑ کی کھالوں کے جبے پہن رکھے تھے وہ اپنے گھوڑوں کو ایڑ پر ایڑ لگاتے اس شاہراہ پر سرپٹ دوڑا رہے تھے جو ادومیوں کی سرزمین سے نکل کر بحرہ لوط کے پاس سے ہوتی ہوئی بیر سبع اور حبرون شہروں کے بیچ و بیچ گذر کر بیت شمس سے ہوتی ہوئی فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود کی طرف چلی گئی تھی۔ چاروں طرف سکوت اور ہو کا عالم طاری تھا۔ جب وہ دونوں سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے بحرہ لوط کے پاس سے گزرنے کے بعد کچھ آگے گئے تب ان میں سے ایک سوار چونک پڑا اور فضاؤں کے اندر کوئی آواز سننے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ اس کا دوسرا ساتھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ اسے بھی فضاؤں کے اندر کچھ آوازیں سنائی دیں لہٰذا اس کے کان بھی ان آوازوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

فضا میں ابھرنے والی وہ آوازیں کسی نو خیز اور نو عمر لڑکی کی تھیں اور اس آواز کے ساتھ دف اور رباب بھی بج رہے تھے۔ دونوں سوار بڑے غور سے اس آواز کو سننے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ لیکن الفاظ صاف سنائی نہ دے رہے تھے لہٰذا انہوں نے پہلے کی نسبت اپنے گھوڑوں کی رفتار تیز کر دی انہوں نے دیکھا ان سے تھوڑا سا آگے چھوٹا سا ایک قافلہ اسی شاہراہ پر جا رہا تھا جس شاہراہ پر وہ سفر کر رہے تھے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اب ایک لڑکی کی خوش کن آواز انہیں صاف سنائی دے رہی تھی۔ وہ عربی میں کسی کی آمد کا نغمہ الاپ رہی تھی جس کا مفہوم کچھ یوں تھا۔ اور وہ دونوں سوار اس لڑکی کے نغمے کے الفاظ میں کھو گئے تھے۔ وہ لڑکی کہہ رہی تھی۔

زیست نے اندھے ماضی کی انگلی پکڑ کر ہمیں سیاہ خیالوں کی زنجیروں سے جکڑ رکھا ہے۔ روح و دل کے سب ہی رابطے منقطع ہو کر درد کی دلدلوں جبر کے زہر کی طرح پھیل چکے ہیں۔ انسانیت آوازوں سے عاری تنہائی کے جنگل میں دھند میں لپٹی میلی رات جیسی ہو کر رہ گئی ہے۔ انسانی ہونٹ پر بیچ وحدانیت کے الاپ ختم ہوتے جا رہے ہیں۔

انسان کچھ اس طرح اپنے اندھے سفر پر رواں دواں ہے جیسے سورج ایک بے بس مسافر کی طرح موت و صدا کے گرداب میں اپنی راہوں پر رینگتا ہے۔ آدمیت گناہوں کے بوجھ تلے لرزہ براندام ہے۔ تہذیب مہیب تاریکی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ گناہ آلود بستیوں میں ذہن پتھر۔ ہاتھ کشکول۔ آنکھیں صحرا۔ ہونٹ شمشیر بدست جلاد ہو کر رہ گئے ہیں۔

یہ زمین گناہوں کے تلچھٹ۔ صدیوں کے بیکار فریب سے بھر گئی ہے۔ چاروں سمت نسل آدم کے سلگتے صحرا میں تشنگی خواہشوں کے طوفان۔ اندھی صداؤں کے بھنور۔ اور نفرتوں کے الاؤ بھر گئے ہیں۔ فضاؤں کی لرزشیں سانسوں کی گردش بن گئی ہیں۔ برہنہ آسمان کے نیلگوں تن تلے آبادیاں سلگتی بے امان بستیاں ہو کر رہ گئی ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد آگے آگے جانے والے قافلے میں گانے والی اس نوخیز لڑکی کی آواز تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئی پھر دوبارہ اس کی آواز پہلے کی نسبت تیز ہو کر ابھری تھی وہ کہہ رہی تھی۔

خداوند۔ اے سارے جہانوں کے مالک۔ خالق اور پالنے والے وہ صحرائی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جو ثمرہ دعائے خلیل اور مژدہ موسیٰ وہارون ہے کب مبعوث ہوگا۔ اے اللہ کب وہ آنے والا صحرائی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے خود اور بے نام بندوں کے سمندر جیسی دنیا کو اپنے پیغام سے روشن کرے گا۔ کب وہ آئے گا اور اس کی آمد انسانی دلوں کو ایمان والیقان کے حسن سے بھر دے گی۔ اے میرے اللہ۔ آنے والا وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب آئے گا کہ اس کی آمد کے باعث بے ثمر و بے کیف

صدیوں کا تسلسل اس کے علم کی چاندی اس کے حلم کے سونے سے بھر جائے گا۔ اس کی آمد کے باعث دنیا کی بھر کی شب تاریک میں جگنوؤں کے قافلے رواں دواں ہو جائیں گے۔

اے اللہ۔ آنے والے اس صحرائی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے انتظار میں ہماری حالت درد کے دن کی تجہیزوں۔ قہر بھری بوجھل گھڑیوں۔ مرگ مدقوق اور خزاں کی اندھی رتوں جیسی ہو کر رہ گئی ہے۔ کب اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر روحوں کی کور آنکھوں کو نور عطا ہوگا۔ کب وہ آئے گا کہ پاتالوں کے اندھیر کرنوں کی جھلمل سے جگمگا اٹھیں گے۔ وہ آئے گا اور اس کی آمد کے باعث نیکی کے دھندلے الفاظ۔ شبنم کے موتی بن کر دمک اٹھیں گے۔ لفظوں میں چھپے معانی اجالوں کے ساحلوں سے ہمکنار ہوں گے۔ اور نیلے امبر سے ستاروں کے شگوفے پھوٹ پڑیں گے۔ اے اللہ کب اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث جوہر کی حیا پرور توانائی کا راز کھلے گا۔ اور ہر شئے کو زندگی کا جمال اور رخشندگی کی طہارت نصیب ہوگی۔

دونوں سواروں نے اندازہ لگایا کہ اس لڑکی کے لہجے کی حلاوت میں رباب و چنگ جیسی نغمگی تھی۔ اس کی آواز میں نغموں کی برسات اور زمزموں کی انجمن جیسی کشش۔ اس کے گانے کے انداز میں شہد و شباب سے بھرپور دھڑکنوں کے ساز پر بلند ہوتے دل کی گہرائیوں کے نغمات جیسا سرور تھا۔

ایک سوار نے اپنے دوسرے ساتھی کی طرف دیکھ کر مخاطب کیا۔

میرے عزیز۔ میرے رفیق آؤ اپنے گھوڑوں کی رفتار کو اور تیز کریں۔ اور اپنے آگے آگے جانے والے قافلے سے جا ملیں اس لئے کہ اس قافلے کے اندر گانے والی لڑکی کے اس گیت کے الفاظ نے ہم دونوں کے دل کی بھی ترجمانی کی ہے۔ لگتا ہے یہ قافلے والے بھی ہماری طرح دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں اور اس صحرائی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے منتظر ہیں جس کا ظہور آسمانی اور الہامی کتابوں اور پرانے صحائف کے مطابق عرب کی سرزمین میں ہوگا۔ آؤ اس قافلے سے ملیں اور ان سے گفتگو کرنے کے بعد جانیں کہ وہ کون ہیں۔

اس سوار کی اس گفتگو کے جواب میں اس کے ساتھی نے اثبات میں گردن ہلا دی تھی پھر اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے انہوں نے ان کی رفتار مزید تیز کر دی تھی قریب

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جا کر اس سوار نے اپنا ہاتھ فضاؤں میں بلند کرتے ہوئے زور سے اس قافلے والوں کو پکارا۔

اے قافلے والو ٹھہرو اور ہماری بات سنو۔ تمہارے قافلے میں تھوڑی دیر پہلے گانے والی لڑکی کے الفاظ ہم دونوں کے دل کی بھی ترجمانی کرتے ہیں۔ لگتا ہے تم بھی ہماری طرح کسی روشنی کے منتظر ہو۔ سنو قافلے والو۔ تھوڑی دیر کے لئے رکو۔ اسی موضوع پر ہم تم سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اس سوار کی اس پکار پر قافلے میں سفر کرتے ایک شخص نے چونے سے اس کاروان کو رک جانے کا حکم دیا۔ جس کے جواب میں وہ کارواں ایک جگہ رک کر ان دونوں سواروں کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

وہ دونوں سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے ان کے قریب آئے ان میں سے ایک اپنے ہاتھ کو فضاؤں میں ہراتے ہوئے پوچھنے لگا۔

اے کارواں کے لوگو۔ تم کون ہو اور کہاں سے آرہے ہو۔

اتنی دیر تک وہ کارواں کے قریب پہنچ گئے تھے۔ کارواں کے درمیان سے ایک لڑکی اپنے گھوڑے کو حرکت میں لائی اور دونوں سواروں کی طرف بڑھی۔ ان دونوں سواروں نے دیکھا وہ لڑکی خوشبو رچے بسے نغموں جیسی حسین۔ شبنم کے شلوکے پینے دھلی دھلی کلیوں جیسی پر جمال۔ گلوں کی رگوں میں دوڑتی رنگین اور خوشبو کی پھوار جیسی جاذب نظر اور قصر عافیت میں سرخ ساغروں کے گرم زمزموں جیسی شاداب تھی۔ تیز ہوا میں اس کے بال عنبر و لوبان کے سیاہ بادلوں کی طرح اڑ رہے تھے۔ دونوں سواروں کے قریب آکر اس لڑکی نے پوچھا تم ہم سے ایسا سوال کیوں کرتے ہو۔ کیا تم کوئی رہزن ہو یا قاتل۔ یا ہمیں لوٹنے کا ارادہ رکھتے ہو۔

ان دونوں سواروں نے محسوس کیا کہ اس لڑکی کے گفتگو کرنے کا انداز مغنی کے زم اور بیگوں لہجے جیسا تھا۔ اس کی آواز میں بوئے گل کا ساشرگیں خمار تھا۔ اس کے گفتگو کرنے کے انداز میں نفس میں شورش برپا کر دینے والی عروج پر آئی ہوئی کتھا کہانیوں جیسی ایک آشنائی کشش تھی۔ اس لڑکی کے سوال پر ایک سوار بول پڑا۔

میرا نام شارون بن علبون ہے۔ اور میرے ساتھی کا نام سافط بن عدی ہے۔ ہم دونوں دوست ہیں اور ہمارا تعلق صحرائے عرب کے لق و دق صحرا میں رہنے والے قبیلے بنو جرہم سے ہے۔ دیکھ لڑکی میں نہیں جانتا تو کون ہے تیرا کیا نام ہے اور اس کاروان والوں سے تیرا کیا تعلق کیا رشتہ ہے لیکن میں تم پر انکشاف کروں کہ ہم دونوں دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں اور ہم عرب کے صحراؤں میں بڑی بے چینی سے آنے والے اس رسول کا انتظار کرتے ہیں جس کے لئے خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے اللہ کے پیغمبر ابراہیمؑ نے دعا مانگی تھی۔ آنے والے اس رسول کی آمد سے پہلے ہی ہم اس پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے تمہارے کاروان میں کوئی لڑکی ایک نغمہ الاپ رہی تھی اس نغمے میں بھی اس آنے والے رسول کا ذکر تھا۔ تمہارے کاروان میں جو لڑکی گا رہی تھی وہ اس کائنات کے مالک رب اور خداوند سے زمین پر پھیلے ہوئے گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے آنے والے رسول کا ذکر کر رہی تھی۔ کاروان والو بتاؤ تم کون ہو۔ اور آنے والے اس رسولؐ کے کیا تم بھی ماننے والے ہو۔

اس سوار کی اس گفتگو کا جواب دینے سے پہلے وہ حسین اور خوبصورت لڑکی تھوڑی دیر تک اس سوار کا جائزہ لیتی رہی اس نے دیکھا جس سوار نے اپنا نام شارون بن علبون بتایا تھا اپنی جسمانی ساخت میں موت کے روگ۔ مرگ کے تاپ جیسا دلیر اور پہاڑوں پر یلغار کرتے قیامت خیز طوفانوں جیسا سرکش لگتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اس وقت بھڑکتے سینۂ آتش فشاں جیسی کیفیت تھی۔ اس کا چہرہ یوں دکھائی دے رہا تھا گویا رات کی تیرگی اور تنہائی کے تعاقب میں بھاگتے ہوئے امید افزا سراب اٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔ اس کے اعضاء اور جوارح بتاتے تھے کہ وہ خنجر آوازوں کے مقتل۔ جسم کی آنچ سے لفظوں کے گرداب۔ اور نیستی کی آڑی ترچھی لہروں کے بھنور جیسا طاقتور اور پرقوت ہوگا اور اس کے جسم کے زاویے بتاتے تھے کہ وہ وقت کے طوفانی تھپڑوں میں سنگین حصاروں۔ کوہستانوں کی اونچائیوں پر گرج اور رعد کے طوفانوں کی طرح دلیر شجاع اور جرأت مند ہوگا

وہ لڑکی تھوڑی دیر تک اسی طرح شارون بن علبون کا جائزہ لیتی رہی۔ پھر اس کے چہرے پر خوشگوار تبسم نمودار ہوا۔ اس کے بعد ان ویرانوں میں اس کی آواز سنائی دی تھی۔ پھر اس نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا تھا۔

دیکھ اجنبی تو اپنا تعارف کرا چکا۔ میں تم سے یہ کہنا پسند کروں گی کہ ہمیں تم دونوں سے مل کر انتہا درجہ کی خوشی ہوئی ہے۔ ہم سب لوگ بھی دین ابراہیمؑ کے ماننے والے ہیں۔ اور آنے والے اس رسولؐ کی آمد کے منتظر ہیں جس کے لئے اللہ کے خلیل ابراہیم

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

نے کعبہ کی تعمیر کرتے وقت دعا مانگی تھی۔

دیکھ اجنبی۔ ہم عمالیقی ہیں۔ وہی عمالیقی جو کبھی صرف چرواہے کہلاتے تھے۔ پھر اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرنے کے بعد انہوں نے نہ صرف مصر بلکہ یثرب پر بھی حکومت کی۔ ہم لوگ خانہ بدوش ہیں شام سے لے کر صحرائے سینا کے اندر جو کوہستانی سلسلے ہیں ان تک سفر کرتے ہیں۔ گرما کے موسم میں اچھی چراگاہوں کی تلاش میں ہم ارض شام کی طرف نکل جاتے ہیں اور شام کے علاقوں میں سرما میں جب برف باری شروع ہوتی ہے تو ہم جنوب کا رخ کرتے ہیں اور اپنے ریوڑوں کے ساتھ کوہستان سینا تک بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جنوب میں ہمارے سفر کی انتہا بحرہ مرہ ہے اور وہی بحرہ مرہ جس پر اللہ کے نبی نے موسیٰ اپنا عصا مارا اور اس کے بیچ و بیچ بنی اسرائیل نکلتے ہوئے مصر کی حدود سے صحرائے سینا میں داخل ہو گئے تھے۔

ہمارا قبیلہ چند روز پہلے آگے نکل چکا ہے ہم کچھ دن فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود کے باہر قیام کریں گے۔ میں اور میرے ساتھی اپنے خانہ بدوش قبیلے سے بچھڑ کر یثرب کی طرف چلے گئے تھے۔ دیکھ اجنبی اگر تو دین ابراہیمی کا پیروکار ہے اور آنے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منتظر بھی ہے تو تو جانتا ہو گا یثرب ہی قدیم صحائف کے مطابق میرے آنے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دارالہجرت ہو گا۔ لہذا جب شمال سے جنوب کی طرف یا جنوب سے شمال کی طرف ہم سفر کرتے ہیں تو ہم یثرب کی طرف ضرور جاتے ہیں اور وہاں کے رہنے والوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا آنے والا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوا ہے یا نہیں۔ اس بار بھی ہمیں مایوسی ہوئی ہے۔ اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد میں ابھی دیر یا تاخیر ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ لڑکی لمحہ بھر کے لئے خاموش رہی پھر اس نے دوبارہ شارون بن علبون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

دیکھ اجنبی۔ میں نے تفصیل کے ساتھ تمہیں اپنا تعارف کرا دیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تم کہاں سے آ رہے ہو کدھر کا رخ کر رہے ہو۔ اس پر شارون بن علبون بول اٹھا۔

دیکھ لڑکی میں نہیں جانتا تیرا کیا نام ہے۔ اس پر لڑکی نے فوراً شارون بن علبون کی بات کاٹ دی۔ دیکھ اجنبی میرا نام عرفہ بنت عاموس ہے۔ اب تو کیا کہنا چاہتا ہے

کہہ اور اگر تو پسند کرے تو تو مجھے میرے نام سے بھی مخاطب کر سکتا ہے۔ اس پر شارون بن علبون پھر بول پڑا۔

دیکھ بنت عاموس۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ ہمارا تعلق بنو جرہم سے ہے اور ہمارا پیشہ تجارت کرنا ہے۔ تجارت کی غرض سے ہمارے قبیلے کے لوگ فلسطیوں کے شہر اشدود بھی جاتے رہتے ہیں۔ دراصل معاملہ یہ ہے کہ ایک سال پہلے ہمارے قبیلے کے کچھ تاجر فلسطیوں کے شہر اشدود کی طرف آئے جہاں انہوں نے اپنا مال بڑے اچھے منافع پر بیچا۔ جب وہ واپسی کی تیاری کر رہے تھے تو انہیں کسی نے قتل کر دیا۔ ان کے قتل کا سن کر میں اور میرا یہ ساتھی پہلے بھی فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود کی طرف آئے تھے۔ ہم نے وہاں اپنے قبیلے کے ان تاجروں کے قاتلوں کو تلاش کرنا چاہا پر ہمیں ناکامی ہوئی۔ دیکھ بنت عاموس۔ فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود سے تھوڑا باہر فلسطیوں کے سب سے بڑے دیوتا دجون کا مندر ہے۔ اس دجون دیوتا کے مندر کا جو سب سے بڑا پجاری ہے اس کا نام اخیم ہے وہ میرا جاننے والا ہے میرے لئے بڑا شفیق ہے۔ یوں جانو کہ وہ مجھ سے اپنے بیٹو جیسا پیار کرتا ہے۔ میں جب کبھی بھی تجارت کی غرض سے اشدود جاتا ہوں۔ تو اخیم سے ضرور ملتا ہوں۔ اب اسی دجون دیوتا کے بڑے پجاری اخیم نے ایک قاصد بھیج کر مجھے اشدود بلایا ہے شاید اس نے میرے قبیلے کے تاجروں کے قاتلوں کو تلاش کر لیا ہے اس لئے کہ میں اس کے ذمے یہ کام لگا کر آیا تھا۔ میرے خیال میں وہ انہیں تلاش کرنے میں کامیاب ہو چکا ہو گا۔ اس لئے میں اور میرا یہ ساتھی اشدود جانا چاہتے ہیں۔ وہاں ہم اخیم سے ملیں گے۔ اس پر اس لڑکی نے پھر شارون بن علبون کی بات کاٹ دی۔

جس اخیم کا تم ذکر کرتے ہو اجنبی وہ ہمارا بھی جاننے والا ہے۔ اور جب کبھی شمال سے جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے ہم فلسطیوں کے شہر اشدود میں قیام کرتے ہیں تو نہ صرف ہم اس سے ملتے ہیں بلکہ اس کے لئے تحفے تحائف بھی لے کر جاتے ہیں۔ بنت عاموس کے اس انکشاف پر شارون بن علبون لگتا تھا خوش ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ پھر بول پڑا۔

دیکھ بنت عاموس۔ تیرا یہ انکشاف میرے لئے یقیناً خوش کن ہے۔ جب تم فلسطیوں کے بڑے دیوتا دجون کے پجاری اخیم کو جانتی ہو تو پھر میرا ایک پیغام اسے پہنچانا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اس پر بڑے تعجب اور حیرت میں عرفہ بنت عاموس نے شارون بن علبون کی طرف دیکھا۔

دیکھو اجنبی تو نے اپنی گفتگو میں بتایا ہے کہ تمہارا رخ بھی فلسطیوں مرکزی شہر اشدود کی طرف ہے۔ تم خود جب اشدود جا رہے ہو تو اخیم کے نام ہمارے ذریعے پیغام کیوں بھجواتے ہو۔جواب میں شارون بن علبون پھر بول پڑا۔

دیکھ بنت عاموس میں تھوڑی دور تک تم لوگوں کے ساتھ جاؤں گا اس کے بعد میں دائیں جانب مڑوں گا۔ میں بنیامین کے قبیلے کا رخ کروں گا وہاں ایک شخص قیس بن ابی ایل اور اس کا بیٹا طالوت میرے جاننے والے ہیں۔ میں ان سے ملنے کے بعد پھر فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود کا رخ کروں گا۔ اور اخیم سے ملوں گا۔ اب تم لوگ چونکہ مجھ سے پہلے اشدود پہنچ جاؤ گے لہذا اخیم سے میرا یہ پیغام دینا کہ بنو جرہم سے تعلق رکھنے والا شارون بن علبون چند روز تک اس کے پاس پہنچ جائے گا۔ کیا میں تم لوگوں سے یہ بھی پوچھ سکتا ہوں کہ تھوڑی دیر پہلے تم میں سے کون سی لڑکی آنے والے رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق گا رہی تھی۔ عرفہ بنت عاموس مسکرا اٹھی۔

دیکھ علبون کے بیٹے وہ گیت تو میں خود ہی گا رہی تھی۔ اس پر شارون کہنے لگا دیکھ بنت عاموس۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ وہ گیت تو ہمیں پھر سنائے۔ بنت عاموس اس پر تیار ہو گئی پھر وہ سب وہاں سے کوچ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے اور عرفہ بنت عاموس وہ گیت پھر سے گانے لگی۔ اس گیت میں ایک سوز تھا۔ آنے والے رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر تھا۔

تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے وہ ایک ایسے چوراہے پر پہنچ گئے تھے جہاں سے ایک شاہراہ بائیں جانب نکلتی تھی اور بیر سبع سے ہوتی ہوئی مصر کی طرف چلی گئی تھی جبکہ ایک شاہراہ جس پر وہ سفر کر رہے تھے سیدھی آگے فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود کی طرف جا رہی تھی۔ ایک تیسری سڑک اس چوراہے سے نکلتی ہوئی بیت شمس اور دان شہر سے ہوتی ہوئی یافا کی طرف جاتی تھی۔ جبکہ چوتھی شاہراہ دائیں جانب مڑتے ہوئے جرون بیت الحم۔ یروشلم سے ہوتی ہوئی بنیامین کے قبیلے کی طرف جاتی تھی اور وہاں سے نکل کر وہ قبیلہ افرائیم کی طرف چلی گئی تھی۔ اس چوراہے پر شارون بن علبون نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا ساتھی سافط بن عدی بھی رک گیا تھا۔ پھر شارون بن

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

طلبون نے کاروان کے لوگوں کو مخاطب کیا۔

کاروان والو جو پیغام میں نے تمہیں دیا ہے وہ دعون دیوتا کے بڑے پجاری اجیم تک ضرور پہنچانا۔ میں یہاں سے دائیں جانب مڑوں گا اور بنیامین کے قبیلے کا رخ کروں گا۔

اس کے ساتھ ہی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے فاروس بن طلبون دائیں جانب مڑ گیا تھا اس کا ساتھی سافط بن صدی بھی اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔ جبکہ وہ کاروان سیدھا آگے فلسطین کے شہر اشدود کی طرف جانے والی شہراہ پر ہو لیا تھا۔

OOOO

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دوسرے روز سہ پہر کے قریب شارون بن علبون اور سافط بن عدی اپنے گھوڑوں کو درمیانہ روی سے ہانکتے ہوئے بنیامین کے قبیلے کی ایک بستی جبعہ کے قریب پہنچ بستی کے نواح میں جو کوہستانی سلسلہ تھا جب وہ اس کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کوہستانی سلسلے کے قریب لوگوں کا ایک بہت بڑا جمگھٹا تھا۔ اس موقع پر شارون بن علبون نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اس کی طرف دیکھتے ہوئے سافط بن عدی بھی اپنے گھوڑے کو روک چکا تھا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

شارون میرے بھائی۔ ابھی تمہارے جاننے والے قیس بن ابی ایل کی بستی یہاں سے کتنی دور ہے۔ اس پر مسکراتے ہوئے شارون بن علبون کہہ اٹھا۔

دیکھ سافط میرے بھائی۔ دائیں جانب جو بستی دکھائی دے رہی ہے۔ اس کا نام جبعہ ہے اور یہیں میرا وہ جاننے والا قیس بن ابی ایل رہتا ہے۔ یہ شخص کبھی میرے باپ کے ساتھ مل کر تجارت کرتا تھا جب سے یہ ہمارا شناسا ہے۔ اس کا بیٹا اس کے پوتے تک میرے خوب جاننے والے ہیں۔ پر دیکھو یہ جو بستی کے باہر کوہستانی سلسلہ ہے جس پر بہت سے لوگ جمع ہیں یہیں قیس بن ابی ایل کا بیٹا اور پوتے اپنے ریوڑ چراتے ہیں۔ آؤ دیکھتے ہیں یہاں اس قدر لوگ کیوں جمع ہیں۔ سافط بن عدی نے شارون بن علبون کی اس گفتگو سے اتفاق کیا۔ اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر وہ اس سمت ہولئے تھے جہاں جبعہ نام کی بستی کے باہر کوہستانی سلسلے کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے۔

کوہستانی سلسلے کے پاس وہ جو بہت سے لوگ جمع تھے۔ شارون بن علبون اور سافط بن عدی کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ لوگ وہاں سے روانہ ہو کر آگے بڑھ گئے تھے۔ جونہی وہ وہاں پہنچے کوہستانی سلسلے کے اوپر کھڑا ایک شخص اپنے قریب ہی ایک بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے چلا اٹھا۔

دیکھ میرے باپ۔ نیچے کوہستانی سلسلے میں وہ شارون بن علبون آیا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا کوئی ساتھی بھی ہے۔ بوڑھے نے اپنی آنکھوں کے اوپر ہاتھ رکھتے ہوئے شارون بن علبون کی طرف دیکھا۔ پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اس کے بعد بوڑھے نے اپنے قریب کھڑے شخص کو مخاطب کیا۔ طالوت میرے بیٹے تو نے کیا اچھی خبر سنائی ہے۔ آؤ اس کوہستانی سلسلے سے نیچے اتر کر شارون بن علبون سے ملتے ہیں۔ ساتھ ہی بوڑھا اپنی کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے نیچے اترنے لگا تھا۔ اس کے پیچھے اس کا بیٹا طالوت بھی ہو لیا تھا اور جو دوسرے لوگ وہاں کھڑے تھے وہ بھی کوہستانی سلسلے سے نیچے اترنے لگے تھے۔

اتنی دیر تک شارون بن علبون اپنے گھوڑے سے اتر چکا تھا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے سافط بن عدی بھی اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا تھا۔ پھر جب وہ بوڑھا اور اس کے ساتھی قریب آئے تو سافط بن عدی کو مخاطب کرتے ہوئے شارون کہنے لگا۔ دیکھ سافط یہ جو بوڑھا آگے آ رہا ہے یہ قیس بن ابی ایل ہے اور اس کے پیچھے جو ہے وہ اس کا بیٹا طالوت ہے۔ اتنی دیر تک قیس بن ابی ایل اور طالوت بھی پہنچ گئے تھے۔ پھر شارون آگے بڑھا اور باری باری ان دونوں سے بغلگیر ہوا۔ اس کے بعد وہ دوسرے لوگوں سے اس طرح ملا۔ پھر اس نے طالوت اور قیس بن ابی ایل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ میرا ساتھی ہے سافط بن عدی۔ اس کا تعلق میرے ہی قبیلے سے ہے۔ اس کے بعد سافط بن عدی کو شارون بن علبون نے مخاطب کیا۔

دیکھ سافط میرے بھائی۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں یہ بوڑھا قیس بن ابی ایل ہے اس کے ساتھ اس کا بیٹا طالوت ہے۔ طالوت کے ساتھ جو تین جوان کھڑے ہیں یہ طالوت کے بیٹے ہیں۔ بڑے کا نام یونتن اس سے چھوٹے کا نام اسوی۔ اور سب سے چھوٹا ملکیشوع ہے۔ اور ان کے قریب جو لڑکیاں کھڑی ہیں یہ طالوت کی بیٹیاں ہیں۔ بڑی کا نام میرب۔ چھوٹی کا نام میکل ہے ان دونوں کے ساتھ جو عورت کھڑی ہے میرے محترم طالوت کی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بیوی اخینوعم ہے۔

شارون جب یہ تعارف کرا چکا تب قیس بن ابی ایل نے اسے مخاطب کیا۔

شارون میرے بیٹے۔ تیرا آج اس طرف آنا کیسے ہوا۔ کیا تو تجارت کی غرض سے فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود کا رخ کئے ہوئے ہے۔ شارون ٹالنے کے انداز میں کہنے لگا بس قیس بن ابی ایل یونہی سمجھ لو۔ میں اشدود ہی کی طرف جا رہا تھا کہ تم لوگوں سے ملے بغیر آگے جانے کو جی نہ چاہا۔ بس میں اپنے ساتھی کے ساتھ آنے والی رات تم لوگوں کے یہاں قیام کروں گا اور کل صبح ہی صبح یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔ یہ تو بتاؤ اس سے پہلے یہاں جو بہت سے لوگ جمع تھے وہ کون تھے اور میرے خیال میں وہ تم لوگوں سے ہی گفتگو کر رہے تھے۔ اس پر قیس بن ابی ایل کہہ اٹھا۔

دیکھ شارون بن علبون میرے بیٹے۔ یہ سب اسرائیلی تھے اور اللہ کے نبی اور پیغمبر سموئیل سے ملنے اور ان کی زیارت کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ اس پر دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے شارون بول پڑا۔

یہ اللہ کے جس نبی سموئیل کا تم نے ذکر کیا ہے کہاں رہتا ہے۔ اس پر قیس بن ابی ایل پھر بول پڑا۔ دیکھ شارون میرے بیٹے۔ اللہ کا یہ نبی جس کا نام سموئیل ہے یہ بنی اسرائیل کے قبیلے افرائیم کے شہر راما میں رہتا ہے۔

قیس بن ابی ایل کی اس گفتگو سے شارون بن علبون پھر سوچوں میں کھو گیا تھا پر قیس بن ابی ایل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے چونکا دیا۔ شارون میرے بیٹے کیا تم اللہ کے نبی سموئیل سے ملنا پسند کرو گے۔ جواب میں شارون چونک سا پڑا اور پھر کہنے لگا۔

دیکھ قیس بن ابی ایل۔ میرے محترم۔ ابھی تو میں اشدود کی طرف جا رہا ہوں صرف ایک رات تمہارے پاس قیام کروں گا۔ کل اپنے ساتھی کے ساتھ اشدود کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔ کیا تم میرے لئے ایسا نہیں کر سکتے کہ تم مجھے اللہ کے نبی سموئیل کے حالات کچھ تفصیل سے سناؤ تاکہ میں ان سے متعلق جان سکوں۔

جواب میں قیس بن ابی ایل ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا دیکھ شارون میرے بیٹے۔ ہمارا ریوڑ کوہستانی سلسلے میں چر رہا ہے ابھی گھر لوٹ جانے میں کچھ وقت ہے میں تمہیں اللہ کے نبی سموئیل کے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں۔ اس پر شارون بن علبون اور

سافط بن عدی دونوں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد قیس بن ابی ایل کا بیٹا طالوت اس کی بیوی اور بیٹے بیٹیاں بھی وہاں بیٹھ گئے تھے۔ قیس بن ابی ایل شارون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

شارون میرے بیٹے۔ میں تمہیں اللہ کے نبی سموئیل کے حالات تفصیل سے سناتا ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تو اور تیرا باپ جو ریگزار عرب کے قبیلے جرہم سے تعلق رکھتے ہو دین ابراہیمؑ کے پیروکار ہو اور حجاز کی سرزمین میں ایک آنے والے رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منتظر ہو۔ میرے خیال میں سموئیل نبی کے حالات سن کر تم ضرور اس سے ملنا پسند کرو گے۔ میں تمہیں اس کے حالات تفصیل سے کہتا ہوں۔

دیکھ شارون بن علبون۔ اسرائیلیوں کے قبیلے افرائیم کی سرزمین کے کوہستانی سلسلے میں راما نام کی ایک بستی ہے۔ اور یہ افرائیم کا قبیلہ اللہ کے نبی یوسفؑ کے بیٹے افرائیمؑ کی نسل سے ہے۔ راما نام کی اس بستی میں ایک شخص رہتا ہے تھا جس کا نام القانا تھا اور وہ افرائیمی تھا۔

اس القانا کی دو بیویاں تھیں ایک کا نام حنہ دوسری کا نام فننہ تھا۔ القانا کی بیوی فننہ کے اولاد تھی پر حنہ بے اولاد تھی اس لئے کہ کہنے والے کہتے تھے کہ وہ عورت بانجھ ہے۔ القانا نام کا یہ شخص ہر سال اپنے شہر راما سے نکل کر سیلہ نام کی بستی کی طرف جاتا جہاں خداوند کا ہیکل تھا اور وہ اس ہیکل میں جا کر قربانی گذارتا تھا اور اس ہیکل کا جو کاہن تھا اس کا نام ایلی تھا۔ ایلی نام کے اس کاہن کے دو بیٹے تھے ایک کا نام حفنی اور دوسرے کا نام فینحاس تھا۔ یہ دونوں ہی بد معاش آوارہ اور بد کردار تھے۔

دیکھ شارون۔ جب کبھی القانا ذبیحہ گذارنے کے لئے خداوند کے ہیکل میں جاتا تو اپنی بیوی فننہ کو اور اس کے سب بیٹے بیٹیوں کو حصے دیتا تھا پر حنہ کو دو حصے دیا کرتا تھا اس لئے کہ وہ حنہ کو چاہتا تھا اس بنا پر بھی کہ وہ خوبصورت تھی اور اس لئے بھی کہ اس کے یہاں کوئی اولاد نہ تھی۔

اور حنہ کی سوت جس کا نام فننہ تھا اسے چڑانے غمزدہ اور فکر مند کرنے کے لئے طرح طرح سے چھیڑتی تھی اسے طعنہ دیتی تھی کہ وہ بانجھ ہے اور اس کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہے۔ نہ اس کے یہاں کوئی اولاد ہو گی۔ اس لئے کہ خداوند نے اس کا رحم بند کر رکھا ہے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اس الکانا کا یہ معمول تھا کہ وہ سال بہ سال ہیکل میں جا کر قربانی کرتا اور اپنی بیویوں کو حصے دیتا۔ ہر سال جب بھی وہ ہیکل میں جاتا فننہ اپنی سوت حنہ کو تنگ کرتی۔ حنہ بے چاری کچھ نہ کہتی بس رو دھو کر اپنا جی ہلکا کر لیتی تھی جس دن بھی اس کی یہ حالت ہوتی وہ کھانا نہ کھاتی۔ اس کا شوہر الکانا اس سے کہتا اے حنہ تو کیوں روتی ہے اور کھانا کیوں نہیں کھاتی۔ اور تیرا دل کیوں غمزدہ اور آزردہ ہے۔ کیا میں تیرے لئے دس بیٹوں سے بڑھ کر نہیں ہوں۔

ایک سال الکانا جب اپنی دونوں بیویوں کیساتھ سیلہ نام کی بستی میں خداوند کے ہیکل میں گیا اور قربانیاں ادا کرنے کے بعد جب وہ کھا پی چکے تو حنہ اٹھی اور ہیکل کے اندر گئی اس نے دیکھا کہ ہیکل کا کاہن جس کا نام ایلی تھا وہ اس وقت ہیکل کی چوکھٹ کے پاس ایک نشست پر بیٹھا ہوا تھا۔ حنہ اندر گئی اس وقت وہ انتہائی غمزدہ اور دلگیر تھی وہ ہیکل میں بیٹھ گئی اور خداوند قدوس سے دعا کرتے ہوئے زار زار رونے لگی۔

ہیکل میں دعا مانگتے ہوئے حنہ نے اپنے خداوند کے حضور منت مانی کہ اگر

خداوند تو اپنی اس لونڈی کی مصیبت پر نظر کرے اور مجھے یاد فرمائے اور اپنی لونڈی کو فراموش نہ کرے اور اپنی خاص کنیز کو فرزند نرینہ بخشے تو میں اسے زندگی بھر کے لئے خداوند کی نذر کر دوں گی۔ اس کے سر پر استرا کبھی نہیں پھراؤں گی۔

اور پھر وہ اپنے خداوند کے حضور دعا کر رہی تھی تو اس کی آواز تو نہ سنائی دے رہی تھی بس اس کے لب ہل رہے تھے اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اس حالت میں کاہن ایلی نے غور سے اس کی طرف دیکھا حنہ بچاری تو دل ہی دل میں خداوند سے التجا کر رہی تھی تاہم اس کے ہونٹ ہل رہے تھے اور چونکہ اس کی آواز سنائی نہ دے رہی تھی پس ایلی کو گمان ہوا کہ وہ عورت نشے میں ہے۔ یہ خیال آتے ہی بڑے تحکمانہ سے آواز میں ایلی نے حنہ کو مخاطب کیا۔

اے عوت تو کب تک نشے میں رہے گی۔ اپنا نشہ اتار اور یہاں سے جا۔

ایلی کے ان الفاظ نے حنہ کو چونکا دیا۔ اس نے الی کاہن کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ دیکھ کاہن میں تو ایک غریب اور غمگین عورت ہوں۔ میں نے نہ تو کوئی نشہ پیا۔ میں تو بس خداوند کے آگے اپنا دل سموے ہوئے ہوں۔ تو مجھ جیسی عورت کو غلیظ عورت نہ

سمجھ۔ میں تو اپنی فکروں اور دکھوں کے ہجوم کے باعث دل ہی دل میں اپنے خداوند سے عہد کر رہی ہوں دیکھ ایلی میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ میری سوت کے بیٹے بھی ہیں۔ بیٹیاں بھی ہیں۔ ہر سال ہم قربانی دینے کے لئے راما سے یہاں سیلہ آتے ہیں۔ ہیکل میں جب قربانیاں دی جاتی ہیں تو میری سوت مجھے بانجھ ہونے کا طعنہ دیتی ہے۔ میں تو بس خداوند کے حضور یہی دعا کر رہی تھی کہ اے خداوند اگر تو مجھے فرزند نرینہ عطا کرے تو میں اس کے سر پر استرا نہ پھراؤں گی اور ساری زندگی اسے اس ہیکل کی نذر کر دوں گی تا کہ وہ خداوند کے گھر کی خدمت کرے۔

ایلی نام کا وہ کاہن حنہ کی اس گفتگو سے بے حد متاثر ہوا۔ تب اس نے بڑی شفقت اور محبت میں حنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

دیکھ خاتون میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ تم سے معذرت خواہ ہوں۔ تو سلامت جا۔ میری دعا ہے کہ اسرائیل کا خدا تیری مراد جو تو نے اس سے مانگی ہے وہ پوری کرے خدا ہی سارے رکے ہوئے کاموں کو بنانے والا ہے وہی تم پر نظر کرم کرے گا۔

پھر وہ حنہ نام کی عورت ہیکل سے نکلی۔ ہیکل سے نکلتے ہوئے اس کا چہرہ اداس نہ رہا تھا۔ شاید اپنا دکھ اپنا غم خداوند سے کہنے کے بعد وہ اپنے آپ کو ہلکا محسوس کر رہی تھی۔ وہ رات حنہ اور اس کی سوت نے اپنے میاں الکانا کے ساتھ ہیکل کے پاس گذاری دوسرے روز وہ صبح اٹھے خداوند کے آگے سجدہ کیا اور اپنے گھر راما کو لوٹ گئے۔

یہاں تک کہنے کے بعد قیس بن ابی ایل دم لینے کے لئے رکا پھر وہ کہتا چلا گیا تھا۔

دیکھ شارون پھر ایسا ہوا کہ وقت مقررہ پر حنہ حاملہ ہوئی اور اس کے بیٹا ہوا۔ اور اس نے اپنے اس بیٹے کا نام سموئیل رکھا کہنے لگی میں نے اسے خداوند سے مانگ کر پایا ہے لہذا اس کا نام سموئیل رکھوں گی۔ پھر وقت مقررہ پر الکانا نام کا وہ شخص اپنے گھرانے کے سب افراد کے ساتھ راما سے ہیکل کی طرف جانے لگا کہ اپنی سالانہ قربانی وہاں چڑھائے اور منت پوری کرے تو اس نے اپنی بیوی حنہ کو بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہا لیکن اس نے جانے سے انکار کر دیا اور شوہر سے کہا کہ اس نے اپنے خداوند سے وعدہ کیا تھا۔ کہ جب بچے کا دودھ چھڑاؤں گی تو اسے ہمیشہ کے لئے ہیکل میں چھوڑ جاؤں گی لہذا جب تک بچہ دودھ نہیں چھوڑتا اس وقت تک میں ہیکل میں نہیں جاؤں گی۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اس کے خاوند الکانا کو یہ بات پسند آئی اس نے کہا جو تجھے اچھا لگے تو کر۔ جب تک تو اس کا دودھ نہ چھڑائے تو یہیں ٹھہری رہ۔ پراتنا ہو کہ خداوند سے اپنے حق کو برقرار رکھے۔ وہ عورت اپنے گھر میں ہی ٹھہری رہی اور اپنے بیٹے کو دودھ پلانے کے وقت تک دودھ پلاتی رہی۔

اور پھر اس نے سموئیل نام کے اپنے اس بیٹے کا دودھ چھڑایا اور اسے اپنے ساتھ لیا اور تین بچھڑے اور مشک لے کر وہ ہیکل کی طرف روانہ ہوئی اور اس لڑکے کو سیلہ میں خداوند کے ہیکل میں لائی۔ اور وہ لڑکا ابھی بہت چھوٹا تھا۔ حنہ نے بچھڑے وہاں ذبح کئے اور لڑکے کو پکڑ کر وہ ہیکل کے کاہن ایلی کے پاس لائی کہنے لگی اے کاہن تیری جان کی قسم۔ میں وہی عورت جس نے یہاں تیرے پاس کھڑے ہو کر خداوند سے اس بچے کے لئے دعا مانگی تھی۔ شاید تو مجھے پہچان گیا ہوگا۔ یہ بچہ جو میں اٹھائے ہوئے ہوں اسی کے لئے میں نے دعا مانگی تھی۔ خداوند نے میری مراد پوری کی۔ میری دعا کو قبول کیا۔ اور مجھے یہ فرزند عطا کیا۔ میں نے چونکہ ہیکل میں دعا مانگتے وقت وعدہ کیا تھا کہ بچے کا دودھ چھڑا کر ہیکل کے سپرد کردوں گی لہذا میں اس بچے کو ساتھ لائی ہوں۔ اب یہ اسی ہیکل میں زندگی بسر کرے گا

ایلی کاہن حنہ کی یہ گفتگو سن کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے بچے کو تو ہیکل میں رکھ لیا جب کہ الکانہ اپنی بیوی کو لیکر واپس اپنی بستی راما کی طرف چلا گیا تھا۔

دیکھ شارون۔ ابی ایل ایلی نام کے اس کاہن کے دو بیٹے تھے وہ بڑے شریر تھے۔ انہوں نے خداوند کے احترام کو نہ پہچانا۔ اور کاہنوں کا دستور لوگوں کے ساتھ یہ تھا کہ جب کوئی شخص قربانی چڑھاتا تو کاہن کا نوکر گوشت ابلنے کے وقت ایک سہ شاخہ کانٹا اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے آتا تھا اور اس کو کڑھاؤ یا دیگ کے یا ہنڈے یا ہانڈی میں ڈالتا اور جتنا گوشت اس کانٹے میں لگ جاتا اسے کاہن آپ لے لیتا تھا۔

لیکن کاہن کے دونوں بیٹے بڑے شریر اور بد قماش تھے۔ وہ لوگوں کو تنگ کرتے۔ جب اسرائیلی وہاں قربانی کے لئے آتے تو چربی جلانے سے پہلے وہ وہاں آموجود ہوتے اور اس شخص سے جو قربانی چڑھاتا اس سے کہنے لگتے کہ کاہن کے لئے گوشت دے کیونکہ وہ اس سے ابلا ہوا گوشت نہیں بلکہ کچا گوشت لے گا۔ اگر وہ شخص کہتا کہ ابھی وہ چربی کو جلائیں گے تب جتنا دل چاہے لے لینا تو وہ اسے جواب دیتے کہ نہیں تو ابھی دے دے

نہیں تو ہم تم سے چھین کر لے جائیں گے۔

سو کاہن ایلی کے ان بیٹوں کا گناہ خداوند کے حضور بہت بڑا تھا کیونکہ وہ لوگوں کو تنگ کرتے تھے اور لوگ اب خداوند کے ہیکل میں قربانی کرنے سے گھن کرنے لگے تھے

پر سموئیل نام کا وہ لڑکا کتان کا لباس پہنے ہر وقت خدا کے حضور ہیکل کی خدمت کرتا تھا۔ اور اس کی ماں اس کے لئے کتان کا ایک جبہ سال بہ سال بنا کر لاتی تھی۔ جب وہ اپنے شوہر کے ساتھ سالانہ قربانی کرنے کے لئے ہیکل میں آیا کرتی تھی۔ اور جب بھی وہ حنہ نام کی عورت ہیکل میں اپنے شوہر کے ساتھ قربانی ادا کرنے کے لئے آتی تو کاہن ایلی اسے دعائیں دیتا۔ پھر ایسا ہوا کہ حنہ پر خداوند نے نظر کی۔ اور اس کے مزید تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ اور وہ لڑکا جو اس کا سب سے پہلوٹھا تھا اور جس کا نام سموئیل تھا خداوند کے حضور بڑھتا چلا گیا۔

آخر سموئیل اس ہیکل کی خدمت کرتے ہوئے جوان ہو گیا۔ پھر ایک روز ایسا ہوا کہ کاہن ایلی ہیکل میں اپنی جگہ لیٹا ہوا تھا کہ اس کی آنکھیں نیند کے باعث دھندلانے لگیں۔ اور وہ صحیح طور سے دیکھ نہ سکتا تھا ہیکل میں جو خداوند کا چراغ جلتا تھا وہ ابھی تک نہ بجھا تھا اور سموئیل ہیکل کے اندر جہاں تابوت سکینہ ہوا کرتا تھا وہاں لیٹا ہوا تھا تو اس رات خداوند کے فرشتے نے سموئیل کو پکارا۔ جب اسے پکارا گیا تو وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں حاضر ہوں۔ پھر وہ بھاگا بھاگا ایلی کی طرف گیا۔ وہ یہی سمجھا کہ ایلی نے اسے آواز دے کر بلایا ہے ایلی کے پاس گیا اور کہنے لگا محترم کاہن آپ نے مجھے پکارا سو میں حاضر ہوں۔ جواب میں ایلی نے بڑی فکر مندی میں کہا دیکھ سموئیل میرے بیٹے میں نے تجھے نہیں پکارا۔ تجھے دھوکہ۔ غلط فہمی ہوئی ہے جا اپنی جگہ پر لیٹ جا اور سو رہ۔

ایلی کے اس جواب پر سموئیل پھر پیچھے ہٹا اور جہاں خداوند کا صندوق یعنی تابوت سکینہ تھا دوبارہ وہاں جا کر لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد خداوند کے فرشتے نے پھر اسے پکارا سموئیل۔ سموئیل

سموئیل چونک کر اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر کاہن ایلی کی طرف بھاگا یہی سمجھا کہ کاہن نے اسے پکارا ہے اس کے پاس جا کر کہنے لگا۔ محترم کاہن تو نے مجھے پکارا۔ تو میں حاضر ہوں۔ کاہن پھر کہنے لگا اے میرے بیٹے میں نے نہیں پکارا جا لیٹ جا۔ سموئیل نے ہنوز یہ نہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

پہچانا تھا کہ خداوند کا فرشتہ اسے پکارتا تھا۔ اور یہ کہ خداوند کا کلام اس پر ظاہر ہونے والا ہے نہ ہی کاہن ایلی اندازہ لگا سکا کہ آخر اس بچے کو پکارنے والا کون ہے۔ وہ کیوں بار بار دوڑا دوڑا میری طرف آتا ہے۔

سیموئیل جب دوسری بار جا کر تابوت سکینہ کے پاس لیٹ گیا تب خداوند کے فرشتے نے اسے پھر پکارا۔ سیموئیل پھر اٹھا بھاگا بھاگا کاہن ایلی کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ محترم کاہن تو نے مجھے پکارا میں حاضر ہوں۔ بتا کیا کام ہے۔ تیسری بار جب سیموئیل بھاگا بھاگا کاہن ایلی کے پاس آیا تو وہ جان گیا کہ سیموئیل یوں ہی بھاگا بھاگا اس کی طرف نہیں آتا کوئی پکارنے والا اسے پکارتا ہے وہ یہ بھی جان گیا کہ خداوند اس پر وحی نازل کرنے والا ہے۔ اسے حکمت عطا کرنے والا ہے اور اسے نبی کی حیثیت سے مبعوث کرنے والا ہے۔ سو ایلی نے بڑی شفقت سے سیموئیل کو مخاطب کر کے کہا۔

سیموئیل میرے بیٹے۔ میں نے نہیں پکارا۔ جا جا کر آرام سے لیٹ جا۔ اور دیکھ بیٹے اگر وہ پکارنے والا تجھے پھر پکارے تو کہنا میں حاضر ہوں۔ اور تیری باتوں کو سنتا ہوں۔ پھر انتظار کرنا کہ وہ پکارنے والا تجھے کیا کہتا ہے۔ ایلی کی اس نصیحت پر سیموئیل مڑا اور پھر جا کر اسی جگہ لیٹ گیا تھا جہاں وہ پہلے تابوت سکینہ کے پاس لیٹا ہوا تھا۔

چوتھی بار پھر جب پکارنے والے نے پکارا تو سیموئیل نے بڑی عاجزی میں کہا۔ کہہ کیا کہتا ہے جو کچھ تو کہہ رہا ہے میں سنتا ہوں۔ اس پر خداوند کے اس فرستادہ نے پہلے سیموئیل کو نبی ہونے کی بشارت دی۔ اور اس پر انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

دیکھ سیموئیل۔ خداوند خدا اسرائیل میں ایسا کام کرنیوالا ہے جس سے ہر سننے والے کے کان بھنا جائیں گے۔ اس دن ایلی پر وہ سب کچھ جو خداوند نے اس کے گھرانے پر کیا ہے شروع سے آخر تک پورا ہو جائے گا کیونکہ اسے بتایا جا چکا ہے کہ اس کے بیٹوں کی بدکاری کے سبب جسے وہ جانتا ہے ہمیشہ کے لئے اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ دیکھ کاہن ایلی کے دونوں بیٹے اپنی عادات و کردار کی وجہ سے لعنت زدہ ہیں۔ اور ایلی نے انہی برے کاموں سے نہیں روکا۔ اس لئے ایلی کے گھرانے کی بابت خداوند نے اس کے گھرانے کی تباہی اور بربادی کا فیصلہ ان کی بدکاری کی وجہ سے کیا ہے۔ اور یہ بدکاری کسی ذبحہ سے یا ہدیہ سے کبھی بھی صاف نہ ہو گی۔

جس رات خداوند کے فرستادہ نے سیموئیل کے نبی ہونے کی بشارت دی تو ساتھ ہی کاہن ایلی کے بیٹوں کی وجہ سے اس کے گھر کی تباہی اور بربادی کا انکشاف کیا وہ رات سیموئیل نے ہیکل میں تابوت سکینہ کے پاس ہی سو کر گذاری۔ صبح وہ اٹھا ہیکل کے دروازے اس نے کھولے اور جو بشارت رات کو اسے دی گئی تھی اس کی وجہ سے وہ ایلی کے سامنے جاتے ہوئے ڈرتا تھا۔

جس وقت وہ ہیکل کے دروازے کھول رہا تھا۔ کاہن ایلی نے اسے دیکھا اور اپنے پاس بلایا۔ اور کہا دیکھ سیموئیل میرے بیٹے۔ میں جان گیا ہوں کہ رات خداوند کے کسی فرستادہ نے تجھ سے گفتگو کی۔ دیکھ بتا تجھ پر کیا انکشاف ہوا میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو کوئی بات بھی مجھ سے پوشیدہ نہ رکھنا۔ اگر تو مجھ سے کچھ چھپائے تو خدا تیرے ساتھ بھی ایسا کرے۔

جب کاہن ایلی نے یہ بات کہہ دی تب سیموئیل نے اس کو رتی رتی حال بتایا اور کچھ نہ چھپایا۔ سیموئیل کی زبان سے اپنے گھرانے کی تباہی کا سن کر کاہن ایلی بڑا فکر مند ہوا۔

یہاں تک کہنے کے بعد قیس بن ابی ایل پھر تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ دم لیا پھر وہ دوبارہ کہتا چلا گیا۔

دیکھ شارون بن علبون۔ اس کے بعد ایسا ہوا کہ سیموئیل ہیکل کی خدمت کرتا رہا۔ خداوند اس کیساتھ تھا اس نے اس باتوں میں سے کسی کو مٹی میں نہ ملنے دیا۔ اور سب بنی اسرائیل نے دان سے لے کر بیر سبع تک جان لیا۔ کہ سیموئیل خداوند کا نبی مقرر ہوا ہے اور خداوند کا فرستادہ سیلہ میں اسے ظاہر ہوا اور سیموئیل کی بات سب اسرائیلیوں کے پاس پہنچی۔ اور سب نبی کی حیثیت سے اس کا احترام اس کی عزت کرنے لگے۔ اب یہی اللہ کا نبی سیموئیل زندہ ہے اب یہ خداوند کے حکم پر سیلہ کے ہیکل سے نکل کر اپنی بستی راما میں مقیم ہے اور خداوند قدوس کی وحدانیت کا درس دیتا ہے۔ اور لوگ جوق در جوق اس کا پیغام سننے اور اس کی زیارت کو جاتے ہیں۔ یہ جو جمگھٹا تھوڑی دیر پہلے میرے پاس جمع تھا یہ لوگ بھی سیموئیل کی زیارت اور اس کی باتیں سننے کے لئے گئے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد قیس بن ابی ایل خاموش ہو گیا اور کہنے لگا دیکھ شارون

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

میرے بیٹے یہ ہیں بنی سیموئیل کے حالات ۔ میرے خیالات میں تم ان حالات سے مطمئن ہو گئے ۔ دیکھ شارون اب سورج کافی ڈھلک گیا ہے میرے خیال میں اب ہمیں گھر چلنا چاہیئے ۔ شارون نے اس سے اتفاق کیا سب نے مل کر کوہستانی سلسلے کے اوپر چرتے ریوڑ کو ہانکا پھر وہ اپنے سامنے جبعہ نام کی اس بستی کو جارہے تھے جہاں قیس بن ابی ایل کا گھر تھا شارون بن علبون نے اپنے ساتھی سافط بن عدی کے ساتھ صرف ایک رات قیس بن ابی ایل اور طالوت کے گھر میں قیام کیا دوسرے روز وہ دونوں جبعہ نام کی بستی سے نکل کر فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔

OOOO

شام سے تھوڑی دیر پہلے شارون بن علبون فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود سے شمال میں ان کے بڑے دیوتا دجون کے مندر میں داخل ہوا تھا ۔ مندر کے احاطے میں وہ اپنے گھوڑے سے اتر گیا ۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سافط بن عدی بھی گھوڑے سے اتر گیا تھا ۔ دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایک درخت کے ساتھ باندھا اور پھر دونوں آگے پیچھے مندر کی عمارت میں داخل ہوئے تھے یہاں تک کہ ایک دروازے کے سامنے شارون بن علبون رکا ۔ اس دروازے پر اس نے دستک دی تھی پہلی ہی ستک پر اندر سے کسی کی مدھم آواز سنائی دی ۔

آجاؤ کون ہے ۔

اس پر شارون بن علبون دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ۔ سافط بن عدی اس کے پیچھے تھا ۔ جونہی وہ اندر داخل ہوئے اندر ایک بوڑھا اس کے ساتھ ایک نوعمر اور نوخیز لڑکی بیٹھی ہوئی تھی ۔ شارون بن علبون کو دیکھتے ہی اس بوڑھے کے چہرے پر بے پناہ خوشیاں بکھر گئیں تھیں ۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا تقریباً بھاگتا ہوا آگے بڑھا اور شارون بن علبون کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کئی بار اس نے اس کی پیشانی چوم لی تھی ۔ اس پر شارون نے اس بوڑھے کو مخاطب کیا ۔

بزرگ اخیم ۔ یہ جوان جو میرے ساتھ ہے میرا دوست ہے اس کا نام سافط بن عدی ہے ۔

اس موقع پر شارون بن علبون کی نظر اس لڑکی پر پڑی جو تھوڑی دیر پہلے بوڑھے

اخیم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی آمد پر وہ اخیم کیساتھ ہی کھڑی ہو گئی تھی ۔ اس لڑکی کو دیکھتے ہوئے شارون کی حالت عجیب سی ہوئی گئی تھی ۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اس لڑکی کو دیکھتے ہوئے کہیں کھو سا گیا ہو ۔

وہ لڑکی کاسۂ گل میں بھری شبنم ۔ اور حقیقت کے پرتو میں لپٹی اساطیر جیسی وسیم و قسیم ۔ خوشبوئے ہفت تاب اور کرنوں کی جھلمل جیسی جمیل و شکیل ۔ آنچل کے سنگیت میں کسی مطرب کے ترنم جیسی سندر اور سروپ نوبہ نو آب و تاب میں تاروں کے گداز سی خوبصورت و خوبرو سپنے پندار میں مست انگنت نغموں کے تلاطم جیسی خوش اندام اور وجیہہ ۔ چاندنی راتوں میں گلابی رنگوں کی لہروں کے نکھار اور بجلی کے پرافشاں جلوؤں جیسی جیلی اور وضعدار بوندوں میں رس پھوار کے گیت گاتی ساون رت کی گھڑیوں جیسی پرکشش اور جاذب نظر تھی ۔ شارون بن علبون نے یہ بھی دیکھا وہ خوبرو ۔ دراز قد ۔ اور متناسب جسم کی مالک تھی ۔ اس کے رس بھرے ہونٹوں پر بدن میں گدگدی کرتی نمی ۔ اس کی آنکھیں ایسی تھیں گویا رنگ و بو کے ہزاروں خواب اس کی آنکھوں میں سجائے وقت ٹھہر گیا ہو ۔ آئینۂ تحقیق میں نکھری گلابی شعاعوں جیسے اس کے گال ۔ حسن جوانی اور رنگوں کا ایک تلاطم کھڑا کرتے تھے ۔

وہ لڑکی تھوڑی دیر تک اپنی جگہ پر کھڑی رہی پھر وہ ایک پشتی دروازے سے گذر کر عمارت کے کسی دوسرے حصے کی طرف چلی گئی تھی ۔ بوڑھا اخیم شارون بن علبون کا بازو پکڑ کر آگے بڑھا اور شارون اور سافط بن عدی دونوں کو اس نے اپنے قریب نشستوں پر اس نے بٹھایا اس کے بعد اس نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا ۔

شارون میرے بیٹے تم پریشان ہو گے کہ میں نے تمہیں قاصد بھیج کر اسقدر عجلت میں کیوں بلایا ۔ جواب میں شارون بن علبون مسکراتے ہوئے کہنے لگا ۔

بزرگ اخیم ۔ تمہارے اس طرح بلانے سے میں نے صرف یہی اندازہ لگایا تھا کہ شاید تم نے میرے قبیلے کے تاجروں کے قاتلوں کو تلاش کر لیا ہوگا ۔ اس پر اخیم نے بڑے غور سے شارون بن علبون کی طرف دیکھا ۔ اس کے بعد اس کی پہلے کی نسبت کسی قدر دھیمی مگر رازدارانہ سی آواز بلند ہوئی ۔

دیکھ شارون بن علبون میرے بیٹے ۔ تیرا اندازہ درست ہے ۔ اس میں کوئی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

شک نہیں کہ میں تیرے قبیلے جرحم کے تاجروں کے قاتلوں کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں ۔ پر ساتھ ہی میرے بیٹے مجھ پر ایک ایسی مصیبت آن پڑی ہے جس کے لئے مجھے تمہاری ضرورت ہے ۔ اور مجھے امید ہے کہ تم میری اس ضرورت کو نظر انداز نہیں کرو گے ۔ شارون بن علبون نے بڑے غور سے دجون دیوتا کے بڑے پجاری اخیم کی طرف دیکھا ۔ بزرگ اخیم یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو ۔ کیا تمہیں کسی بڑی رقم کی ضرورت ہے ۔ اخیم نے نفی میں سر ہلا دیا ۔ شارون نے پھر پوچھا ۔ میرے قبیلے کے تاجروں کے قاتلوں سے خوفزدہ ہو ۔ کیا وہ تمہاری جان کے درپے ہیں اور تم تحفظ چاہتے ہو ۔ اخیم نے پھر نفی میں سر ہلا دیا ۔ فلسطیوں کے بادشاہ نے تمہیں دجون دیوتا کے بڑے پجاری کی حیثیت سے کیا تنگ کر دیا ہے اخیم نے پھر نفی میں سر ہلا دیا ۔ شارون بن علبون مسکراتے ہوئے کہہ اٹھا ۔

اگر ان میں سے کوئی بھی وجہ نہیں ہے تو پھر بزرگ اخیم کہو تمہیں میری کیا ضرورت پڑ گئی ہے ۔ تم جانتے ہو کہ اگر تم مجھے اپنے بیٹوں کی طرح چاہتے ہو تو میں نے بھی تمہاری قدر تمہاری عزت ہمیشہ اپنے آباؤ اجداد کی سی کی ہے ۔ بلا جھجک کہو تمہیں مجھ سے کیا ضرورت پڑ گئی ہے ۔ جواب میں بڑا پجاری اخیم کچھ دیر تک گردن جھکا کر سوچتا رہا پھر وہ کہہ اٹھا ۔

دیکھ شارون میرے بیٹے ۔ یہ جو لڑکی تھوڑی دیر پہلے میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور تم دونوں کی آمد پر وہ پچھلی دروازے سے دوسرے کمرے میں چلی گئی ہے اس کا نام روت ہے ۔ میرے خیال میں ایسی حسین ایسی خوبصورت لڑکی تم لوگوں نے آج تک نہ دیکھی ہو گی ۔ یہ لڑکی عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج کی بیٹی ہے ۔ تم چونکہ عرب ہو تمہارا تعلق بھی سامی نسل سے ہے لہذا تم جانتے ہو گے کہ عمالیقی بھی سامی نسل ہی سے ہیں ۔ کبھی کسی وقت ان کا تعلق بھی اسی صحرائے عرب سے تھا ۔ جس وقت یہ روت پیدا ہوئی اس وقت اس کے باپ اجاج کے کہنے پر سارے ساحر ۔ ستارہ شناس اور نجومیوں کو اجاج نے جمع کیا اور اپنی بیٹی سے متعلق تفصیل جاننا چاہی ۔ جواب میں سارے ستارہ شناسوں نے اجاج کو مشورہ دیا کہ اگر وہ اپنی اولاد کی خیریت چاہتا ہے تو روت کو سامیوں کی چاند دیوی کے مندر کے لئے ایک دیوداسی کی حیثیت سے وقف کر دے ۔ یہ چونکہ عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج کی پہلی اولاد تھی اس سے اس کو بے پناہ محبت تھی ۔ لیکن اسے ستارہ شناسوں کے کہنے پر عمل

کرنا پڑا ۔ اپنی پشت اور اپنی نسل کی حفاظت کے لئے آخر روت کو صحرائے قلزم کے کنارے رفیدیم کے مقام پر جو ان سامیوں کی چاندی دیوی کا مندر تھا اس مندر کے لئے اس روت کو وقف کر دیا گیا ۔ اس مندر میں اس کی تربیت شاہانہ انداز میں ہوئی ۔ رقص و موسیقی میں ایسا طاق کیا گیا کہ جہاں یہ خوبصورتی میں بے مثل اور لاجواب ہے وہاں یہ رقص کرنے میں بھی اپنا کوئی ثانی اور جواب نہیں رکھتی ۔

دیکھ شارون میرے بیٹے یہ فلسطیوں کا بادشاہ معوک اور اس کا بیٹا اکیس تیغ زنی کے مقابلے دیکھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کے بڑے شائق ہیں اسی بنا پر فلسطیوں کے موجودہ بادشاہ معوک نے اپنے ہاں مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے بہترین تیغ زنوں کو جمع کیا ہوا ہے وہ ان پر ہر ماہ خاصی بڑی رقم خرچ کرتا ہے اور ہفتے میں ایک بار بدھ کے دن اشدود شہر کے ایک کھلے میدان میں جہاں لشکریوں کی تربیت گاہ کا کام لیا جاتا ہے تیغ زنی کے مقابلے کرائے جاتے ہیں یہ مقابلے اشدود شہر ہی نہیں بلکہ آس پاس کے شہروں اور بستیوں کے لوگ بھی دیکھنے کے لئے آتے ہیں یوں جانو اشدود شہر میں تیغ زنی کے ان مقابلوں کی وجہ سے ہر ہفتے ایک میلہ سا لگتا ہے ۔

فلسطیوں کے بادشاہ معوک کے پاس جو ناقابل تسخیر اور بہترین تیغ زن ہیں ان میں پہلا نمبر معوک کے سپہ سالار جالوت کا ہے جالوت سے کوئی تیغ زنی کا مقابلہ کرنے کی نہ جرأت کرتا ہے نہ اس کے سامنے کوئی آتا ہے جالوت کے علاوہ معوک کے پاس چھ اور بڑے نایاب قسم کے تیغ زن ہیں جو پلک جھپکنے میں اپنے مد مقابل کے مقدر اور قسمت میں شکست اور نامرادی لکھ دیتے ہیں ان میں پہلا زربائیل ہے اور دوسرا الیاقیم ہے ان دونوں کا تعلق عمالیقیوں سے ہے میں تمہیں بتا چکا ہوں عمالیقی سامی نسل سے تعلق رکھنے والے ہیں بحیرہ قلزم سے لے کر ان کے علاقوں کی سرحدیں بنی اسرائیل سے آملتی ہیں اور ان کی اور بنی اسرائیل کی دشمنی سب پر عیاں ہے جس وقت بنی اسرائیل مصر سے نکل کر فلسطین کی طرف آئے تھے تو یہ عمالیقی ان کے لئے مصیبت کا باعث بنے تھے آج کل عمالیقیوں کا بادشاہ اجاج ہے اور روت جو تھوڑی دیر پہلے اٹھ کر یہاں سے گئی ہے اسی اجاج کی بیٹی ہے ۔

تیسرا بڑا تیغ زن اماوس ہے اس کا تعلق عمونیوں سے ہے بنی عمون بنی اسرائیل کے ہمسائے میں آباد ہیں اور ان کا بادشاہ آج کل ناحس نام کا ایک شخص ہے ۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

چوتھا بڑا تیغ زن یورام ہے کہتے ہیں یہ بڑا خونخوار تیغ زن ہے اس کا تعلق فلسطیوں سے ہے پانچویں کا نام حسون ہے یہ قینیوں سے تعلق رکھتا ہے اور چھٹے تیغ زن کا نام ابیاہ ہے جس کا تعلق حمیلیوں سے ہے دیکھ شارون میرے بیٹے شاید تو جانتا نہیں کہ قینی اور حمیلی دو اچھا درجہ کے خونخوار قبائل ہیں جو بحیرہ قلزم کے قریب ہی عمالیقیوں کے ہمسائے میں آباد ہیں اور حیرت کی بات ہے کہ جہاں بنی اسرائیل کے تعلق عمالیقیوں کے ساتھ بدترین ہیں وہاں ان دونوں وحشی اور خونخوار قبیلوں کیساتھ بنی اسرائیل کے تعلقات بڑے دوستانہ اور رفیقانہ ہیں۔

دیکھ شارون میرے بیٹے۔ان تیغ زنوں میں جو زربائیل اور الیاقیم ہیں ان کا تعلق عمالیقیوں سے ہے چند ماہ پہلے یہ اشدود سے اپنے گھر اپنے خاندان والوں سے ملنے کے لئے گئے تھے جن دنوں انہوں نے اپنے گھروں میں قیام کر رکھا تھا ان دنوں ایسا ہوا کہ ایک روز یہ زربائیل رفیدیم میں اپنی چاند دیوی کے مندر میں عبادت کے لئے گیا۔وہاں اس روز روت کا دیوی کے سامنے رقص تھا اس لئے کہ روت اسی مندر میں دیوداسی تھی بس اس زربائیل کا اس روت کو دیکھنا تھا کہ وہ اس پر فدا ہو گیا۔اس نے پہلے روت کے باپ اور عمالیقیوں کے بادشاہ شاہ اجاج سے رابطہ قائم کیا۔اور اس سے روت کو اپنے لئے طلب کیا لیکن اجاج نے صاف انکار کر دیا پھر وہ مندر کے پجاریوں کے پاس گیا ان سے روت کو مانگا انہوں نے انکار کر دیا آخر کار یہ روت سے خود ملا روت نے اسے بری طرح جھڑک دیا۔کہتے ہیں روت نے ساری زندگی شادی نہ کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اس کا یہ بھی عہد ہے کہ یہ اپنی ساری زندگی دیوداسی کی حیثیت سے اپنی چاند دیوی کے مندر کے لئے وقف کر دے گی۔

مایوس ہو کر یہ زربائیل اپنے ساتھی الیاقیم کیساتھ واپس اشدود آیا۔چونکہ زربائیل معوک کی نگاہوں میں بڑی عزت بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس لئے کہتے ہیں کہ زربائیل جالوت کے بعد سب سے زیادہ خوفناک اور قابل قدر تیغ زن ہے۔ زربائیل نے اپنی خواہش کا اظہار فلسطیوں کے بادشاہ معوک اور اس کے بیٹے اکیس سے کیا۔اور روت کو اپنی بیوی بنانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

معوک فوراً حرکت میں آیا اس نے کچھ تیز رفتار قاصد عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج کی طرف روانہ کئے۔پورے حالات اس نے تفصیل سے کہلوائے اور اسے ایک طرح

سے حکم دیا کہ وہ محافظ دستوں کے ساتھ چاند دیوی کے مندر کی دیوداسی اور اپنی بیٹی روت کو اشدود کی طرف روانہ کر دے۔

عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج کو انکار کرنے کی ہمت نہ ہوئی اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ اس کے مقابلے میں فلسطیوں کے بادشاہ معوک کی طاقت اور قوت بہت زیادہ ہے اس کے لشکر بھی اس سے کئی گنا زیادہ ہیں۔اگر اس نے انکار کر دیا تو معوک کہیں حملہ آور ہو کر اس کی سلطنت کو ہی نیست و نابود کر دے۔لہٰذا معوک کی بات مانتے ہوئے محافظ دستوں کے ساتھ اجاج نے اپنی بیٹی روت کو رفیدیم سے اشدود کی طرف روانہ کر دیا۔

روت نام کی اس لڑکی کے حسن اور اس کی خوبصورت کے پہلے ہی بہت چرچے تھے لہٰذا جب یہ اشدود میں آئی تو میں بھی اس سے ملا میں نے اس سے اپنا تعارف کرایا کہ میرا تعلق فلسطیوں کے سب سے بڑے دیوتا دجون کے مندر سے ہے اور وہاں میں بڑا پجاری ہوں میرے اس انکشاف پر روت نے مجھے اہمیت دی ساتھ اس پجارن نے بڑی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے مجھ پر یہ بھی انکشاف کر دیا کہ وہ کسی صورت زربائیل کی بیوی نہیں بننا چاہتی۔

دیکھ شارون میرے بیٹے فلسطیوں میں یہ روایت چلی آرہی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکی کو پسند کرے اور وہ اسے اپنے زوجیت میں داخل کرنا چاہے تو کوئی چیز اس کے سامنے مانع نہیں ہاں اگر لڑکی کا کوئی اور بھی طلبگار ہو اور وہ اس طلبگاری کا دعویٰ کرے تو پھر دونوں میں مقابلہ ہو اور جو مقابلہ جیتے لڑکی اسی کی ہو کے رہ جاتی ہے۔

بس میں نے روت کی گفتگو سننے کے بعد اسی رسم سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کیا میں نے روت سے یہ کہا کہ جب تجھے بادشاہ کے سامنے پیش کیا جائے تو تو یہ کہنا کہ تیرا ایک منسوب ہے جس کے ساتھ تو نے شادی کرنے کا عہد و پیماں کر رکھا ہے لہٰذا اس کو چھوڑ میں کیسے زربائیل سے شادی کر سکتی ہوں یہ بات کہتے ہوئے میرے بیٹے شارون میری نگاہیں صرف تم پر جمی تھیں میں نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ روت جب یہ بات بادشاہ سے کہے گی اور بادشاہ جواب میں اگر روت سے یہ کہے گا کہ تم اپنے منسوب کو یہاں بلاؤ تا کہ زربائیل سے اس کا مقابلہ کرایا جائے اگر زربائیل جیت گیا تو تم زربائیل کی اور اگر زربائیل ہار گیا تو تمہیں تمہارے منسوب کے حوالے کر دیا جائے گا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

شارون میرے سارے اندازے درست ہوئے روت کو معوک اور الیس دونوں باپ بیٹے کے سامنے پیش کیا گیا روت نے یہ ہی کہا کہ اس کا ایک منسوب ہے لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے وہ زربائیل سے شادی نہیں کر سکتی معوک نے حکم دیا کہ وہ اپنے منسوب کا پتا بتائے تاکہ اسے یہاں بلایا جائے اور زربائیل سے اس کا مقابلہ کرایا جائے۔ روت بڑی سیانی بڑی دانشمندی بڑی عقلمند لڑکی ہے مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے اسے پہلے یہ نہ سمجھایا تھا کہ وہ تمہارا نام بتایا اور تمہارا پتہ بادشاہ سے کہہ دے چونکہ اسے نہ تمہاری خبر تھی اور نہ وہ تمہارا پتہ جانتی تھی لہٰذا اس نے بات کو گول کرتے ہوئے یہ کہا کہ اسے فی الحال دجون دیوتا کے بڑے پجاری اخیم کے پاس قیام کرنے کی اجازت دے دی جائے وہاں قیام کے دوران وہ اپنے منسوب کو خود بلائے گی اور پھر اس کا مقابلہ زربائیل سے کرا دیا جائے۔

شارون فلسطیوں کے بادشاہ معوک نے روت کی اس تجویز کو پسند کیا لہٰذا روت کو میرے حوالے کر دیا گیا ساتھ ہی مندر کے نواح میں کچھ محافظ دستے بھی مقرر کر دیئے گئے تاکہ یہ روت کہیں دھوکا دے کر بھاگ نکلنے میں کامیاب نہ ہو جائے میرے بیٹے میں نے تمہاری طرف بھی قاصد بھجوا دیئے اب میرے بیٹے روت کی رہائی اس صورت میں ہی ممکن ہے کہ تم زربائیل سے مقابلہ کرو اور اسے اپنے سامنے نیچا دکھا کے ذلیل اور شکست خوردہ کرو۔

یہاں تک کہنے کے بعد بڑا پجاری اخیم جب خاموش ہوا تو اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے شارون بن علبون نے پھر پوچھا۔

دیکھ بزرگ اخیم یہ تو ایک بات ہوئی اب میری دوسری بات کا جواب دو اور وہ یہ کہ میرے قبیلے کے سوداگروں کے قاتل کون ہیں تاکہ میں بیک وقت ہی اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آؤں۔ اس پر اخیم پھر کہہ اٹھا دیکھ میرے بیٹے یوں جانو کہ اس روت کے اور تیرے دشمن ایک ہی ہیں جن چھ تیغ زنوں کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے جو زربائیل الیاقیم، اناوس، یورام، نحسون اور ابیاہ ہیں انہوں نے ہی تمہارے قبیلے کے سوداگروں پر حملہ آور ہو کر انہیں لوٹا انہیں قتل کیا تمہارے قبیلے کے ان تاجروں نے اپنا سامان فروخت کرنے کے بعد اشدود شہر کے مشرق میں جو سرائے ہے وہاں قیام کر رکھا تھا اس قیام کے دوران یہ چھ تیغ زن ان پر حملہ آور ہوئے انکا سامان ان سے چھین کر لوٹ مار کی اور انہیں

تہ تیغ کر دیا۔

بڑے پادری اخیم کے اس انکشافات پر شارون بن علبون کی حالت ایک دم تبدیل ہو کے رہ گئی تھی اس کی جسمانی کیفیت تشنگی کے ایسے سمندر جیسی ہو کے رہ گئی تھی جسے اوس کے چند بوندوں کی خشکی بھی میسر نہ ہوئی ہو اس کے چہرے پر مجروح احساسات کے اندر وحشت بھری مسافتیں، ذہن کی یورش نفس کی شورش جوش مارنے لگی تھی جب کہ اس کی آنکھوں کے پھیلتے سکڑتے حلقوں میں سناٹوں میں چھپے ناگ منظر منظر عذاب اور گھٹی تیرگی کے سنگین جالوں جیسی کیفیت طاری ہو کے رہ گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ پگھلے ہوئے سیسے کی طرح اپنی جگہ پر بیٹھا رہا اور اپنے آپ پر ضبط کرتا رہا پھر اس نے اپنے سامنے بیٹھے پجاری اخیم کو مخاطب کیا۔

بزرگ اخیم یہ فلسطیوں کے بادشاہ معوک کے تیغ زن کیسے بھی جفاکش جرأت مند اور طاقت ور ہی پران سب کو میں اپنے سامنے مٹی کے ڈھیر اور ریت کی دیوار کی طرح مغلوب ضرور کروں گا دیکھ بزرگ اخیم میں ریگزار عرب کا رہنے والا ایک بدو ہوں اور تم جانتے ہو بدو کو وراثت میں تلوار اور اس کی صناعی اور اس کے فن کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ دیکھ اخیم وقت اور زمانے کی آنکھ دیکھے گی کہ میں ان اوباشوں کی زندگی کو مفلسی اور بے چارگی کا مرقع ان کی طاقت اور قوت کو وقت کے پیلے خزاں کی زرد پرچھائیوں ان کی جرأت مندی دلیری کو تنہا درخت کی سوکھی ٹہنیوں اور ان کی تیغ زنی کی ساری صناعی کو ببول کے صحرا میں مایوس لمحوں اور تنہائی کے نوحوں میں تبدیل کر کے رکھ دوں گا۔ دیکھ اخیم میں ان سب قاتلوں کی خواہشوں کو بے گور و کفن لاش اور ان کی ساری آرزوؤں کو تیزابی ذائقوں سے آشنا کر دوں گا۔

دیکھ اخیم سب سے پہلے تو میں اس روت کی رہائی کے لئے زربائیل سے مقابلہ کروں گا جب چاہو اس سے مقابلے کا اہتمام کرا سکتے ہو میں تمہارا یہ کام ہر صورت کر کے رہوں گا اور میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ زربائیل تیغ زنی کے فن میں میرے سامنے زیادہ دیر تک ٹک نہیں سکے گا۔ عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج کی بیٹی روت کی رہائی کے بعد پھر میں اپنے قبیلے کے سوداگروں کو قتل کرنے والے ان چھ تیغ زنوں کے خلاف حرکت میں آؤں گا

اس دوران اچانک اخیم بول پڑا اور شارون بن علبون کی طرف دیکھتے ہوئے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کہنے لگا۔

شارون میرے بیٹے صرف زربائیل سے مقابل کر کے روت کی رہائی تک ہی معاملہ ختم نہیں ہو جائے گا میرے بیٹے جب تم زربائیل کو مقابلے کے میدان میں اپنے سامنے زیر کر دو گے تو اس کے بعد یہ فیصلہ تو ہو جائے گا کہ روت کو رہائی مل جائے گی اس کے بعد میرے بیٹے تمہارے ذمے یہ کام ہو گا کہ روت کو تم رفیدیم کے اس مندر تک چھوڑنے جاؤ گے جس کے لئے یہ وقف ہو چکی تھی میرے بیٹے مجھے امید ہے کہ تم انکار نہیں کرو گے میں تمہارے ساتھ دو رہبر لگا دوں گا جو رفیدیم کی طرف جانے والے سارے راستوں سے واقف اور آشنا ہیں بس تمہارا کام یہ ہو گا کہ تم روت کو رفیدیم چھوڑ آؤ اس کے بعد تم یہاں واپس آکر میرے پاس قیام کرو اور اپنے دشمنوں پر باری باری سرما کے اولوں کی طرح برسو۔ میرے بیٹے اگر تم نے مقابلے میں زربائیل کو نیچا دکھا دیا تو مجھے امید ہے کہ باقی سارے دشمنوں کو بھی تم یکے بعد دیگر اپنے پاؤں کی ٹھوکروں پر رکھتے چلے جاؤ گے۔

دیکھ میرے بیٹے میں آج ہی اپنے بادشاہ معوک کو اطلاع کروں گا کہ روت کا منسوب پہنچ گیا ہے لہذا وہ زربائیل کے ساتھ اس کے مقابلے کا اہتمام کرے دیکھ میرے بیٹے معوک یہ مقابلہ کرانے میں تاخیر نہیں کرے گا اس لئے کہ چند یوم تک وہ اپنے لشکر کیساتھ اپنے مرکزی شہر اشدود سے کوچ کرنے والا ہے لہذا وہ کوچ سے پہلے یہ مقابلہ کرانا ضرور پسند کرے گا۔

اخیم جب خاموش ہوا تو ایک جستجو کے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے شارون بن علبون نے پوچھ لیا۔

بزرگ اخیم یہ تمہارا بادشاہ معوک اپنے لشکر کے ساتھ کسی کے خلاف پیش قدمی کرنے لگا ہے اس پر اخیم پھر بول اٹھا۔

دیکھ میرے بیٹے۔ بنی اسرائیل کے لشکر ہماری سرحدوں پر جمع ہو رہے ہیں اور دن بدن ان کے لشکریوں میں اضافہ ہو رہا ہے وہ فلسطیوں کے خلاف کسی بڑی جنگ کی ابتدا کرنے والے ہیں سنتے ہیں بنی اسرائیل کے سب سے بڑے ہیکل کا کاہن جس کا نام ایلی ہے اس کے دو بیٹے فلسطیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے پیش پیش ہیں اور لوگوں میں بڑا جوش اور جذبہ پیدا کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ معوک کے اپنے لشکر کے ساتھ

اسرائیلیوں کی طرف کوچ کرنے سے پہلے ہی زربائیل کے خلاف تمہارے مقابلے کا اہتمام ہو جائے تا کہ کوچ سے پہلے ہی پہلے روت کو یہاں سے رہائی مل جائے اور تم اسے لے کر رفیدیم کی طرف روانہ ہو جاؤ۔

یہاں تک کہنے کے بعد بڑا پجاری اخیم تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ کچھ سوچا پھر اس نے شارون بن علبون کی طرف دیکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

دیکھ شارون میرے بیٹے۔ جب میں روت سے تمہارا ذکر کروں گا تو ہو سکتا ہے وہ تم سے ملنا پسند کرے اور جب اس کی تم سے ملاقات ہو تو اس پر یہ مت ظاہر کرنا کہ تمہارا تعلق صحرائے عرب سے ہے اور تم ایک بدو ہو۔ اس لئے کہ وہ صحرائے عرب کے بدوؤں سے انتہا درجے کی نفرت کرتی ہے۔ نہ جانے کن لوگوں نے اسے بدوؤں سے متعلق غلط فہمی ڈال دی ہے۔ یا ہو سکتا ہے اسے زندگی کے کسی موڑ پر بدوؤں سے پالا پڑا ہو جنہوں نے اسے یا اس کے قریبی عزیزوں یا لواحقین کو دھوکہ دیا ہو۔

اخیم کے اس انکشاف پر شارون بن علبون نے کچھ سوچا اس کے بعد وہ کہنے لگا۔

دیکھ اخیم۔ میں جھوٹ نہیں بولوں گا اول تو میرا اس سے ملاقات کرنے کا کوئی ارادہ ہی نہیں ہے۔ زربائیل سے میں نے مقابلہ کرنا ہے اور مجھے امید ہے کہ اسے زیر کرنے کے بعد میں اس روت نام کی لڑکی کی رہائی کا باعث بن جاؤں گا۔ اس کے بعد جیسا تم نے کہا ہے میں اسے تمہارے مہیا کردہ رہنماؤں اور رہبروں کے ساتھ رفیدیم شہر میں جو عمالیقیوں کا مندر ہے اسے وہاں چھوڑ آؤں گا اور پھر دوبارہ یہاں آؤں گا اور اپنے تاجروں کے قاتلوں پر نزول کرنے کی کوشش کروں گا۔

دیکھ اخیم۔ میں اب جاتا ہوں۔ تو میرے آنے کی اطلاع روت کو بھی کر دینا اور اپنے بادشاہ معوک تک بھی یہ پیغام پہنچا دینا کہ روت کا منسوب یہاں پہنچ گیا ہے۔ لہذا وہ زربائیل سے اس کے مقابلے کا اہتمام کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی شارون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا اس کی طرف دیکھتے ہوئے سافط بن عدی بھی کھڑا ہو گیا تھا۔ اس موقع پر اپنی جگہ پر بیٹھے ہی بیٹھے اخیم بول پڑا۔

شارون میرے بیٹے۔ تم کہاں جا رہے ہو۔ شارون کہنے لگا۔ بزرگ اخیم۔ میں اور میرا ساتھی دونوں اس سرائے کے اندر قیام کریں گے جہاں قاتلوں نے ہمارے تاجروں

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کا خاتمہ کیا تھا۔ اس سرائے میں قیام کے دوران ہم ضروری معلومات بھی حاصل کریں گے اگر ہمارے تاجروں کو اس سرائے میں قتل کیا گیا تھا تو ظاہر ہے کہ یہ جو چھ قاتل ہیں ان کا آنا جانا اس سرائے میں ہو گا۔ اس طرح میں ان سے شناسائی بھی حاصل کروں گا اور پھر ان کے اندر گھس کر ان کا وہ قتل عام کروں گا کہ وہ دیکھتے رہ جائیں گے۔

اخیم کہنے لگا نہیں بیٹے۔ میں تمہیں سرائے میں قیام نہیں کرنے دوں گا۔ میری خواہش ہے کہ تم اپنے اس ساتھی کے ساتھ دجون دیوتا کے مندر کے سکونتی حصے میں قیام کرو۔ میرے پاس بہت سے ایسے کمرے ہیں جو خالی پڑے ہیں۔ اگر نہیں تو تمہارے لئے خالی کرائے جا سکتے ہیں۔ میرے بیٹے تم یہیں قیام کرو۔ اس پر شارون بول پڑا۔

بزرگ اخیم تم فکر مند نہ ہو۔ میرا سرائے میں قیام کرنا ہی بہتر ہے۔ بلکہ میں یوں کہوں گا کہ یہ جو قاتل ہیں انہیں یہ بھی خبر نہیں ہونی چاہیئے کہ میں اور تم پہلے سے ایک دوسرے کے شناسا ہیں۔ اس لئے کہ اس صورت میں وہ تمہیں بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ میرے خیال میں جب میں زربائیل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کروں گا تو وہ خود اور اس کے ساتھی ضرور روت کو حاصل کرنے کے لئے میرے خلاف حرکت میں آئیں گے لہٰذا ان کے خلاف مجھے اور میرے اس ساتھی سافط بن عدی کو نہ صرف یہ کہ اپنی آنکھیں کھلی رکھنا ہوں گی بلکہ ان کے استقبال کے لئے اکثر اپنی تلواروں کو بھی بے نیام رکھنا پڑے گا۔

شارون بن علبون کی بات معقول تھی اور شاید شارون جو احتیاط برت رہا تھا اسے اخیم بھی سمجھ گیا تھا لہٰذا وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا دیکھ بیٹے اگر تیرا یہی ارادہ ہے تو پھر تو اپنے ساتھی کے ساتھ اشدود کی مشرقی سرائے میں قیام کر۔ میں ابھی تھوڑی دیر تک اپنے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور اسے سارا معاملہ کہہ سناتا ہوں۔ اس کے بعد میں تمہیں سرائے میں آکر ملوں گا۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ بادشاہ نے مجھے کیا جواب دیا ہے۔ شارون نے اخیم کی اس گفتگو سے اتفاق کیا۔ پھر وہ اور اس کا ساتھی سافط بن عدی دونوں اخیم سے مصافحہ کرنے کے بعد کمرے سے باہر نکلے اور باہر بندھے ہوئے گھوڑوں کو انہوں نے کھولا ان پر سوار ہوئے اور پھر وہ انہیں ایڑ لگاتے ہوئے اشدود شہر کی شرقی سرائے کی طرف جا رہے تھے۔

شارون بن علبون اور سافط بن عدی کے کمرے سے نکلتے ہی روت پشتی

دروازے سے اس کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ شارون اور سافط کو رخصت کرنے کے بعد اخیم ابھی تک اس کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا جب روت پشت کی طرف سے آئی تب وہ مڑا اور نشست پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ جہاں تھوڑی دیر پہلے وہ بیٹھا ہوا تھا۔ روت بھی اس نشست پر بیٹھ گئی تھی جہاں سے اٹھ کر وہ پشتی کمرے کی طرف گئی تھی۔

تھوڑی دیر تک دجون دیوتا کے مندر کے اس کمرے میں خاموشی رہی اس کے بعد بڑے غور سے روت نے اخیم کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کیا۔

بزرگ اخیم۔ تمہارے اور اس بدو کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ میں دونوں کمروں کے درمیانی دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہو کر ساری کی ساری سن چکی ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مجھے صحرائے عرب کے بدوؤں سے انتہا درجے کی نفرت اور کد ہے لیکن اس بدو کی ایک بات مجھے بہت اچھی لگی۔ اور وہ یہ کہ جب آپ نے اسے کہا کہ جب میرے ساتھ اس کی ملاقات ہو تو وہ یہ ظاہر نہ کرے کہ وہ صحرائے عرب کا بدو ہے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ یہ کہا کہ اول تو اسے مجھ سے ملنے کی ضرورت نہیں ہے اگر ملاقات ہوئی بھی تو وہ اپنا آپ چھپاتے ہوئے جھوٹ نہیں بولے گا۔ اس کا یہ رویہ بتاتا ہے کہ یہ عام بدوؤں سے کچھ مختلف ہے۔

دوسری بات جو حیرت انگیز ہے وہ یہ ہے کہ اس بدو کے قبیلے کے کچھ تاجروں کو یہاں کے تیغ زنوں نے قتل کیا ہے آپ کی گفتگو کے دوران میں نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ تیغ زن جنہوں نے اس کے ساتھ تاجروں کا خاتمہ کیا تھا وہ تعداد میں چھ ہیں جن میں زربائیل بھی شامل ہے جو میرے لئے مصیبت کا باعث بنا ہے۔ اب میں سوچتی ہوں کہ کیا یہ اکیلا بدو ان چھ اعلیٰ پایہ کے تیغ زنوں کو اپنے سامنے زیر کرتے ہوئے اپنے قتل ہونے والے تاجروں کا انتقام لے سکے گا۔

روت کی اس گفتگو سے اخیم کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر وہ کہنے لگا دیکھ روت میری بیٹی۔ اگر تجھے پتہ چل ہی گیا ہے کہ جس شخص کو میں نے تمہاری مدد کے لئے بلایا ہے اس کا تعلق صحرائے عرب سے ہے اور وہ بدو ہے تو پھر میری ایک بات غور سے سننا۔ بیٹی یہ نوجوان میرا جاننے والا ہے اس کا نام شارون بن علبون اور اس کے ساتھی کا نام سافط بن عدی ہے۔ سافط بن عدی کے متعلق تو میں کچھ نہیں جانتا۔

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لیکن تم سے میں یہ کہوں کہ شارون بن علبون اپنے دشمنوں کے لئے قندیل الم۔ مشعل غم ثابت ہوتا ہے۔ زندگی کے روز و شب کی مسافت اور زیست کے سفر میں جب کوئی اسے ٹکراتا ہے اس سے دشمنی مول لیتا ہے تو وہ تیز دوڑتے خونی لمحوں۔ لپکتے سسکتے شام و سحر کی طرح کچھ اس انداز میں اس وارد ہوتا ہے کہ اس کے لئے نہ راستوں کا یقین نہ منزل کی خبر رہنے دیتا ہے۔ اپنے دشمنوں کے لئے یہ شارون بن علبون ہر نشان رہگذر کو غبار بنا اڑا دینے والا جوان ہے۔ جب یہ کسی پر وارد ہوتا ہے تو بھاگتے اڑتے بگولوں۔ دیوانہ وار لپکتے بھنور کی طرح چھاتا ہے اور اس کے ہوس کے سارے خدوخال درست کرتا چلا جاتا ہے۔ یہ شارون بن علبون۔ ان جوانوں میں سے ہے جو صحرائے بے یقین کو خضر آشنا۔ سوکھے نہال کو رنگ بہار عطا کرنے کا فن جانتے ہیں۔ جو ذرے کے دل میں نیر اعظم اور جسم کے پندار خانوں کو شراروں سے بھرے موسم میں تبدیل کر دینے کے صناعی سے خوب واقف اور آشنا ہوتے ہیں۔ دیکھ روت میری بیٹی۔ یوں جانو کہ اپنے دشمنوں کے لئے یہ صحرائے عرب کا بدو فشار وقت کا تیزی سے پھیلتا وہ بدترین زہر ہے جو ہر صورت میں اپنے مخالف کی موت بن کر رہتا ہے۔

اخیم کی یہ ساری گفتگو روت بڑی خاموشی اور صبر کے ساتھ سنتی رہی۔ جب اخیم خاموش ہوا تب وہ بول پڑی۔

بزرگ اخیم۔ آپ نے انتہائی عمدہ الفاظ میں اس بدو کی تعریف کی ہے۔ آپ جانتے ہیں میرے جسم کے خمیر۔ میری خصلت میں بدوؤں کے خلاف نفرت ہی نفرت اور کرودھ ہی کرودھ بھرا ہوا ہے۔ اس کے باوجود اس بدو کی جو تعریف آپ نے کی ہے میں نے وہ بڑے صبر کے ساتھ سنی ہے۔ پر بزرگ اخیم میں ایک بات کہوں اگر آپکا یہ بدو اس زربائیل کے مقابلے میں شکست کھا گیا تب اس کا کیا بنے گا۔ اور میرا کیا ہوگا۔

روت کے ان اندیشوں کے جواب میں اخیم کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کھیلی تھی۔ پھر وہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا اور کہنے لگا دیکھ روت میری بیٹی۔ میرا دل کہتا ہے کہ زربائیل کو یہ صحرائے عرب کا بدو ایسا ہانکے گا جس طرح کوئی سرکش اور تیز مزاج کا گڈریا اپنے ریوڑ کو ہانکتا چلا جاتا ہے۔ صحرائے عرب کا یہ بدو جب اپنے آنے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل میں خداوند سے دعا مانگتے ہوئے مقابلہ پر اترتا ہے تو دیکھ روت

میری بیٹی یہ بگولے سے طوفان۔ جھونکے سے خونی آندھیوں کی صورت اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔

اس بار روت نے بڑی دلچسپی سے اخیم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ یہ بدو کس رسول پر ایمان رکھتا ہے۔ جواب میں اخیم کہنے لگا دیکھ میری بیٹی۔ یہ آنیوالے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ آنے والا وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحرائے عرب میں مبعوث ہوگا۔ یہ لوگ دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ جس وقت اللہ کے نبی ابراہیم نے مکہ شہر میں خدا کے گھر کی تعمیر کی تھی تو انہوں نے دعا مانگی تھی کہ اللہ اس سرزمین میں کسی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کرنا۔ بس وہ ایسے ہی ایک نبی کے منتظر ہیں جو دعائے خلیل کا ثمر ہوگا۔

روت نے اخیم کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اخیم اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ دیکھ روت میری بیٹی بیٹھ۔ میں ابھی جاتا ہوں اور اپنے بادشاہ معوک اور اس کے بیٹے اکیس سے مل کر اس شارون بن علبون کے زربائیل سے مقابلے کا اہتمام کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس مقابلے میں زربائیل زیر ہوگا۔ اور تم رہائی پا کر اپنے وطن واپس جانے میں کامیابی حاصل کر لوگی۔ اس کے ساتھ ہی اخیم اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

CCCC

شارون بن علبون اور سافط بن عدی نے اشدود شہر کے مشرق میں ایک سرائے میں اپنے لئے کمرہ حاصل کر لیا تھا۔ اپنے گھوڑوں کو اصطبل میں باندھنے اور ان کے لئے دانے چارے کا انتظام کرنے کے بعد دونوں اپنے گھوڑوں کی زینیں اور ان سے بندھا ہوا سارا سامان اٹھائے اس کمرے میں داخل ہوئے۔ طہارت خانے میں دونوں نے غسل کرنے کے بعد کپڑے تبدیل کئے اور چاہتے تھے کہ سرائے کے بھٹیار خانے میں جا کر کھانا کھائیں کہ بوڑھا اخیم ان کے کمرے میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی شارون اور سافط دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اخیم ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر اس نے شارون کو دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

شارون میرے بیٹے۔ میں فلسطیوں کے بادشاہ معوک اور اس کے بیٹے اکیس سے ملنے کے بعد سیدھا ادھر آرہا ہوں۔ میں نے ان دونوں سے تمہارا ذکر کیا۔ وہ زربائیل

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سے تمہارے مقابلے پر رضامند ہو گئے ہیں اور اس بات پر بھی وہ راضی ہیں کہ بنی اسرائیل کے خلاف لشکر لے کر نکلنے سے پہلے تمہارا اور زربائیل کے مقابلے کا اہتمام کیا جائے۔ انہوں نے مجھے یہ بھی یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر تم مقابلے میں زربائیل کو نیچا دکھا دو۔ تو پھر روت تمہارے ساتھ واپس جانے کے لئے آزاد ہو گی۔ دیکھ میرے بیٹے۔ پرسوں سبت کا دن ہے اور پرسوں اس مقابلے کا اہتمام ہو گا۔ لہٰذا تم اس مقابلے کے لئے تیار رہنا۔

یہاں تک کہنے کے بعد اخیم تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ پھر اس نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔

دیکھ شارون میرے بیٹے۔ اس سے پہلے میں تم سے ایک بات کا ذکر کرنا بھول گیا اور وہ یہ کہ تمہاری یہاں اشدود میں آمد سے صرف ایک دن پہلے خانہ بدوش قبیلے کی لڑکی عرفہ اپنے باپ عاموس کے ساتھ میرے پاس آئی تھی شاید راستے میں ان سے کہیں تمہاری ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے تم پر یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ میرے جاننے والے ہیں۔ تم نے انہیں پیغام دیا تھا کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ تم دو ایک روز تک میرے پاس پہنچ جاؤ گے۔ وہ لڑکی اپنے باپ کیساتھ میرے پاس آئی تھی اور اس نے مجھے تمہاری آمد کی اطلاع دی تھی مجھے افسوس ہے کہ جس وقت تم مجھ سے ملے میں اس لڑکی کا تم سے ذکر کرنا بھول گیا۔

دیکھ شارون میرے بیٹے۔ یہ لڑکی عرفہ بنت عاموس اور اس کا باپ عاموس بھی تمہاری طرح آنیوالے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ بڑے اچھے لوگ ہیں۔ یہ میرے لئے کچھ تحائف بھی لے کر آئے تھے۔ تمہاری طرح یہ بھی میرے پرانے جاننے والے ہیں۔ ان کا قبیلہ سرائے سے دائیں جانب خیمہ زن ہے۔ میں یہاں آتے وقت ان سے مل کر آرہا ہوں۔ میں نے انہیں بتایا کہ تمہارا مقابلہ پرسوں سبت کے روز سہ پہر کے قریب اشدود کے بہترین تیغ زن زربائیل سے ہو گا۔ اس مقابلے کا جو پس منظر ہے وہ بھی میں نے انہیں تفصیل سے بتایا ہے۔ میرے خیال میں وہ خانہ بدوش قبیلہ بھی تمہارا مقابلہ دیکھنے کے لئے آئے گا اس لئے کہ تمہاری طرح چونکہ وہ بھی دین ابراہیمی کے ماننے والے ہیں لہٰذا وہ تمہارے ساتھ اپنا ایک تعلق ایک رشتہ ظاہر کرتے ہیں۔ گو عرفہ کا باپ عاموس ابھی تک تم سے نہیں ملا۔ لیکن عرفہ نے شاید تمہارا ذکر اس سے کیا ہے لہٰذا عاموس تم سے ملنے کا بے حد متمنی ہے۔ دیکھ میرے بیٹے۔ میں اب جاتا ہوں۔ اب پرسوں

مقابلے سے تھوڑی دیر پہلے میں تمہیں لینے آؤں گا۔ میری دعا ہے کہ فلسطیوں کا دیوتا دجون اور اس کائنات کا پیدا کرنے والا تیری کامیابی تیری فوز مندی کو یقیناً بنائے۔ اس کے ساتھ ہی بوڑھا اخیم اٹھا اور وہاں سے وہ چلا گیا تھا۔

○○○○

فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود کے وسطی حصے میں ایک کافی کھلا میدان تھا جو شہر کی نسبت بلندی پر تھا اور فلسطیوں کے لشکریوں کی تربیت گاہ کے لئے استعمال ہوتا تھا سبت کے روز سہ پہر کے قریب مقابلے کا یہ میدان تماشائیوں سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ میدان کے صدر دروازے کے قریب ہی شاہی خاندان کے بیٹھنے کے لئے جو شہ نشین بنی ہوئی تھی اس کے قریب ہی بوڑھا اخیم۔ شارون بن علبون اور سافط بن عدی کو لے کر بیٹھ گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد فلسطیوں کا بادشاہ معوک اور اس کا بیٹا اکیس اپنے شاہی خاندان کے افراد کے ساتھ خوبصورتی سے سجائی ہوئی شاہی بگھیوں میں میدان میں داخل ہوئے۔ پھر وہ شہ نشین پر آکر بیٹھ گئے تھے۔ اس موقع پر اخیم اپنی جگہ سے اٹھا۔ بڑی تیزی کے ساتھ وہ شہ نشین کی طرف گیا۔ بڑے رازدارانہ سے انداز میں اس نے معوک اور اکیس سے بات کی تھی۔ پھر وہ پیچھے ہٹا۔ دجون دیوتا کے مندر کے چھوٹے سے پجاری کو کان میں کچھ کہا جسے سنتے ہی وہ وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

میدان میں بادشاہ اور شاہی خاندان کے آنے کی وجہ سے خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس پجاری کے ساتھ جسے اخیم نے بھیجا تھا میدان میں روت داخل ہوئی تھی۔ اخیم کے کہنے پر وہ پجاری روت کو شہ نشین کی طرف لے گیا۔ اتنی دیر تک اخیم شارون بن علبون کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

شارون میرے بیٹے۔ میرے ساتھ آؤ۔ تمہیں معوک نے طلب کیا ہے۔ روت کو بھی بلایا گیا ہے شاید وہ تم دونوں سے کچھ سوال کرے۔ دیکھ میرے بیٹے ذرا سنبھل کر احتیاط سے جواب دینا۔ شارون بن علبون مسکراتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور اخیم کے ساتھ ہو لیا تھا۔

شارون بن علبون جب شہ نشین کے سامنے آیا تو اس نے دیکھا اس سے پہلے ہی وہاں روت کھڑی تھی۔ شارون روت کے قریب جا کھڑا ہوا اس موقع پر اخیم نے اپنے

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بادشاہ معوک کو مخاطب کیا۔

آقا یہ جوان جو آپ کے سامنے کھڑا ہے اس کا نام شارون بن علبون ہے اور یہی زر بائیل سے مقابلہ کرے گا۔

اخیم کے ان الفاظ پر فلسطیوں کے بادشاہ معوک کے چہرے پر خوشگوار تبسم کھیلا تھا۔ پھر اس نے بڑی نرم آواز میں کہا۔ بزرگ اخیم۔ تم یہاں میرے قریب آکر بیٹھو ساتھ ہی معوک نے ایک خالی شہ نشین کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ پھر کہنے لگا دیکھ اخیم۔ یہاں آکر بیٹھو۔ میں ان دونوں سے تھوڑی دیر گفتگو کرتا ہوں۔ اس کے بعد مقابلے کی ابتدا کراتا ہوں۔ جواب میں بڑا پجاری اخیم شہ نشین کے اوپر اس کے لئے جو خالی نشست رکھی تھی اس پر جا کر وہ بیٹھ گیا تھا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد تھوڑی دیر تک بڑے غور سے معوک اپنے سامنے شارون بن علبون اور روت کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے روت سے سوال کیا۔

عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج کی بیٹی اور رفیدیم کے مندر کی دیوداسی تو اس نوجوان کو جانتی ہے جو تیرے پہلو میں کھڑا ہے۔ اس پر روت نے ایک نگاہ اپنے پہلو میں کھڑے شارون بن علبون پر ڈالی اس کے بعد اپنے معوک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے بادشاہ۔ یہ نوجوان جو میرے پہلو میں کھڑا ہے اس کا نام شارون بن علبون ہے۔ یہ میرا منسوب ہے اور میری آزادی اور رہائی کے لئے یہی زر بائیل سے مقابل کرے گا۔

اس کا یہ جواب سن کر معوک کے چہرے پر پھر تبسم کھیلا تھا۔ اس کے بعد اس نے شارون بن علبون کی طرف دیکھا۔

دیکھ شارون بن علبون تو اس لڑکی کو جانتا ہے کیا واقعی تیرا اس سے کوئی رشتہ ہے۔ اور یہ کہ تو اپنی مرضی اپنی خواہش کے مطابق اس کی آزادی کے لئے زر بائیل سے مقابلے پر تیار ہوا ہے۔ معوک کے خاموش ہونے پر شارون بول پڑا۔

اے بادشاہ۔ ہر انسان کا ایک دوسرے سے انسانیت کے ناطے سے تعلق اور واسطہ ہے۔ سو یہی تعلق اور واسطہ میرا بھی اس روت سے ہے۔ جہاں تک اس کی آزادی اور

رہائی سے متعلق تم نے سوال کیا ہے۔ تو میں اپنی مرضی اپنی خواہش اپنے دل کی پکار پر اس کی آزادی کے لئے زر بائیل سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوا ہوں۔ اس کے لئے مجھ پر نہ کسی نے دباؤ ڈالا ہے نہ ہی مجھے کوئی لوبھ لالچ دیا گیا ہے۔

معوک تھوڑی دیر تک مسکراتے ہوئے باری باری روت اور شارون بن علبون کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے اس نے اپنے قریب ہی کھڑے پہریدار کو بلایا۔ اور دھیمی سے آواز میں اس سے کہا کہ زر بائیل سے کہو کہ مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اترے۔ اس پر وہ پہریدار پیچھے ہٹ گیا تھا اس کے جانے کے بعد معوک نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

دیکھ جوان تھوڑی دیر تک مقابلے کی ابتدا ہونے والی ہے۔ میں نے زر بائیل کو میدان میں اترنے کا حکم بجھوا دیا ہے۔ تو اپنے متعلق کہہ۔ کیا جو ہتھیار تیرے پاس ہیں انہی کے ساتھ تو میدان میں اترے گا یا مقابلہ کرنے کے لئے تجھے ہماری طرف سے نئے ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ اس پر شارون بن علبون اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گیا اور کہنے لگا۔ اے بادشاہ جو میرے پاس ہتھیار ہیں میں انہی کے ساتھ میدان میں اتر کر زر بائیل سے مقابلہ کروں گا۔ مجھے مزید یا نئے ہتھیاروں کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر معوک پھر بول پڑا۔ دیکھ روت بزرگ اخیم کے ساتھ جو خالی جگہ ہے تو یہاں آکر بیٹھ جا۔ شارون بن علبون۔ تو اب میدان کے وسط میں چلا جا۔ دیکھ جو جوان میدان کے وسطی حصے کی طرف جا رہا ہے وہی زر بائیل ہے اسی کیساتھ تیرا مقابلہ ہوگا۔ زر بائیل کے ساتھ جو مسلح جوان تو دیکھتا ہے جو کوہستانی سلسلوں کی طرح قد آور کریل ہے یہ میرے لشکروں کا سپہ سالار اعلیٰ جالوت ہے۔ تم دونوں کے مقابلے کا وہی منصف ہوگا۔ اور وہی فیصلہ کرے گا کہ تم دونوں میں سے کون جیتا ہے اور کون ہارا ہے۔ تو میدان کے وسط کی طرف جا۔ مقابلے کی تفصیل تجھے جالوت بتا دے گا۔

معوک کے ان الفاظ کے ساتھ اپنی تلوار کے دستے سے شارون بن علبون نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا تھا۔ پھر وہ شہ نشین سے ہٹ کر میدان کے وسطی حصے کی طرف جا رہا تھا۔

جب وہ میدان کے وسط میں زر بائیل کی طرف گیا تب جالوت آگے بڑھا اور پر جوش انداز میں وہ شارون بن علبون سے مصافحہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ میرا نام جالوت ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جالوت کی بات کاٹتے ہوئے شارون فوراً بول پڑا دیکھ جالوت میں جانتا ہوں تیرا بادشاہ مجھے بتا چکا ہے کہ تمہیں میرے اور اس زربائیل کے مقابلے کا منصف مقرر کیا گیا ہے ۔ میں تم پر پورا اعتماد اور بھروسہ کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ تم ہم دونوں کے درمیان بہترین انصاف کرو گے ۔ اس لئے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ فلسطی لشکر کے سپہ سالار کے علاوہ تم ایک نایاب اور بے مثل تیغ زن بھی ہو ۔ مزید کہو تم کیا کہنا چاہتے ہیں ۔ جواب میں تھوڑی دیر مسکراتا رہا پھر کہنے لگا۔

دیکھ شارون بن علبون ۔ تم دونوں کو مقابلہ شروع کرانے کے بعد میں یہیں کھڑا رہوں گا اور دونوں کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لوں گا۔ مطمئن رہو ۔ میں انصاف سے کام لوں گا کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دوں گا۔ تم دونوں اپنے ہتھیار سنبھالو تا کہ میں تم دونوں کے درمیان مقابلے کی ابتدا۔ کراؤں ۔ شارون بن علبون اور زربائیل دونوں نے اپنی تلواریں اور ڈھالیں سنبھال لیں تھیں اور پھر وہ تلواریں اور ڈھالیں سنبھالتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف بڑھے تھے ۔ جالوت ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا ۔ شارون بن علبون کے تھوڑا قریب آنے کے بعد زربائیل رکا پھر اس نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

دیکھ مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے اترنے والے ۔ تیرا نام مجھے شارون بن علبون بتایا گیا ہے اور مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ تو اس روت کا منسوب ہے جسے میں حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہوں ۔ دیکھ شارون ۔ شاید تمہیں میرے متعلق تفصیل سے نہ بتایا گیا ہو ۔ میرا نام زربائیل ہے ۔ میں دل کی خواہشوں کو کانٹوں کی وادیوں میں ۔ سکھ کی راتوں کو دکھ کے دنوں ۔ جسم و جان کے رابطوں کے لذت خیز سفر کو عذاب کے ساحلوں ۔ جوان راحتوں کے ابر کو درد کے حاصل اور اپنے دشمن کے جذبہ عمل کو درد بے جہت میں تبدیل کرنے کا فن جانتا ہوں ۔ جو مجھ سے عداوت مول لیتا ہے اس کے خواب بکھر جاتے ہیں اس کی نیندیں اجڑ جاتی ہیں ۔ دیکھو جس طرح پتھر پر گرتی بوندیں اپنا آپ ہی گنواتی ہیں اسی طرح مجھ سے دشمنی رکھنے والے اپنے جسم و جان سے ہی محروم ہو جاتے ہیں ۔ سن صحرائے عرب کے بدو ۔ میں قہرمانیوں کے سناٹوں کا ایک ایسا سمندر ہوں ۔ میری گہرائیوں میں کتنے سورماؤں کی شجاعت انگنت جنگجوؤں کے قصے اور فسانے

ڈوب کر رہ گئے ہیں ۔ دیکھ مجھ سے مقابلہ کرنے سے بچ ۔ اپنی جان بچا ۔ روت کو آزادی دلانے اور اسے مجھ سے چھیننے کا خیال ترک کر دے ۔ اور تو نے اگر ایسا نہ کیا تو یاد رکھ جوش وحشت میں میرا ذہن انتقام انتقام پکارتے ہوئے تیری طرف نزول کرے گا ۔ اس وقت میری وحشت ایک درندے کا روپ دھار لے گی پھر میں. تجھ پر وار د ہوتے ہوئے تیرے سینے میں آگ کے الاؤ بھڑکا کر رکھ دوں گا۔

اتنا کہنے کے بعد زربائیل جب خاموش ہوا تو تھوڑی دیر تک اپنے سامنے اپنی تلوار لہراتے ہوئے شارون عجیب انداز میں دیکھتا رہا ۔ پھر اس نے اس کو مخاطب کیا۔

دیکھ زربائیل ۔ میں جانتا ہوں تو اشدود کے بہترین تیغ زنوں میں شمار کیا جاتا ہے ۔ دیکھ میرا تعلق جس صحرائے بے آب و گیاہ سے ہے وہاں ماں باپ اپنے بچے کو تلوار کی وراثت کے سوا کچھ نہیں دیتے ۔ دیکھ میں تیرے سامنے کوئی بچہ یا تیغ زنی کے فن سے عاری انسان نہیں ہوں ۔ میں بھی اپنے مقابل کی فریب خود نمائی کو ستم خوردہ بنانے کا فن خوب جانتا ہوں میں خواہشوں کے گرویدوں کا سکون پامال اور تیرہ شب نقیبان داستان غم کے وجود کو وہم میں تبدیل کر کے رکھتا ہوں ۔ جب کوئی مجھ سے ٹکراتا ہے تو سن رکھ ۔ میں اپنے مد مقابل کی حالت مرگ مسلسل کی سزا ، دیمک کے کھائے لفظوں جیسی بنا کر رکھتا ہوں دیکھ زربائیل مجھ سے ٹکرا ۔ مجھے صرف دھمکی سے میدان سے نکل جانے کے لئے مت کہہ ۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ہر صورت میں روت کے لئے تم سے آزادی حاصل کروں گا ۔ مجھ پر حملہ آور ہو پھر دیکھ ۔ تیرے ذہن کے خالی کوزے میں کیسے میں رسوا کن تنہائیاں، زہر بھری پہنائیاں بھرتا ہوں ۔ آگے بڑھ کر مجھ پر وار کرو ۔ پھر دیکھو کیسے میں صحرائے عرب کا بدو دنیا کو تیرے لئے عرصۂ بلاخیز بناتے ہوئے تمہیں کرب میں نہلاتا ہوں اور تمہیں آنسو پلاتا ہوں ۔ سن ۔ میں وہ زہر ہوں جو زہروں کا تریاق رکھتا ہے ۔ جب تو مجھ سے ٹکرائے گا تو لکھ رکھ میں تیری ساری خوش فہمیاں بے ثمر خواہشوں ۔ بے نام حسرتوں میں تبدیل کر کے رکھوں گا ۔ سن زربائیل ۔ میں قہر بھری سفاکیوں کا وہ سفر ہوں جو اپنے دشمن کی نئی صبح کی جگمگاتی ساعتوں کو لمحوں کے اندر ڈھلتی شام کی دستک میں تبدیل کرتا ہوں ۔

قسم مجھے اپنے آنے والے صحرائی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگر میں مقابلے کے اس میدان کو تیرے لئے رسوائی ۔ ذلت ۔ ہزیمت اور شکست کا میدان نہ بنا دوں ۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تو مجھے تو صحرائے عرب کا بدو نہیں بے وقوف اندھا گڈریا خیال نہ کرنا۔ دیکھ اب وقت مت ضائع کر۔ میرے ساتھ ٹکرا پھر دیکھ مقابلے کے اس میدان میں انجام کس کا برا ہوتا ہے۔ بن زربائیل تو اپنے سامنے مجھے کشکول قضا جیسا پائے گا۔ جسے کے اندر تباہی بربادی اور نیستی کے سکوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ مجھ پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کرتا کہ مقابلہ شروع ہو اور لوگ دیکھیں کہ بد قسمتی۔ اور شکست کس کا استقبال کرتی ہے۔

شارون بن علبون کی اس گفتگو کے جواب میں زربائیل کے چہرے پر انتہائی حقارت آمیز اور طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر وہ تھوڑی دیر تک اپنے بائیں ہاتھ میں اپنی ڈھال کو لہراتا رہا اس کے بعد اس نے اپنے سامنے اپنی تلوار کو بلند کیا اسے تین بوسے دیے اس کے بعد وہ حملے کا تہیہ کئے ہوئے سور کی طرح آگے بڑھا تھا۔

زربائیل نے جنگی انداز میں آگے بڑھتے ہوئے اپنی دانست میں ایک انتہائی خوفناک اور ہلا دینے والا وار شارون بن علبون پر کیا تھا۔ لیکن زربائیل کی حیرت میں اضافہ ہو کر رہ گیا جب شارون نے انتہائی آسانی سے اپنے جسم سے دور ہی زربائیل کی تلوار کے اس وار کو روک دیا تھا۔ اس کے بعد شارون بن علبون نے ایک ایسا بھرپور وار زربائیل پر کیا کہ زربائیل بوکھلاتے بوکھلاتے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوا تھا۔ اس کے بعد شارون بن علبون نے تند و تیز کاٹتی تیغوں۔ سلگتے دھاروں ڈستی اونچائیوں میں زہر بھرے سرخ طوفانوں کی سی صورت اختیار کر لی تھی۔ اور وہ لگاتار ناقابل برداشت ضربیں زربائیل پر لگانے لگا تھا۔

دوسری جانب زربائیل کی یہ حالت تھی کہ وہ تھوڑی دیر ایک بار جم کر شارون کی ضربوں کو روکتا اس کے بعد چند قدم پیچھے ہٹ کر سنبھلتا اور پھر وہ شارون بن علبون کے وار روکنے کی کوشش کرنے لگتا تھا۔

مقابلہ جب طول پکڑنے لگا اور لحظہ بہ لحظہ شارون بن علبون زربائیل پر چھاتا چلا گیا تو زربائیل کی حالت بھی آہستہ آہستہ گزرے تعلق کی بھولی کہانیوں۔ یادوں کی بوسیدہ علامتوں کی عمروں کے ٹوٹے خوابوں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر تک جم کر لڑنے کے بعد شارون بن علبون نے اپنے خداوند قدوس کو یاد کیا۔ بھرپور انداز میں اس نے اسکے نام کی تکبیریں نعروں کی صورت میں بلند کیں اس کے ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے حملوں میں ایسی تیزی پیدا کی کہ زربائیل نے دیکھا تو

عرب کا وہ بدو بدو نہ رہا تھا ایسا بگولہ ایسا طوفان بن گیا تھا جس کے اندر چاروں طرف موت ہی موت رقص کرتی نکلی ہو۔ شارون بن علبون کے ان تیز حملوں کے سامنے زربائیل اب لگاتار الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوا تھا اس دوران شارون بن علبون نے اپنی زہر بھری آواز میں زربائیل کو مخاطب کیا۔ دیکھ زربائیل اب وہ وقت آگیا ہے کہ میں تیرے پاؤں تلے سوچوں کی دلدل پھیلا دوں۔ تیری زندان ہستی کے دریچے ہو ہو اور تیرے ذہن کے خالی کوزے میں ادھوری کہانیاں بھرتا چلا جاؤں۔ شارون بن علبون کے ان الفاظ نے زربائیل کو بانجھ بکھری امیدوں جیسا ویران اور بے ثمر مناظر سا اداس بنا کر رکھ دیا تھا۔ اس نے دیکھا بار بار اس پر حملہ آور ہونے کے لئے صحرائے عرب کے اس بدو کی تلوار شعاعوں کے چھلکتے بھالوں اور آتش فشاں کی بھڑکتی لو کی طرح بلند ہو رہی تھی۔ جبکہ خود شارون بن علبون بھی کیف کی آمد نہاں۔ جذبہ عمل اور جواں راحتوں کے ابر کی طرح لحہ بلحہ زربائیل پر چھاتے ہوئے اسے اپنے سامنے سمیٹنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

جس وقت شارون بن علبون زربائیل کو اپنے سامنے میدان میں الٹے پاؤں بھگا رہا تھا تو منصف کی حیثیت سے پاس کھڑا جالوت شارون بن علبون کی اس کارگزاری پر مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہوں میں اس سمے دور دور تک شارون بن علبون کے لئے تحسین آمیز جذبے پھیلے ہوئے تھے۔ عین اس وقت جبکہ بڑی تیزی سے زربائیل کو الٹے پاؤں شارون بن علبون بھگا رہا تھا ایک دم چکمہ دیتے ہوئے شارون بن علبون نے اپنی ڈھال زربائیل کی کنپٹی پر دے ماری۔ زربائیل پہلے ہی اپنے اندر تھکاوٹ محسوس کر رہا تھا الٹے پاؤں بھاگتے بھاگتے نڈھال ہوتا چلا جا رہا تھا جونہی شارون بن علبون کی ڈھال اس کی کنپٹی پر پڑی وہ اپنا توازن کھو بیٹھا اور زمین پر گر گیا۔ شارون بن علبون اس موقع پر فوراً آگے بڑھا اپنی تلوار کی نوک اس نے زربائیل کی گردن پر رکھی تھوڑا سا دباؤ بڑھایا اور ساتھ ہی ساتھ اس نے نیچے جھک کر زربائیل سے اس کی تلوار اور ڈھال چھین کر دور پھینک دی تھی۔ پھر اس نے زربائیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔

زربائیل اب جبکہ میں تمہیں زمین پر گرا چکا ہوں تمہاری تلوار اور ڈھال تم سے چھین کر دور پھینک چکا ہوں کیا تم میرے ہاتھوں اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہو۔ اس موقع پر زربائیل کا جواب سننے کے لئے جالوت بھی قریب آگیا تھا۔ چونکہ وہ منصف تھا اسے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بہرحال ہار جیت کا فیصلہ کرنا تھا۔ زربائیل نے جواب میں عاجزی سے گردن ہلادی تھی پھر ذرا تلخ لہجے میں شارون بن علبون پھر بول پڑا۔

دیکھ زربائیل ایسے نہیں بلند آواز میں تین بار میرے ہاتھوں اپنی شکست تسلیم کرو تاکہ جالوت بھی تمہاری آواز سنے۔ ورنہ یاد رکھو میری تلوار کی نوک اس وقت تمہاری گردن پر ہے۔ میرا ذرا سا جھٹکا میری تلوار کو تمہاری گردن کے اندر تک لے جائے گا۔

زربائیل شارون بن علبون کے ان الفاظ پر کانپ اٹھا تھا۔ اس نے تین بار اونچی آواز میں اپنی شکست کو تسلیم کیا اس کے قریب ہی کھڑے جالوت نے بھی سنا تھا۔ زربائیل کے اس طرح شکست تسلیم کرنے پر شارون بن علبون کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ ساتھ ہی اس نے اپنی تلوار نیام میں کرلی تھی اور اپنی ڈھال اس نے اپنی پیٹھ پر باندھ لی تھی۔ عین اسی موقع پر زمین پر لیٹا ہوا زربائیل حرکت میں آیا پوری قوت سے اپنی ٹانگ لہراتے ہوئے اس نے شارون بن علبون کے پیٹ میں دے ماری تھی۔

جس کے نتیجے میں شارون بن علبون بڑی بے بسی میں زمین پر گر گیا تھا جبکہ زربائیل طوفانی انداز میں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا اس کی اس حرکت پر قریب ہی کھڑے جالوت نے اس قدر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا کہ اس کی حالت نفرتوں کی سوزن کاری۔ درد کے لمحوں جیسی ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھیں ایسی صورت اختیار کر گئی تھیں گویا تنہائی کے جنگل میں سناٹوں سے ایک دم شعلوں کے ناگ اٹھ اٹھے ہوں۔ اس کا چہرہ غصے اور غضبناکی میں ایسا ہو گیا تھا گویا شام کے سرمئی دھندلکوں میں ہزاروں طوفان بچشم قہر اٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔ پھر جالوت نے کھولتی آواز اور درندوں جیسے لہجے میں زربائیل کو مخاطب کیا۔

زربائیل تو نے زیادتی کی ہے جب وہ بدو تمہیں شکست دے چکا تھا اور تو بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے تین بار اپنی شکست بھی تسلیم کر چکا تھا پھر میری موجودگی میں تجھے جرأت کیسے ہوئی کہ تم اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کرنے کی کوشش کرو۔ میں تمہیں اس بدو کے سامنے سرکش اونٹ کی طرح ماروں گا۔ تیری حالت ایسی کروں گا جیسے کوئی چرواہا اپنے ریوڑ کو مار مار کر ہانکتا ہے۔ جالوت اپنا ہاتھ فضا میں لہراتے ہوئے آگے بڑھا تاکہ زربائیل پر ضرب لگائے لیکن اس وقت تک شارون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور جالوت کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا دیکھ جالوت میں زربائیل کے اس فریب کو بھی مقابلے کا ایک حصہ تسلیم کرتا ہوں۔ لہٰذا میری تم سے استدعا ہے کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ اور پھر دیکھو میں اس کی کیا حالت کرتا ہوں۔

شارون بن علبون کی اس گفتگو کو جالوت نے بڑی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا تھا پھر وہ پیچھے ہٹ گیا عین اس موقع پر شارون بن علبون آگے بڑھا۔ زربائیل بھی چند قدم آگے بڑھ چکا تھا۔ پھر ایک دم شارون بن علبون اپنی جگہ پر ایک پاؤں پر گھوما ساتھ ہی دائیں ہاتھ کے الٹے حصے کا طمانچہ اس نے اس زور سے زربائیل کے منہ پر مارا کہ زربائیل چکرا کر رہ گیا تھا۔ اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے دو تین بار اپنے سر کو بری طرح ہلانا پڑا تھا۔ اس دوران شارون بن علبون مزید حرکت میں آیا۔ اور ایک بھرپور مکہ پہلے اس کی گردن پر دوسرا پیٹ میں تیسرا کنپٹی پر دے مارا تھا۔ جس کے جواب میں زربائیل زمین پر گر گیا اس کا زمین پر گرنا اس کے لئے حشر برپا کر گیا اس لئے جونہی وہ زمین پر گرا شارون بن علبون نے اس پر چھلانگ لگادی تھی۔ ویسے ہی جیسے کوئی بھوکا خوفناک تیندوا کسی کمزور اور بے بس غزال پر جھپٹتا ہے۔

زربائیل پر چھلانگ لگانے کے بعد شارون بن علبون نے آو دیکھا نہ تاؤ اس پر اس نے لگاتار برستے مینہ کی طرح مکوں کی بارش کر دی تھی یہاں تک کہ مکے مار مار کر شارون بن علبون نے زربائیل کو نڈھال کر دیا تھا۔ پھر زربائیل کو گریبان سے پکڑ کر شارون بن علبون نے اوپر اٹھایا ایک ہاتھ اس کی رانوں کے پاس رکھا اسے اوپر اٹھاتے ہوئے اپنے کندھوں پر رکھ لیا۔ پھر وہ اس شہ نشین کی طرف چل دیا جس کے اوپر فلسطیوں کا بادشاہ معوک اس کا بیٹا اکیس۔ شاہی خاندان کے لوگوں کے علاوہ بڑے پجاری کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی اس حرکت سے جالوت ایسا خوش ہوا تھا کہ وہ بھی تقریباً بھاگتے ہوئے اس کے ساتھ ہو لیا ساتھ ہی شہ نشین کی طرف جاتے ہوئے اور زربائیل کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہی اٹھائے شارون نے جالوت کو مخاطب کیا۔

جالوت میرے عزیز۔ کیا تم تسلیم کرتے ہو کہ میں نے اس زربائیل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دیا ہے۔ اور میں اسے شکست دینے میں کامیاب ہوا ہوں۔ اس موقع پر بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جالوت کہنے لگا۔ دیکھ شارون بن علبون قسم مجھے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اپنے دجون دیوتا کی میں نے تیرے جیسے عمدہ تیغ زن بہت کم دیکھے ہیں۔ زربائیل اپنے آپ کو ناقابل تسخیر خیال کرنے لگا تھا۔ قسم دجون دیوتا کی جو حالت تو نے مقابلے کے اس میدان میں اس کی بنائی ہے اسے لوگ برسوں یاد رکھیں گے۔ اب تو چل بادشاہ کے سامنے میں یہ فیصلہ دوں کہ تو اس مقابلے میں کامیاب و کامران رہا ہے اور یہ کہ اب تو روت کا مالک ہے۔ تو چاہے تو اسے یہاں رکھے۔ میں معوک سے بات کروں گا کہ وہ تیرے اور روت کے لئے بہترین اقامت گاہ کا بندوبست کرے۔ اور اگر تو روت کو یہاں سے لے جانا چاہے تو یاد رکھ کوئی قوت تیرے یا روت کے لئے سدراہ نہ بنے گی۔

زربائیل کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہی اٹھائے شارون بن علبون اس شہہ نشین کے قریب آیا جس پر فلسطیوں کا بادشاہ معوک بیٹھا ہوا تھا۔ شہہ نشین کے قریب آکر اس نے زربائیل کو شہہ نشین کے قریب اپنے کندھوں سے زمین پر پھینک دیا تھا۔ اس نے اپنے سر کو کسی قدر خم کرتے ہوئے معوک کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کیا۔

اے بادشاہ اس زربائیل سے جو میرے مقابلے کا اہتمام کیا گیا تھا میں نے اس مقابلے کا انجام کر دیا ہے۔ اب اس مقابلے کا فیصلہ آپ کا سپہ سالار جالوت ہی بتائے گا۔

شارون بن علبون کے ان الفاظ سے معوک اور اس کے بیٹے اکیس دونوں ہی کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر معوک نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔ دیکھ شارون اب جالوت کے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اس لئے کہ میں ہی نہیں اس میدان میں بیٹھے ہوئے سب لوگ دیکھ چکے ہیں کہ تو ایک بار نہیں دوبار اس زربائیل کو اپنے سامنے شکست دے چکا ہے۔ دیکھ شارون۔ میں اس مقابلے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ تیغ زنی کے مقابلے میں تو نے اس زربائیل کو چت کیا۔ پھر اس نے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے تیرے پیٹ میں لات ماری۔ اور تجھ پر حاوی ہونے کی کوشش کی۔ لیکن میں تیری جرأتمندی۔ تیری دلیری۔ تیری طاقت اور قوت کو سلام کرتا ہوں کہ تو نے دھوکہ کھانے کے بعد بھی اس زربائیل کو مارا اور اسے شکست و ہزیمت۔ ذلت و پستی سے دوچار کرکے رکھا۔ تو فاتح ہے۔ تیرے سامنے کھڑے میرے سپہ سالار جالوت کا چہرہ بتاتا ہے کہ وہ اس سے پہلے ہی تیری فتح مندی کا اعلان کر چکا ہے۔ اس پر جالوت فوراً بول پڑا۔

اے بادشاہ۔ آپ کا کہنا درست ہے۔ قسم دجون دیوتا کی میں نے اپنی زندگی

میں بہت کم لوگ ایسے دیکھے ہیں جو اس شارون بن علبون جیسی تیغ زنی میں مہارت اور طاقت اور قوت رکھتے ہوں۔ میں اس کی صناعی اس کی اس مہارت کو سلام کرتا ہوں۔

جالوت جب خاموش ہوا تو معوک تھوڑی دیر تک سر جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

دیکھ شارون بن علبون تمہیں شاید کسی نے یا بڑے پجاری اخیم نے بتایا ہوگا کہ میں تیغ زنوں کی قدر کرنے والا ہوں۔ انہیں اپنے بیٹوں اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتا ہوں۔ میں تجھے پیش کش کرتا ہوں کہ تو ہمیں میرے تیغ زنوں میں شامل ہو جا۔ یہاں میں تیرے لئے اشدود شہر میں بہترین قیام گاہ کا انتظام کروں گا اور تجھے ایسا نوازوں گا جس کا تو اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ اور تیرا مقام اشدود شہر میں میرے بیٹے اکیس اور میرے سپہ سالار جالوت کے بعد سب سے اعلیٰ و ارفع ہوگا۔ زربائیل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے بعد میں یہ اندازہ لگانے میں حق بجانب ہوں کہ جالوت کے علاوہ جس قدر میرے تیغ زن ہیں تم یقیناً ان کو زیر اور مغلوب کر سکتے ہو۔ لہذا میں تمہیں پیشکش کرتا ہوں کہ تم ہمیں میرے شہر اشدود میں قیام کرو۔ جہاں تک روت کا تعلق ہے تو اس کا اب زربائیل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ تمہاری ہے جب تم چاہو گے تمہاری اور روت کی شادی کا اہتمام کروں گا۔ یہ شادی اشدود شہر میں شاہانہ انداز میں ہوگی۔ روت اب آزاد ہے چاہے تو بڑے پجاری اخیم کے ساتھ دیوتا کے مندر ہی میں قیام کرلے۔ چاہے تو تمہارے ساتھ جہاں چاہے رہنا پسند کرے۔

معوک کی اس گفتگو سے جہاں شارون بن علبون اور بڑا پادری اخیم مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ وہاں اپنے حسن میں بے مثال روت بھی چٹکی کلیوں مہکتے غنچوں جیسی پر کشش۔ رنگ برنگے چہکتے پنچھی۔ شوخیوں کے جواں ہجوم جیسی شاداب اور ریگزار تمنا کی تر دامنی کے تصور اور روشنی کی چھنتی توانا حسین کرنوں جیسی خوشگوار ہو کر رہ گئی تھی۔ شارون بن علبون نے معوک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے بادشاہ میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ روت کو واپس میرے حوالے کر رہے ہیں اگر میں آپ سے یہ گذارش کروں کہ میرے اور روت کے درمیان ایک معاہدہ ہو چکا ہے اس معاہدے کی رو سے اسے کچھ عرصہ مزید رفیدیم کے چاند دیوی کے مندر میں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دیوداسی کی حیثیت سے رہنا ہوگا۔ جب یہ مقررہ عرصہ ختم ہو جائے گا تب میں اور یہ ایک دوسرے کی زندگی کے ساتھی بن جائیں گے۔ بادشاہ میں ایک دو روز تک روت کو یہاں سے لے کر رفیدیم کے مندر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ اس کو وہاں چھوڑنے کے بعد میں اگر واپس اشدود میں آؤں تو کیا میں آپ کے تیغ زنوں میں شامل ہو سکتا ہوں۔

معوک نے بڑی خوش طبعی میں شارون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا

دیکھ شارون بن علبون تمہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ تم اگر روت کو رفیدیم کے مندر میں چھوڑ کر واپس آنا چاہتے ہو تو تمہاری یہ تجویز مجھے منظور ہے۔ سنو جب تم واپس لوٹو تو تمہارا بہترین استقبال کیا جائے گا اور میں تمہیں اپنی سلطنت کے سب سے اعلیٰ اور ارفع تیغ زنوں میں شمار کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھ رکھو کہ میں رفیدیم سے تمہاری واپسی کا بڑی بے چینی سے انتظار کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی معوک اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس کا بیٹا اکیس بھی کھڑا ہو گیا پھر سب شاہی خاندان کے افراد شہہ نشین سے اٹھ کر جن بگھیوں میں وہ سوار ہو کر آئے تھے انہی میں چلے گئے تھے۔ اس موقع پر پجاری اخیم اور روت بھی اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ پھر انتہائی خوشگوار لہجے میں روت کو مخاطب کرتے ہوئے اخیم نے پوچھا۔

روت میری بیٹی۔ تو اس بات پر یقین نہیں کر رہی تھی کہ یہ بدو زربائیل پر قابو پا لے گا۔ اب جبکہ یہ بدو مقابلہ جیت چکا ہے اس سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔

جواب میں روت تھوڑی دیر مسکراتے ہوئے اخیم کی طرف دیکھتی رہی پھر شہہ نشین کی سیڑھیاں اترتے ہوئے اس نے مسکراتی اور مدھ بھری آواز میں کہنا شروع کیا۔

بزرگ اخیم پہلے میں اس بدو کو یونہی سمجھتی تھی۔ میرا اندیشہ تھا کہ زربائیل مقابلے کے میدان میں اس بدو کو کھجور کے درخت کے ساتھ بندھے ہوئے اونٹ کی طرح مارے گا۔ لیکن مقابلے کے دوران اس بدو نے اپنا وہ رنگ دکھایا کہ زربائیل جیسے تیغ زن کو بغیر کسی دقت کے اس نے شکست و ذلت سے دوچار کر دیا۔ اس بدو کی طاقت۔ قوت اور تیغ زنی میں مہارت کو دیکھتے ہوئے بزرگ اخیم اس کے متعلق میرے خیالات یکسر تبدیل ہو گئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ میں صحرائے عرب کے بدوؤں کو برا خیال کرتی تھی اور میرے دل میں ان کے لئے نفرت کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن اس بدو کی کارگزاری دیکھتے

ہوئے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ بدو یقیناً ان جوانوں میں سے ایک ہے جو جنوں کی چپ میں خردمندی کا بحر بن کر اٹھتے ہیں اور طوفانوں سے دست و گریبان ہونے کی ہمت اور جرأت رکھتے ہیں۔ یہ کم آمیز اور خاموش بدو ایسی قہر بھری اور تیکھی نگاہوں کی قرمانیت سے ہی اپنے دشمنوں کے دلوں کے منڈل خوف و حراس بھر دینے والا ہے۔ یہ یقیناً ہر سرکش عدو و شورش خیز دشمن کے فکر کے جال اور خلوص کے فریب کو حسرت بھری دھند کی چادر میں لپیٹ دینے کا فن جانتا ہے۔ یہ بدو یقیناً ان دلیران بے باک جوانوں میں سے ایک ہے جو کسی صحرا کی جھلسی ہوئی ویرانیوں میں خوفناک ہیبت کے ساتھ اٹھتے ہیں اور کالے بنجر کوہستانوں میں بھاگتی مرگ تک کے قدم روک دینے کی ہمت اور جرأت رکھتے ہیں۔

بوڑھے اخیم کے ساتھ چلتی ہوئی روت اس جگہ آئی جہاں شارون بن علبون کھڑا تھا اس کے خوبصورت اور حسین روت کے ہونٹ لبالب رس بھرے جام اور شبنمی پھولوں کی مانند ہو رہے تھے اس کی سرمئی آنکھوں میں بہتی محبت بھری آبجو جیسا خمار تھا جب کہ اس کی پلکوں کے آئینوں میں اس وقت جگ مگ کرتے وفا کے گیتوں کی گونج تھی۔ شارون بن علبون کے پاس آنے کے بعد روت اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اتنی دیر تک ایک سمت سے بڑی تیزی کے ساتھ سافط بن عدی آیا اس نے شارون بن علبون کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر اس کی پیشانی چومی اور انتہائی محبت میں اسے مخاطب کیا۔

شارون میرے بھائی میرے رفیق۔ قسم کعبہ کے رب کی جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے تو نے کیا خوب فلسطیوں کے بے مثل تیغ زن کو اپنے سامنے شکست و ذلت و ہزیمت سے دوچار کیا ہے۔ میرے عزیز بھائی۔ اس زربائیل کے خلاف یہ تیری شاندار فتح ہے اور میں تمہاری اس فتح پر تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔

سافط بن عدی کی اس گفتگو پر شارون بن علبون تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا۔ پھر وہ اسے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس دوران روت بول پڑی اور اس نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

ابن علبون۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں ادا کر کے کم از کم تمہاری اس کارگذاری کا شکریہ ادا کر سکوں۔ تمہارا یہ مقابلہ جیتنے سے پہلے میں اپنے آپ کو غلامی کے زندان میں بند محسوس کرتی تھی۔ تو نے زربائیل کو اس میدان میں بدترین شکست دے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کر ایک طرح سے اس زنداں کے دروازے میرے لئے کھول دیئے ہیں اب میں غلامی کی حدود سے نکل کر آزادی کی روشنی میں داخل ہوئی ہوں ۔ اور یہ سب کچھ تمہاری دلیری ۔ جراتمندی اور طاقت کی وجہ سے ہوا ہے ۔

دیکھ ابن علبون ۔ زربائیل اور اس کے ساتھ اس کے کچھ ساتھی فلسطیوں کے شہر اشدود میں یقیناً ناقابل تسخیر خیال کئے جاتے ہیں لیکن قسم مجھے اپنے دیوتا ایل اور دیوی اشروت کی تم زربائیل کے سامنے صحرائے عرب کی دوپہر کو چلتی لو اور دشت کے گھراؤ کی طرح سامنے آئے اور لمحوں کے اندر اسے اپنے سامنے زیر اور مات کرکے رکھ دیا ۔ میں تمہیں تہہ دل سے اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرتی ہوں ۔ ساتھ ہی یہ بھی گذارش کرتی ہوں کہ اب جبکہ میرا پہلا کام تم نے کر دیا ہے مجھے رہائی اور آزادی دلادی ہے تو ابن علبون کیا آپ یہ نہیں کریں گے کہ مجھے اشدود سے رفیدیم تک چھوڑ کر آئیں اس پر شارون بن علبون فوراً بول پڑا ۔

دیکھ اجاج کی بیٹی ۔ میں وعدہ کر چکا ہوں اور میں وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا میں محترم اخیم کے حکم کے مطابق میں اشدود سے رفیدیم تک ضرور چھوڑ کر آؤں گا ۔ آج کی رات ہم اشدود شہر میں ہی قیام کریں گے اور اگلے روز صبح ہی صبح میں اور میرا ساتھی سافط بن عدی تمہیں لے کر یہاں سے رفیدیم کی طرف روانہ ہو جائیں گے ۔ گو بزرگ اخیم نے رفیدیم تک پہنچانے کے لئے رہبر مہیا کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن میں کسی رہبر کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ۔ اشدود سے نکل کر جو راستہ بحیرات مرہ اور بحیرہ قلزم کے ساتھ ساتھ رفیدیم کی طرف جاتا ہے وہ سارا میرا جانا پہچانا ہے ۔ ان شاہراہوں پر ہم عرب اکثر و بیشتر اپنے تجارت کاروانوں کے ساتھ سفر کرتے رہتے ہیں ۔ لہذا رفیدیم تک سفر کرنے کے لئے مجھے اور میرے رفیق سافط بن عدی کو کسی رہبر کی ضرورت نہیں ہے ۔ شارون بن علبون یہیں تک کہنے پایا تھا کہ بیچ میں روت نے بولتے ہوئے سلسلہ کلام منقطع کر دیا ۔

دیکھ ابن علبون ۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ تم میرے ذاتی محافظ کی حیثیت سے میرے ساتھ رفیدیم ہی میں قیام کرو ۔ اس کے لئے میں تمہیں معقول معاوضہ دوں گی ۔ تمہیں ایسے مواقع بھی فراہم کروں گی کہ تم اپنے گھر والوں سے ملنے کے ساتھ ساتھ انہیں وہ رقم بھی پہنچا سکو جو تمہیں مجھ سے ملتی رہے گی ۔

شارون بن علبون نے تھوڑی دیر تک گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر وہ بول پڑا ۔

دیکھ بنت اجاج ۔ میں عربوں کے ایک تاجر پیشہ گروہ سے تعلق رکھتا ہوں ۔ کسی کی غلامی قبول نہیں کروں گا ۔ ویسے بھی میرے ذمے ابھی تک ایسے کام ہیں جن کی وجہ سے مجھے کسی کا محافظ بننے کی فرصت ہی نہیں ہے ۔ روت بیچ میں پھر بول پڑی ۔

جس وقت تم پہلی بار اخیم کے پاس دجون دیوتا کے مندر میں آئے تھے تو میں نے تمہاری اور اخیم کی گفتگو بڑے غور سے سنی تھی اس گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ اپنے قبیلے کے تاجروں کے قاتلوں کی تلاش میں تم نکلے ہو اور انہیں اخیم نے تلاش کر رکھا ہے ۔ پر دیکھ ابن علبون ۔ میں تمہیں یہ بھی رعائیت دے سکتی ہوں کہ قاتلوں کو ختم کرنے یا ان کا صفایا کرنے کے بعد میرے محافظ کی حیثیت سے کام کرنا قبول کر لو دیکھو میرے ساتھ کام کرتے ہوئے تمہاری حیثیت ایک خادم کی نہیں ایک آزاد انسان کی سی ہو گی ۔ صرف تم میرے ذاتی محافظ کی حیثیت سے کام کرو گے ۔ اور اس کے لئے میں معقول معاوضہ فراہم کروں گی ۔

شارون بن علبون نے اس معاملے کو ٹالنے کے انداز میں روت کو مخاطب کیا ۔

دیکھ بنت اجاج ۔ اب اس کے متعلق میرے پاس سوچنے کے لئے وقت نہیں ہے ۔ اس وقت جو سب سے پہلا مسئلہ میرے سامنے ہے وہ یہ کہ تمہیں رفیدیم پہنچایا جائے اس کے بعد میں اپنے تاجروں کے قاتلوں سے نپٹوں گا ۔ بعد میں کیا ہوا ہے یہ حالات اور وقت فیصلہ کریں گے ۔

بوڑھا پجاری اخیم جو اب تک خاموشی سے ساری گفتگو سن رہا تھا اب وہ بیچ میں بول پڑا ۔

میرے خیال میں اب ہمیں اس میدان سے نکلنا چاہیئے ۔ پہلے ہمیں دجون دیوتا کے مندر چلنا چاہیئے پھر اس کے بعد ہمیں فیصلہ کرنا چاہیئے ۔ سب نے اخیم کی اس گفتگو سے اتفاق کیا ۔ پھر وہ سارے مقابلے کے اس میدان سے نکلنے لگے تھے ۔ اس دوران اچانک سافط بن عدی نے اخیم کو مخاطب کیا ۔

بزرگ اخیم ۔ میں گذشتہ ایک دو دن سے سوچ رہا تھا کہ کسی دن آپ کے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

پاس بیٹھ کر یں فلسطیوں کے متعلق آپ سے تفصیل حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس لئے کہ آپ خود فلسطی ہیں۔ فلسطیوں کے بڑے پجاری ہیں لہٰذا آپ فلسطیوں کے متعلق تفصیل سے جانتے ہوں گے۔ کیا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ یہ لوگ کون ہیں کہاں سے آئے اور کیسے انہوں نے سمندر کے اس ساحل کے ساتھ بڑے بڑے شہروں میں قوت حاصل کی۔

جواب میں اخیم چلتے چلتے کچھ سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ ابن عدی جس قدر فلسطیوں کے متعلق میں جانتا ہوں تمہیں بتاتا ہوں۔ میرے خیال میں تمہیں مطمئن کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

دیکھ بیٹے۔ ان علاقوں میں آباد ہونے والے فلسطی ان بحری قزاقوں کے پانچ گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں جو کبھی بحیرہ ایجہ کے حلقوں کے اندر آباد تھے۔ بحیرہ ایجہ کے ان حلقوں میں تین صدی قبل مسیح کے اواخر اور پانچویں صدی قبل مسیح کے اوائل میں ایسی غیر واضح نقل و حرکت شروع ہوئی جس کے نتیجے میں اور بہت سے قبیلوں کے ساتھ ساتھ پانچ بحری قزاق قبیلوں کو بھی بحیرہ ایجہ کی اپنی رہائشوں کو چھوڑنا پڑا۔ ان دنوں اسرائیلی یعنی عبرانی فلسطی کے سطح مرتفع پر قابض ہونے کے بعد ساحلی علاقوں پر اپنا تصرف جمانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔

بحیرہ ایجہ کی نئی قوتوں کے آگے آگے بے گھر ہونے والے یہ قبائیل نئی قیام گاہوں کی تلاش میں نسبتاً کم اضطراب انگیز علاقوں کی طرف نکل پڑے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو آج کل فلسطی کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ خشکی اور تری کے راستے پیش قدمی کر رہے تھے اور بہت سی حکومتوں کو اپنے سامنے پانی کے اس ریلے کی طرح پامال کرتے رہے جو کوئی بہت بڑا بند اچانک ٹوٹ پڑنے کی وجہ سے نمودار ہو گیا ہو۔

بڑی بڑی حکومتوں کو اپنے سامنے پامال کرتے ہوئے یہ فلسطی مصر کی طرف بڑھے۔ جہاں گیارہ سو اکیانوے قبل مسیح میں ان کا ٹکراؤ مصر کے فرعون رامسیس ثالث کے ساتھ ہوا۔ رامسیس نے ان فلسطیوں کو بری اور بحری لڑائی میں آگے بڑھنے سے پیچھے موڑ دیا تاہم رامسیس نے انہیں جنوبی شام کے ساحل پر بس جانے کی اجازت دے دی تھی۔

یہ رعایت ملنے کے بعد فلسطی ان علاقوں میں آباد ہو گئے جہاں آج ان کی ایک پرقوت حکومت ہے۔ ساحل کے جس حصے پر فلسطیوں نے مستقل قبضہ جمایا وہ غزہ سے شروع ہو کر یافہ کے جنوب تک پھیلا ہوا ہے جس میں پانچ بڑے بڑے شہر ہیں۔ جو بہترین تجارتی مرکز ہیں ان شہروں میں غزہ دوسرا اسکلان تیسرا اشدود چوتھا اکرون اور پانچواں جت ہے۔ ان فلسطیوں کی آمد سے پہلے بھی ان شہروں کے یہی نام تھے۔ لہٰذا فلسطیوں نے بھی یہاں قبضہ کرنے کے بعد ان شہروں کے یہی نام باقی رہنے دیئے۔ فلسطیوں کی پالیسی یہ تھی کہ ساحل سے نزدیک تر رہیں صرف جت ایک ایسا شہر ہے جو زیادہ اندرون ملک واقع ہے ساحل سے قریب رہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ سمندر سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے سکتے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ عقبی پہاڑیوں میں انگوروں کی کاشت بھی کرنے لگے تھے۔ اور وہ انگور کی کاشت کرنے میں بڑے ماہر خیال کئے جاتے تھے۔

دیکھ سافط بن عدی۔ میرے بیٹے تب سے یہ فلسطی یہیں آباد ہیں آہستہ آہستہ یہ اپنی طاقت اور قوت بڑھاتے رہے اور اب ان کا بادشاہ معوک ہے اس کی سربراہی میں یہ فلسطی اس قدر طاقتور ہو چکے ہیں کہ ہمسایہ حکومتوں میں سے کوئی بھی ان سے ٹکرانے کی جرأت اور ہمت نہیں کر سکتا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا اخیم چند لمحے کے لئے رکا اس نے اپنے پہلو بہ پہلو چلتے سافط بن عدی کی طرف دیکھا۔ اور پھر پوچھا ابن عدی جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے کیا تمہیں مطمئن کرنے کے لئے کافی ہے۔ ابن عدی مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ اخیم تیری بڑی مہربانی کہ تو نے مجھے فلسطیوں سے متعلق تفصیل بتائی۔ یہاں تک کہتے کہتے سافط بن عدی کو رک جانا پڑا۔ اسلئے کہ شارون بن علبون چلتے چلتے رک گیا تھا۔ پھر اس نے اخیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

بزرگ اخیم۔ اب تم روت کو لے کر دجون دیوتا کے مندر کی طرف جاؤ۔ میں اور سافط دونوں اپنی سرائے کی رہائش گاہ کی طرف جاتے ہیں۔ تم کل صبح تک روت کے کوچ کی تیاری کر دینا۔ میں اور سافط دونوں اپنا سامان سمیٹ کر صبح ہی صبح مندر پہنچ جائیں گے اور وہاں سے ہم روت کو لے کر بحیرہ قلزم کے کنارے کنارے رفیدیم کی طرف روانہ ہو جائیں گے تمہیں ہمارے ساتھ کسی رہنما کو بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

شارون بن علبون جب خاموش ہوا تب بڑی شفقت میں اخیم نے اسے مخاطب کیا۔

دیکھ شارون ۔ میرے بیٹے ۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم دونوں میرے ساتھ مندر تک چلو آج تم دونوں میرے اور میری بیٹی روت کے ساتھ رات کا کھانا کھاؤ بلکہ میں تو کہوں گا کہ رات کو وہیں قیام کرو صبح وہیں سے کوچ کر جانا۔ تم اگر سرائے سے اپنا سامان لینا چاہتے ہو تو جاؤ اور سارا سامان لے کر مندر آجاؤ۔ اس پر معذرت طلب انداز میں شارون بن علبون بول پڑا۔

نہیں ۔ بزرگ اخیم ۔ تمہاری بڑی مہربانی بہت شکریہ ۔ میں اور سافط اب سرائے کی طرف جاتے ہیں بس تم روت کو رات کے وقت تیار کر دینا۔ ہم صبح ہی صبح آئیں گے اور اسے لے کر رفیدیم کی طرف کوچ کر جائیں گے ۔ اس کے ساتھ ہی شارون سرائے کی سمت مڑ گیا تھا سافط اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔ جبکہ اخیم اور روت چپ چاپ دجون دیوتا کے مندر کی طرف چلے گئے تھے ۔ اگلے روز صبح ہی صبح شارون بن علبون اور سافط بن عدی دونوں روت کو لے کر اشدود سے رفیدیم کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔

OOOO

فلسطیوں سے جنگ کرنے کے لئے اسرائیلیوں کا ایک بہت بڑا لشکر ابن عزر کے مقام پر پڑاؤ کئے ہوئے تھے ۔ اس لشکر کی کمانداری بنی اسرائیل کے کاہن اور قاضی ایلی کے دونوں بیٹے حفنی اور فینحاس کر رہے تھے ۔ یہ دونوں انتہائی بداطوار اور بدکردار جوان تھے اور یہ فلسطیوں پر حملہ آور ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے ۔ ان کا خیال تھا کہ اگر وہ بہت بڑا لشکر تیار کر کے فلسطیوں سے ٹکرائیں اور فلسطیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں تو بنی اسرائیل کے اندر انہیں وہ شہرت وہ ناموری حاصل ہو گی جو کسی اور کو نہ ملی ہو گی ۔ اسی بنا پر یہ فلسطیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے ابن عزر کے مقام پر ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھے ۔ اور فلسطیوں پر حملہ آور ہونے کی تیار کر رہے تھے ۔

دوسری جانب فلسطیوں کا بادشاہ معوک بھی حرکت میں آیا ۔ اس نے اپنے سپہ سالار اعظم جالوت کو ایک بہت بڑا لشکر دیا اور اسرائیلیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا

جو بڑے بڑے تیغ زن معوک کے دربار میں کام کرتے تھے وہ بھی جالوت کے تحت لشکر کے اندر موجود تھے اور اس لشکر کو لے کر جالوت بنی اسرائیل کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے مرکزی شہر اشدود سے نکلا اور ایک سرحدی شہر افیق کے قریب آکر وہ اپنے لشکر کیساتھ خیمہ زن ہوا تھا۔

بنی اسرائیل کے حوصلے اپنے کاہن ایلی کے بیٹوں کی موجودگی میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ انہوں نے ابن عزر کے مقام پر اپنا پڑاؤ اٹھایا اور افیق کے مقام پر وہ فلسطیوں سے جنگ کرنے کے لئے ان کے سامنے جا کر خیمہ زن ہو گئے تھے ۔

دوسرے روز دونوں لشکروں میں جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے طبل اور جنگی دفیں بج اٹھی تھیں ۔ فلسطیوں کا سپہ سالار اعلیٰ جالوت بڑی تیزی سے اپنے لشکر کی تنظیم درست کرنے لگا تھا ۔ اس نے اپنے لشکر کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا ۔ ایک حصہ اس نے اپنی کمانداری میں رکھا دوسرا حصہ اس نے فلسطیوں کے بہترین تیغ زن یورام کی سرکردگی میں دیا تھا ۔ زربائیل اور الیاقیم جو عربوں کے قاتل تھے ان دونوں کو جالوت نے اپنے ساتھ رکھا اور باقی تین قاتل جن کے نام اداوس نحسون اور ابیاہ تھے وہ یورام کے ساتھ اس کے لشکر میں کام کر رہے تھے ۔

دوسری جانب فلسطیوں کی طرف دیکھتے ہوئے بنی اسرائیل نے بھی اپنے لشکر کو دو ہی حصوں میں تقسیم کیا تھا ۔ ایک حصہ ایلی کے بیٹے حفنی کی سرکردگی میں اور دوسرا اس کے بھائی فینحاس کی کمانداری میں کام کر رہا تھا ۔ تھوڑی دیر تک جنگ کے طبل بجتے رہے پھر دونوں لشکر آگے بڑھے اور ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے ۔

تھوڑی دیر تک دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف جم کر لڑتے رہے یہاں تک کہ آہستہ آہستہ فلسطیوں کے سپہ سالار جالوت نے اپنے لشکر کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ دیا تھا جالوت کو اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھنے کے بعد اسرائیلیوں نے یہ اندازہ لگایا کہ شاید ان کے حملوں کے زور اور ضرب کو یہ فلسطی برداشت نہیں کر سکے اور پسپا ہونے لگے ہیں اگر وہ مزید دباؤ ان پر ڈالیں تو انہیں شکست اٹھا کر بھاگنے پر مجبور کر سکتے ہیں لہٰذا انہوں نے پوری قوت سے حملہ کر دیا تھا ۔

لیکن فلسطیوں کا سپہ سالار اعلیٰ جالوت بڑا تجربہ کار اور بہترین تیغ زن تھا ۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جنگ کا وہ وسیع تجربہ رکھتا تھا وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے ہوئے بنی اسرائیل کو ان کے پڑاؤ سے دور لے گیا۔ پھر اچانک جالوت نے پسپائی ترک کر دی اس نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا اس کے بعد اس نے بنی اسرائیل پر وقت کی گھاٹیوں میں لہراتے سیاہ ناگ۔ خاموشیوں کی کمین گاہوں سے اچانک نمودار ہو جانے والی حیات و موت کی کشمکش۔ شبنم سے شعلہ بنتی پیاس کی طرح حملہ کر دیا تھا۔ اس نئے حملے سے فلسطی بڑی تیزی کے ساتھ دوری و مجبوری کی طرح بنی اسرائیل پر غالب آنا شروع ہو گئے تھے۔ فلسطیوں کا یہ حملہ بڑا زور دار تھا۔ بنی اسرائیل نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ اس حملے کو روکتے ہوئے ایک بار پھر فلسطیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیں لیکن اب لگتا تھا کہ فلسطیوں نے جنگ کرنے کی نئی جارحیت اپنا لی ہوں اور وہ صبح و شام موت کی دہلیز۔ اور مرگ کے دریچوں پر کھڑے ہو کر دستک دینے والے غبار آلود لمحوں کے تسلسل کی طرح صرف بنی اسرائیل کو کاٹنے اور آگے بڑھنے ہی کا تہیہ کئے ہوئے ہوں۔

بنی اسرائیل نے کئی بار فلسطیوں کے اس سیلاب کے ریلے جیسے حملے کو روکنے کی کوشش کی لیکن انہیں بری طرح ناکامی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ فلسطیوں نے بنی اسرائیل کے لشکر کی حالت عمر گریزاں میں اَنگی ادھوری کہانیوں۔ خشک خالی ٹیلوں پر کھڑی کسی کھنڈر کی گرتی قدیم دیواروں اور کہنہ سرخ اینٹوں کی ٹوٹی منڈیر جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ بالآخر اس جنگ میں بنی اسرائیل کو فلسطیوں کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی اور وہ پسپا ہوتے ہوئے بھاگے اور اپنے پڑاؤ کے قریب آن رکے تھے۔ اس طرح پھر انہوں نے اپنی قوت کو پڑاؤ کے قریب آکر استوار کرنا شروع کر دیا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے اپنے تیز رفتار سوار سیلا شہر کے بڑے ہیکل کی طرف بھجوائے تاکہ وہاں سے وہ تابوت سکینہ کو لے کر آئیں اور اس تابوت سکینہ کو لشکر کے اندر رکھا جائے تاکہ اس کی برکت سے انہیں فلسطیوں کے مقابلے میں فتح نصیب ہو۔

فلسطی بھی ایک بار بنی اسرائیل کو پیچھے ہٹانے اور شکست دینے کے بعد ان کے سامنے خیمہ زن ہو گئے تھے۔ اور جالوت نے اپنے لشکریوں کو آرام کرنے کا موقع فراہم کیا تھا۔

اس جنگ میں بنی اسرائیل کے لگ بھگ چار ہزار جنگجو قتل ہو چکے تھے اور بنی

اسرائیل ہر صورت اور ہر حالت میں فلسطیوں سے اپنے اس نقصان کا انتقام لینے پر تلے ہوئے تھے۔ بنی اسرائیل کے سارے جنگجوؤں نے بیٹھ کر آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ بنی اسرائیل کو خداوند نے فلسطیوں کے ہاتھوں شکست اس لئے دی ہے کہ خداوند کے عہد کا صندوق یعنی تابوت سکینہ کو انہوں نے اپنے پاس نہیں رکھا جو بنی اسرائیل کی فتح کا نشان خیال کیا جاتا ہے لہذا جب تابوت سکینہ بھیجے ہوئے قاصد لے کر لشکر میں پہنچے تو اس تابوت سکینہ کے آنے سے بنی اسرائیل کے لشکر میں ایک نیا جوش ایک انوکھا ولولہ اٹھ کھڑا ہوا اور بنی اسرائیل کے جنگجو زور زور کی آوازوں سے نعرے بلند کرتے ہوئے فلسطیوں کو جنگ کے لئے للکار رہے تھے۔

دوسری جانب جالوت اور اس کے ماتحت سالاروں نے جب بنی اسرائیل کی لشکر گاہ میں للکار کے نعرے سنے تو انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں اس طرح پرجوش انداز میں نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ کیا ہم سے دوبارہ جنگ کرنے کے لئے انہیں کہیں سے کوئی کمک مل گئی ہے یا ان کا کوئی بہت بڑا لشکر ان کی امداد کو پہنچنے والا ہے۔

یہاں تک کہ جالوت کو اس کے جاسوسوں کے ذریعے یہ معلوم ہوا ہے کہ بنی اسرائیل کا جو خداوند کا صندوق ہے وہ لشکر گاہ میں پہنچ گیا ہے تاکہ اس کی برکت سے وہ فلسطیوں کے خلاف فتح مندی حاصل کریں۔ اس انکشاف پر تھوڑی دیر کے لئے فلسطی لشکر میں خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔ فلسطی سپاہی آپس میں چہ میگوئیاں کرتے ہوئے یہ کہنے تھے کہ یہ جو بنی اسرائیل کے اندر خداوند کا صندوق آیا ہے یہ ایسی ہستی کا ہے جو دیوتاؤں کا دیوتا ہے پس ایسے زبردست دیوتا کے ہاتھ سے ہم کو کون بچائے گا۔ انہوں نے ایک دوسرے پر یہ بھی انکشاف کیا کہ یہ وہی دیوتا ہے جس نے بنی اسرائیل کے خلاف مصریوں کو میدان میں ہر قسم کی بلا سے مارا۔

فلسطیوں کے سپہ سالار اعلیٰ جالوت نے جب اپنے لشکریوں کی یہ چہ میگوئیاں سنیں تو اس نے انہیں للکارا۔ ان کا حوصلہ بڑھایا کہ یہ جو صندوق بنی اسرائیل لے کر آئے اس کا ان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اس نے حوصلہ دلاتے ہوئے زور زور سے اپنے لشکریوں کو پکارتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ مضبوط ہو جاؤ۔ مردانگی کا ثبوت دو اور اگر تم ایسا نہیں کرو

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

گے تو ہمیشہ کے لئے اسرائیلیوں کے غلام بنالئے جاؤ گے۔ لہذا وقت کا تقاضا ہے کہ اپنی بہترین شجاعت اپنی بہترین مردانگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بنی اسرائیلی پر ایسے حملے کرو کہ انہیں اپنے سامنے اپنا مطیع اپنا فرمانبردار اور غلام بنا کر رکھ دو۔

جالوت کے ان الفاظ نے اس کے لشکریوں پر خاطر خواہ اثر کیا۔ تھوڑی دیر پہلے جہاں ان پر تابوت سکینہ کے آنے سے خوف و ہراس پھیلا تھا جالوت کے ان الفاظ نے یکسر زائل کر کے رکھ دیا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرانے کے لئے آمنے سامنے آئے اور اپنی صفیں درست کرنے لگے تھے۔

تابوت سکینہ کے آنے کی وجہ سے چونکہ بنی اسرائیل کے لشکر کے حوصلے اور ولولے پہلے کی نسبت بہت بلند اور مستحکم ہو چکے تھے لہذا اس بار جنگ اور حملے کی ابتدا خود بنی اسرائیل نے کی۔ بنی اسرائیلی جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے درد کی بنتی بگڑتی لہروں۔ ہواؤں کے ساتھ رقص کرتے مستانہ وار جھپٹتے کسی ہمزاد کی طرح آگے بڑھا۔ اس نے فلسطیوں پر بددعاؤں کو گھگے نگائی اور خواب و خیال کی تابانیوں کو پارہ پارہ کرتی انگنت محرومیوں۔ لاتعداد مایوسیوں نارسائی کے غم اور قہرمانی کے درد و الم کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

دوسری جانب فلسطی بھی تابوت سکینہ کا خوف و ہراس اپنے دل سے نکال چکے تھے۔ لہذا جب بنی اسرائیل ان پر اپنے حملے کی ابتداء کر چکے تب فلسطی بھی جوابی کاروائی کرتے ہوئے حرکت میں آئے وہ بھی بے بسی اور بے چارگی کے جبر اور کبھی روگ کبھی سوگ بن کر نزول کرتے لمحوں کیطرح بنی اسرائیل کی صفوں کے اندر گھس کر ان پر ریت کے اٹھتے طوفانوں۔ راستوں پر ظلمت بکھیرتے جھکڑوں۔ آنکھوں میں اتر جانے والی الکھ ویرانی اور زندگی کو تھکا مارنے والے خیالوں کے ہجوم کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

ابن عزر کے مقام پر دونوں لشکروں میں ہولناک جنگ چھڑ گئی تھی۔ چاروں طرف میدان جنگ میں ارادوں کو پختہ کرتی حیوانی آلائشیں پھیل کر بکھر گئیں تھیں۔ موت ماضی کی دہلیز کو پھلانگتی حال کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے مستقبل کے سارے دروازے زیست و زندگی کے لئے بند کرتے ہوئے منتظر خالی گھروں کو انسانی لاشوں سے بھر نگی تھی۔ چاروں سمت دکھوں کی بیکرانیاں۔ حروف و معانی کے کٹتے رشتوں کا ایک احساس کھوا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر تک ابن عزر کے مقام پر ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ تابوت سکینہ اپنے اندر رکھنے کے باوجود فلسطیوں کے مقابلے میں بنی اسرائیلی جی چھوڑنے لگے پھر فلسطیوں کے مقابلے میں بنی اسرائیل کو بدترین شکست ہوئی اور بنی اسرائیل میدان جنگ سے بھاگنے لگے۔ فلسطیوں نے بڑی دلیری بڑی جراتمندی سے ان کا تعاقب کیا ان کا قتل عام شروع کیا یہاں تک کہ اس جنگ میں لگ بھگ تیس ہزار اسرائیلی مارے گئے اور تابوت سکینہ جسے بنی اسرائیل نے جنگ میں اپنے پاس برکت کے لئے رکھا تھا وہ بھی ان سے چھن گیا اور بنی اسرائیل کے کاہن ایلی کے بیٹے حفنی اور فینحاس جو بڑے جوش و خروش کے ساتھ جنگ میں حصہ لینے کے لئے آئے تھے وہ دونوں بھی تہہ تیغ ہو گئے تھے۔

OOOO

بنی اسرائیل کے بڑے کاہن ایلی کو اس جنگ کے نتیجہ کا بڑی بے چینی سے انتظار تھا اس لئے کہ اس کے دونوں بیٹے اس جنگ میں حصہ لے رہے تھے جنگ کے بعد ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے قبیلے بنیامین کا ایک آدمی لشکر گاہ سے بچ کر سیلا میں بنی اسرائیل کے بڑے ہیکل کی طرف بھاگا۔ وہ اپنے کپڑے پھاڑے ہوئے تھا سر پر خاک ڈالے ہوئے تھا۔ جس روز بنی اسرائیل کو شکست ہوئی اسی روز وہ سیلا پہنچا۔ جب وہ ہیکل کے پاس گیا تو اس نے دیکھا بڑا کاہن ایلی ہیکل کے باہر ایک نشست پر بیٹھا شاید جنگ کی طرف سے آنیوالے کسی مخبر ہی کا انتظار کر رہا تھا۔

جب بنیامین قبیلے کے شخص نے جو میدان جنگ سے بچ کر بھاگا تھا سیلا میں آکر بنی اسرائیل کی شکست اور خداوند کے صندوق کے چھن جانے کی خبر سنائی تو یہ خبر سن کر پورا شہر ایک طرح سے چلا اٹھا تھا اور بڑے کاہن ایلی نے چلانے کی آواز سن کر اپنے جاننے والوں سے پوچھا یہ ہلڑ کی آواز کیسی آتی ہے۔ یہاں تک کہ جنگ سے آنے والا بنیامین قبیلے کا وہ شخص ایلی کے پاس پہنچا اور اسے فلسطیوں کے ہاتھوں بنی اسرائیل کی شکست۔ اس کے دونوں بیٹوں کے مارے جانے اور خداوند کے صندوق کے چھن جانے کے سارے واقعات اس نے تفصیل کیساتھ سنا ڈالے تھے۔

بنیامین کے آنے والے اس شخص نے بڑے کاہن ایلی سے مزید کہا کہ فلسطیوں کے آگے آگے بنی اسرائیل بھاگے اور اس طرح فلسطیوں نے بنی اسرائیل کے لوگوں کی بڑی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

خونریزی کی اور یہ کہ تیرے بیٹے حفنی اور فینحاس بھی مر گئے اور خداوند کا صندوق بھی چھن گیا جب کاہن نے خداوند کے صندوق کے چھن جانے کی خبر سنی تو وہ بے چارہ نشست پر سے پچھاڑ کھا کر زمین پر گرا اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا۔ اس وقت وہ لگ بھگ اٹھانوے برس کا تھا۔ اور اس کی بینائی بھی کمزور ہو چکی تھی۔ لگ چالیس برس تک وہ بنی اسرائیل کا قاضی اور کاہن رہا دوسری طرف بنی اسرائیل سے ابن عزر کے مقام پر تابوت سکینہ چھین کر اور بنی اسرائیل کا بری طرح قتل عام کر کے فلسطی فتح مندی کے نعرے لگاتے ہوئے بنی اسرائیل کے تابوت سکینہ کو لے کر اپنے مرکزی شہر اشدود کی طرف چلے گئے تھے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

upload by salimsalkhan

شارون بن علبون اور سافط بن عدی دونوں روت کو لے کر اشدود شہر سے نکلے صحرائے سینا میں سے ہوتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ وہ بحیرات مرہ کی طرف بڑھے تھے۔ بحیرات مرہ تلخ پانی کی وہ کھاڑیاں ہیں جو آج تو خلیج سویز سے فاصلے پر واقع ہیں مگر قدیم زمانے میں سمندر کا پانی ان سے جا ملتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام رعمسیس سے بنی اسرائیل کو لے کر جب نکلے اور بنی اسرائیل ہر طرف سے سمٹ کر ان سے ملتے رہے تو غالباً حضرت موسیٰ صحرا کے اس راستے سے سینا کی طرف نکل جانا چاہتے ہوں گے مگر ایک طرف تو مصر کی فوجی چھاؤنیوں سے بچنے کی کوشش اور دوسری طرف فرعون کے تعاقب نے ان کا انہی بحیرات مرہ کے قریب بعل صفون تک پہنچا دیا تھا۔ انہی بحیرات مرہ کو اپنے خداوند کے حکم کے مطابق اپنا عصا مار کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھاڑا اور بنی اسرائیل کے ساتھ بحیرات مرہ کو عبور کیا انہی بحیرات مرہ میں بنی سرائیل کا تعاقب کرتے ہوئے فرعون غرق بحر ہوا تھا

بحیرات مرہ کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے شارون بن علبون ۔ سافط بن عدی اور روت عیون موسیٰ سے ہوتے ہوئے ایلیم پہنچے ۔ ایلیم کے قریب وہ جگہ ہے جسے حمام فرعون کہا جاتا ہے جس کے متعلق آج تک جزیرہ نمائے سینا کے لوگوں میں یہ روایت پائی جاتی ہے کہ اسی جگہ فرعون لاش پانی میں تیرتی ہوئی ملی تھی۔

ایلیم میں تینوں نے تھوڑا سا قیام کر کے آرام کیا۔ اس کے بعد انہوں نے پھر

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

وہاں سے کوچ کیا۔ اب ان کی منزل المرخہ تھا۔ المرخہ اس علاقے کے سرے پر واقع ہے جس کا نام تورت میں بیان سین لکھا گیا ہے۔ یہیں سے بنی اسرائیل پر خداوند قدوس کے حکم سے من و سلویٰ کا نزول شروع ہوا تھا۔ شارون بن علبون۔ سافط بن عدی اور روت بھی ایلیم اور المرخہ کے درمیان ہی تھے کہ ایک دم اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے شارون نے اسے روک دیا تھا اس لئے کہ سامنے کی طرف سے چار سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے ان کی طرف آتے دکھائی دیئے تھے۔ اور ان کی طرف سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے شارون بن علبون نے اپنے گھوڑے کو روک دیا تھا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے سافط بن عدی اور روت بھی اپنے گھوڑوں کو روک چکے تھے۔

سواروں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر آئینوں کو تبسم سکھاتے روت کے مکھ پر عنبر دلوبان کے نیلے بادلوں جیسی اداسیاں بکھر گئی تھیں۔ اس کے چہرے کے سارے حسین زاویوں میں خوف و خلش کی داستانیں حلول کر گئیں تھیں۔ ہزاروں پر تاب قمقموں جیسی اس کی پیشانی کی روشن سلوٹوں میں اس سمے بارش میں بکھرے درد کے گیتوں جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھیں انا کے زنداں میں اچانک بھڑک اٹھنے والی آگ کے تلاطم جیسی صورتحال پیش کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ عجیب سی اداسی اور طول میں اپنے سامنے آنے والے ان چار سواروں کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے بہانے سپنوں کے سے لہجے اور ہواؤں کے مدھم گیت کی طرح شارون کو مخاطب کیا۔

اے ابن علبون۔ اپنے سامنے آنیوالے ان چار سواروں کی طرف دیکھتے ہوئے جو تم نے گھوڑے کو روکا ہے تو کیا میں یہ سمجھوں کہ آنے والے وہ چار سوار ہمارے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھتے ہیں اور ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے اے ابن علبون۔ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تم اپنے دور کے ایک بے مثل اور نایاب تیغ زن ہو۔ لیکن مجھے خدشہ ہے کہ یہ چار سوار کہیں ہم تینوں کے لئے خطرے کا باعث نہ بن جائیں۔ اس پر ان چاروں سواروں سے نگاہ ہٹاتے ہوئے شارون بن علبون نے اپنے پہلو میں گھوڑے پر سوار روت کو مخاطب کیا۔

دیکھ بنت اجاج! میں تمہاری حفاظت کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان چار سواروں کے علاوہ ان کیساتھ اگر مزید چار اور بھی آجائیں تب بھی میرے

خداوند نے چاہا تو میں تمہیں رفیدیم کے مندر تک ضرور پہنچاؤں گا۔ دیکھ روت میرا دل کہتا ہے کہ سامنے سے آنے والے یہ دوست نہیں دشمن ہیں اور یہ ہر صورت میں ہم سے ٹکرا کر تمہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ یہ زربائیل کے آدمی ہیں زربائیل میرے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد مجھ سے انتقام لینے کے ساتھ ساتھ تمہیں پھر حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اس کی کسی کوشش کو میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ دیکھ روت میں جانتا ہوں تو نے اپنی ساری زندگی عشتار دیوی کے مندر میں ایک دیوداسی اور رقاصہ کی حیثیت سے گذاری ہے۔ تو یقیناً تیغ زنی کے فن سے ناآشنا ہو گی۔ لہٰذا دیکھ جب آنیوالے دشمن ہم سے ٹکرائیں تو تو اپنی جان کی حفاظت کے لئے میرے پیچھے پیچھے رہنا۔ میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ ان چار کے مقابلے میں تیرا دفاع خوب کروں گا۔

شارون بن علبون کی اس گفتگو کا روت کچھ جواب دینا ہی چاہتی تھی پر وہ خاموش رہی اس لئے کہ اس وقت تک وہ چاروں سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے ان کے قریب آئے۔ وہ چاروں سوار ان تینوں کی راہ روک کھڑے ہوئے تھے۔

جب ان چاروں نے ان کے سامنے آکر گھوڑوں کو روکا تب شارون بن علبون نے انہیں مخاطب کیا۔

دیکھو آنے والے سوارو۔ پہلے یہ کہو کہ تم کون ہو اور تم نے ہماری راہ کیوں روکی ہے۔ میں تمہیں مخالف سمت سے آنیوالے اپنے دوست یا دشمن خیال کروں۔ اس پر ان چاروں میں سے ایک نے تھوڑا سا اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور وحشیانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

ہمارے متعلق تمہیں جاننے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہم چاروں وہ لوگ ہیں جو آغوش والے نرم شاخوں کے ہاتھ پھیلائے پودوں کو کاٹ دیتے ہیں آتشیں سلگتی ساعتوں کی چکاچوند روشنی کو کالک کی دیرینہ گہرائیوں میں پھینک دیتے ہیں تیز دوڑتے لمحوں کو نوک عمر گریزاں کے قدم روک دیتے ہیں۔ دیکھ ابن علبون ہم وہ لوگ ہیں جو دل کے صحرا میں کھلے پیار کے اندھے بہرے پھولوں کو رگ سنگ میں تڑپتی فریاد کی طرح روندتے چلے جاتے ہیں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ابن علبون احتیاطاً اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گیا۔ پھر کہنے لگا دیکھ اجنبی کھل کر کہہ۔ تو کیا کہنا چاہتا ہے گو گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے جو تو نے منحوس اور وحشیانہ قہقہہ لگایا تھا اس قہقہے سے پہلے میرے دل میں اَنگنت خیالات تھے پھر بھی میں تیری زبان سے تیرے متعلق اور تیرے آنے کے مقصد کے متعلق تفصیل سے سننا پسند کروں گا اس پر وہ سوار پھر بول پڑا۔

دیکھ ابن علبون۔ تو ہمیں سمجھنے میں تاخیر کر رہا ہے۔ میں تیری رہنمائی کے لئے مزید یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان اجنبی چہرے والے دور تک پھیلے صحرا کی ویرانیوں کے جنگل میں ہم تم دونوں کی زیست کے دوڑتے بھاگتے لمحوں کو لہو لہو۔ تمہارے دل کے دریچوں کو خون آلود اور تمہاری ہستیوں کے خول کو خاموشی کے ناگ کی طرح ڈستے چلے جائیں گے۔ تم دونوں کو جو روت کے محافظوں کا کردار ادا کر رہے ہو ہم زیست کے ہر احساس سے عاری کر کے دکھ کی راہوں میں پھینکتے چلے جائیں گے۔ دیکھ ان صحرائی ویرانیوں کے اندر ہم تم دونوں کے لئے جان کے روگ جیسا دشمن اور خواہشوں کے ہر جوگ جیسا عدو ثابت ہوں گے۔ میرے خیال میں اب تم سمجھ چکے ہو گے کہ ہم نے ان صحرائی ویرانیوں کے اندر تمہاری راہ کیوں روکی ہے۔ اور یہ کہ ہم پہلے سے تمہارا اور تمہارے ساتھی کا نام کیوں جانتے ہیں۔ میں مزید کھل کر یہ کہہ سکتا ہوں کہ دیکھ ابن علبون ہم تیری اور تیرے ساتھی سافط بن عدی کی گردنیں اس صحرائی خطے میں کاٹیں گے اور روت کو اپنے ساتھ اس جگہ لے جائیں گے جہاں ہمیں اسے پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے۔

شارون بن علبون نے اس کی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ تاہم اس کا چہرہ وقت کے بے پایاں سمندر کی گہرائیوں میں اچانک بھڑک اٹھنے والے آگ جیسا ہو گیا تھا جبکہ اس کی آنکھیں زخموں کے بیابانوں۔ اندھیری شب میں کھولتے مقدر جیسا سماں پیش کر رہی تھیں۔ پھر سامنے سے نگاہیں ہٹاتے ہوئے عجیب سے بامعنی انداز میں اس نے اپنے پہلو میں سافط بن عدی کی طرف دیکھا تھا۔ دونوں بدوؤں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ اشارہ کیا۔ اس موقع پر دونوں کے چہروں پر طنزیہ مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی تھی۔ پھر ایک انقلاب ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پلک جھپکتے میں ایک جھٹکے کے ساتھ دونوں نے اپنی تلواریں بے نیام کیں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور اپنے سامنے وہ ان چاروں پر حملہ آور ہو گئے تھے نہ

راہ روکنے والے اس سوار نے جس نے قہقہہ لگاتے ہوئے شارون بن علبون کو مخاطب کیا تھا اسے نظر انداز کرتا ہوا شارون بن علبون بائیں جانب مڑا۔ اس کے دو ساتھیوں پر حملہ آور ہوا جبکہ دائیں جانب سے تیسرے ساتھی پر سافط بن عدی ٹوٹ پڑا تھا۔ اپنے پہلے ہی وار میں شارون بن علبون نے ایک کا خاتمہ کر دیا دوسرے کے حملے کو اپنی ڈھال پر روکتے ہوئے وہی ڈھال اس کے منہ پر دے ماری جب وہ گھوڑے سے لڑکھڑانے لگا تو شارون بن علبون نے اس کی گردن بھی کاٹ دی تھی۔ اتنی دیر تک سافط بن عدی بھی ایک کا کام تمام کر چکا تھا۔ جس نے وحشی قہقہہ لگایا تھا وہ اس وقت تک پیٹھ کی طرف شارون بن علبون پر حملہ آور ہوا تھا لیکن شارون بن علبون بجلی کوندے کی طرح مڑا۔ اپنی ڈھال پر اس نے اس کا وار روکا پھر اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا دیکھ اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے تاہم تیری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ تو اپنی تلوار اور ڈھال پھینک دے ذرا پشت کی طرف دیکھ تیرے دو ساتھیوں کو تو تیرے سامنے قتل کر چکا ہوں تیرے تیسرے ساتھی کو میرا ساتھی موت کے گھاٹ اتار چکا ہے۔ میرا ساتھی تیری پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گا اور تجھے دو حصوں میں کاٹ دے گا۔

دیکھ میں تیرے وار کو اپنی ڈھال پر روک چکا ہوں اگر تو یہ سمجھے کہ تو بہت بڑا تیغ زن ہے تو یہ تیری غلط فہمی ہے میں ایک جھٹکے سے اپنی ڈھال علیحدہ کرتے ہوئے جب تجھ پر اپنی موت کو آوازیں دینے والی تلوار برساؤں گا تو یاد رکھنا تو اسے روک نہیں سکے گا میری ترچھی تلوار وہ تلوار ہے جو صرف انسان ہی نہیں کاٹتی لوہے کو بھی کاٹتی چلی جاتی ہے۔ تیری بہتری اسی میں ہے کہ اپنی ڈھال اور اپنی تلوار پھینک دے اور جو کچھ میں پوچھنا چاہتا ہوں غور سے سن۔ میں تمہیں زیادہ مہلت نہیں دوں گا۔ اور اگر تو نے تلوار اور ڈھال نہ پھینکی تو میں تیرے ساتھیوں کی طرح تجھے بھی کاٹ کر رکھ دوں گا۔

شارون بن علبون کی اس گفتگو سے وہ وحشی قہقہہ لگانے والا سر سے لے کر پاؤں تک پسینے اور خوف میں غرق ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر اس نے عجیب سی بے بسی کے عالم میں اپنی تلوار اور ڈھال ایک طرف پھینک دی اتنی دیر تک سافط بن عدی اپنے ہاتھ میں ننگی خون آلود تلوار پکڑے اس کی پیٹھ کے پیچھے آن رکا تھا۔ ہاتھ کے اشارے سے شارون نے اسے حملہ کرنے سے روک دیا تھا۔ پھر اپنی خون آلود تلوار اس راہ روکنے والے کے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سامنے ہراتے ہوئے شارون بن علبون نے اسے مخاطب کیا۔

دیکھ ہماری راہ روکنے والے ۔ میں تجھ سے نہ تیرا نام پوچھوں گا نہ تیرا حسب نسب جاننے کی کوشش کروں گا تو مجھے صرف یہ بتا دے کہ تجھے اور تیرے ان ساتھیوں کو ہماری راہ روکنے اور ہمارا خاتمہ کر کے روت کو ہم سے حاصل کرنے کے لئے کس نے روانہ کیا تھا۔ اس پر وہ شخص جواب دیتے ہوئے ہچکچانے لگا اس کی وجہ سے شارون بن علبون آگے بڑھا اور اپنی خون آلود تلوار کی نوک اس نے اس کی شہہ رگ پر رکھی پھر دھاڑتی آواز میں وہ بول پڑا۔

دیکھ اجنبی ۔ ابھی موقع ہے جو کچھ میں پوچھتا ہوں اس کا جواب دو ۔ ورنہ اتنا یاد رکھو کہ میں اپنی تلوار کی اس نوک پر بوجھ بڑھاؤں گا اور میرا تھوڑا سا بوجھ پڑتے ہی میری تلوار کی نوک تیری گردن کے پار ہو جائے گی ۔ شارون بن علبون کے ان الفاظ سے وہ کانپ اٹھا تھا۔ پھر بول پڑا۔

دیکھ ابن علبون ایسا کرنے کے لئے ہمیں زربائیل نے روانہ کیا تھا اس کے لئے اس نے ہمیں معقول معاوضہ دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر ہم تمہارا اور تمہارے ساتھی سافط بن عدی کا سر کاٹ کر اس کے سامنے پیش کر دیں اور روت کو جس جگہ اس نے پہنچانے کے لئے کہا ہے وہاں پہنچا دیں تو جس قدر رقم اس نے ہمیں پہلے دی ہے اتنی رقم وہ ہمیں اور بھی دے مہیا کرے گا۔

دراصل تم سے ہارنے کے بعد اس نے دو کاموں کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا ہے ایک تمہارا خاتمہ دوسرا روت کو حاصل کرنا۔

وہ شخص یہیں تک کہنے پایا تھا کہ شارون بن علبون نے اس کی بات کاٹ دی لیکن اس بدبخت کی یہ دونوں خواہشیں پوری نہیں ہوں گی ۔ نہ روت اسے ملے گی نہ تم لوگ میرا اور میرے ساتھی سافط بن عدی کے سر کاٹ کر اس کے سامنے پیش کر سکو گے ساتھ ہی شارون بن علبون نے اپنی تلوار فضا میں بلند کر کے بڑے زور سے ہرائی اور اس کا بھی سر کاٹ دیا تھا۔

اس کا خاتمہ کرنے کے بعد شارون بن علبون زمین پر بیٹھ گیا اور اسی کے لباس سے وہ اپنی تلوار صاف کرنے لگا تھا جبکہ سافط بن عدی اس کے ایک ساتھی کے لباس سے

اپنی تلوار صاف کر رہا تھا۔ شارون بن علبون کی اس ساری کارگذاری پر ابھی تک روت پیچھے کھڑی خاموشی سے دیکھ رہی تھی ۔ پر اس کی اس کارگذاری پر وہ کچی دھوپ میں پھول کی زرل، شیتل اور کومل خوشبو اور نکہت کو للچائی نظروں سے دیکھتی باد صبا کے سرگم میں ہراتی تتلی جیسی خوشگوار ۔ چاند تاروں کے روزنوں سے دلکش نظاروں ۔ خوبصورت منظروں جیسی پر کشش اور ملن کے موہنے سندیس جیسی شاداب ہو کر رہ گئی تھی ۔ لگتا تھا شارون کی کارگذاری سے اس کی آتما آنند ۔ تن سندر سندر ہو کر رہ گیا ہو ۔ پھر وہ چند قدم آگے بڑھی زمیں پر بیٹھے ہوئے شارون بن علبون کی طرف اس نے اس طرح دیکھا جس طرح لمبی انگڑائی لے کر کسی اچھوتی شگوفے نے گھونگھٹ کھولا ہو اس کے بعد وہ بلائیں لیتی شبنم اور آنکھیں کھولتی کلیوں کی طرح شارون بن علبون سے مخاطب ہوئی۔

دیکھ شارون بن علبون ۔ تم یقیناً حیرت انگیز قوتوں اور تیغ زنی میں ناقابل تسخیر صناعی کے مالک ہو ۔ میں تمہاری جراتمندی ۔ تمہاری دلیری ۔ تمہاری شجاعت اور تیغ زنی کی مہارت کو سلام کرتی ہوں ۔ دیکھ شارون بن علبون اگر میں کسی سلطنت کی حکمران ہوتی تو میں تمہاری یہ کارگذاری دیکھتے ہوئے اسی وقت تمہیں اس سلطنت کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کر دیتی روت کی اس گفتگو سے شارون بن علبون اپنی تلوار نیام میں کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا ۔ اپنی ڈھال اس نے اپنی کمر پر باندھی پھر کسی قدر مسکراتے ہوئے اس نے روت کی طرف دیکھا۔

دیکھ بنت اجاج ۔ تیری یہ تعریف مجھ جیسے بدو کا دماغ خراب نہیں کر سکتی ۔ میں جانتا ہوں کہ بنیادی طور پر میں ایک صحرائی جنگجو ہوں ۔ اور اپنی اور اپنے لواحقین کی حفاظت کا فن خوب جانتا ہوں ۔ دیکھ روت ۔ میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ میں تمہیں میرے خدا نے چاہا تو بحفاظت رفیدیم تک پہنچاؤں گا اور اپنا یہ فرض میں پورا کروں گا ۔ آؤ اب یہاں سے کوچ کریں ۔ سب چپ چاپ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اس کے بعد پھر وہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے تھے۔

المرخہ کے پاس سے گذرتے ہوئے وہ اس شاہراہ پر بڑی تیزی سے سفر کر رہے تھے جو بحیرہ مرہ کے پاس سے گذرنے کے بعد عیون موسیٰ ۔ مادہ ۔ ایلیم کے پاس سے گزرتی ہوئی رفیدیم کے پاس سے جاتی ہوئی آگے جا کر دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی ۔ ایک حصہ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جبل موسیٰ کیطرف اور دوسرا بل کھاتا ہوا دشت تیہ کی طرف چلا گیا تھا۔ دشت تیہ وہ علاقہ ہے جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک بھٹکتے رہے۔ تیہ کے معنی بھٹکنے کے ہیں۔ جبل موسیٰ کا قدیم نام سینا ہے اس کا نام طور بھی ہے اس کی وادی کو وادی مقدس طویٰ بھی کہا گیا ہے۔

رفیدیم کے قریب جب وہ حورب نام کی چٹان کے پاس پہنچے روت نے اپنے گھوڑے کو روک دیا۔ حورب نام کی یہ چٹان وہی ہے جس پر حضرت موسیٰ نے عصا مارا تھا پھر اس سے چشمے پھوٹ پڑے تھے۔ پھر روت نے اپنے سامنے رفیدیم کیطرف اشارہ کرتے ہوئے شارون کو مخاطب کیا۔

ابن علبون یہ سامنے جو عمارتیں دکھائی دے رہی ہیں یہ رفیدیم شہر ہی ہے اور اس کے شمال مغرب میں سمندر کے کنارے جو بڑی عمارت دکھائی دے رہی ہے یہ ہی عشتار دیوی کا مندر ہے جس کے اندر میں دیوداسی کی حیثیت سے کام کرتی ہوں دیکھ ابن علبون تو نے جس طرح حفاظت سے مجھے یہاں پہنچایا ہے وہ ایک ایسا احسان ہے جسے میں اتار نہیں سکتی۔ دیکھ میری تم سے گذارش ہے کہ تو اس مندر میں چند روز میرے ایک معزز مہمان کی حیثیت سے قیام کر اس کے بعد تو یہاں سے کوچ کرنا چاہے تو کوئی تیری راہ نہیں روک سکے گا۔ شارون نے روت کی اس پیشکش کو قبول کیا اس کے بعد وہ تینوں اپنے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے عشتار دیوی کے اس مندر میں داخل ہوئے۔

جب وہ احاطے میں گئے تب مندر کا اندر کام کرنے والے پجاریوں کے علاوہ دیگر کارکنوں کا ایک ہجوم تھا جو روت کے گرد آ جمع ہوا تھا وہ اسے سب واپسی کی مبارکباد دے رہے تھے اتنے میں کافی ڈھلی ہوئی عمر کا ایک بوڑھا روت کے قریب آیا اس کے سر پر اس نے بڑا شفقت آمیز ہاتھ رکھا پھر اس کی پیشانی چومی اس کے بعد اس نے خوشیاں بکھیرتی آواز میں روت کو مخاطب کیا۔

روت میری بیٹی میں تجھے چاند دیوی کے مندر میں واپسی پر مبارکباد دیتا ہوں پر دیکھ بیٹی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ اب تو ہمیشہ کے لئے فلسطیوں کے شہر اشدود کی ہو چکی ہے دیکھ میری بیٹی تیری واپسی کیسے ممکن ہوئی جواب میں روت نے اختصار کے ساتھ شارون بن علبون کے ذریعے وہاں سے رہائی راستے میں پیش آنے والے خطرات سے اس کی حفاظت

اور پھر مندر تک پہنچنے کے حالات بوڑھے سے کہہ دیئے تھے وہ سارے حالات سننے کے بعد بوڑھے نے بڑے شکر گزار انداز میں شارون بن علبون اور سافط بن عدی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دیکھو ہمارے معزز مہمانوں میں نہیں جانتا تم دونوں میں، شارون بن علبون کون ہے لیکن میں تم دونوں کا ہی شکر گزار ہوں کہ تم نے ہمارے مندر کی بیٹی کو واپس لانے کے سارے مراحل بخوبی طے کئے اس موقع پر روت نے اس بوڑھے کی بات کاٹ دی پھر اسے مخاطب کیا۔

بزرگ کفتور یہ جو دونوں جوان آپ کے سامنے کھڑے ہیں دائیں جانب جو ہے یہ شارون بن علبون ہے اور بائیں جانب سافط بن عدی ہے میں ان دونوں کی بے حد شکر گزار ہوں پھر شارون بن علبون کو مخاطب کرتے ہوئے روت کہنے لگی دیکھ ابن علبون یہ جو بزرگ میرے سامنے کھڑے ہیں ان کا نام کفتور ہے اور یہ اس چاند دیوی کے مندر کے سب سے بڑے پجاری ہیں اس کے بعد ایک بار پھر روت نے کفتور کو مخاطب کیا۔

بزرگ کفتور یہ دونوں نوجوان چند یوم تک ہمارے مندر میں معزز مہمان کی حیثیت سے قیام کریں گے اس پر کفتور فوراً بول پڑا۔

دیکھ میری بیٹی یہ دونوں اب ہمارے معزز مہمان ہیں بلکہ میں تو ان سے کہوں گا کہ یہ ہمیشہ کے لئے ہمارے ہاں ایک صاحب قدر محسن کی حیثیت سے قیام کریں دیکھ بیٹی تو سفر سے تھکی ہاری ہو گی تو جا اپنے کمرے میں جا کر آرام کر تیرا کمرہ ویسے کا ویسا ہی سجا ہوا ہے اسے باہر سے مقفل کیا ہوا ہے اور چابی وہیں رکھی ہے جہاں تو رکھا کرتی تھی میں تیرے علاوہ ان دونوں جوانوں کے گھوڑے کو مندر کے اصطبل میں بھجوا کے ان کے چارے ان کے پانی کا انتظام کرتا ہوں ساتھ ہی ان دونوں معزز مہمانوں کی رہائش بندوبست بھی کرتا ہوں۔

کفتور کے اطمینان دلانے پر روت نے شارن بن علبون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دیکھ ابن علبون تم دونوں آرام کرو میں اب کل صبح تم دونوں سے ملاقات کروں گی اس کے ساتھ ہی وہ وہاں سے چلی گئی تھی کفتور نے اپنے ارد گرد کھڑے پجاریوں کو گھوڑوں کو سنبھالنے کا حکم دیا اور خود وہ شارون بن علبون اور سافط بن عدی کو اپنے ساتھ لے جا رہا تھا دونوں کو بڑے پجاری نے مندر کے احاطے میں ایک بہترین صاف ستھرا اور عمدہ کمرہ مہیا

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کر دیا تھا۔

OOOO

اگلے روز صبح ہی صبح شارون بن علبون اور سافط بن عدی کھانا کھانے کے بعد فارغ ہوئے ہی تھے کہ روت جگمگاتے نئے لباس میں ان کے کمرے میں داخل ہوئی پھر اس نے شارون بن علبون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن علبون میرے خیال میں تم دونوں کھانے سے فارغ ہو چکے ہو اب میرے ساتھ آؤ میں تمہیں مندر کا اندرونی حصہ دکھاتی ہوں جواب میں شارون بن علبون یا سافط بن عدی دونوں میں کسی نے بھی کچھ نہ کہا دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے اور روت کے ساتھ ہولئے تھے وہ ان دونوں کو مندر کے اندرونی حصے کی طرف لے گئی تھی۔

مندر ایک وسیع و عریض کمرے پر مشتمل تھا جس کے اندر کسی دیوتا کے چھوٹے چھوٹے ان گنت بت رکھے ہوئے تھے ہر بت کا دایاں ہاتھ اوپر اٹھا ہوا تھا جس میں بجلی چمکتی ہوئی دکھائی گئی تھی۔ روت نے شارون بن علبون اور سافط بن عدی کو مخاطب کرکے کہا۔ میرے محسنو! یہ چھوٹے چھوٹے برنجی بت جو تم لوگ دیکھ رہے ہو یہ شامیوں کے دوسرے بڑے دیوتا بعل کے بت ہیں اس کے بعد کمرے کے سامنے دھات کے بنے ہوئے ایک بہت بڑے بت کی طرف اس نے اشارہ کیا وہ دھات سے بنا ہوا کسی عورت کا برہنہ بت تھا جس کے دونوں بازو چھاتیوں پر تھے جس سے شاید یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ غذا فراہم کرتی ہے اس بت کے قریب جا کر روت پھر بولی اور ان دونوں کو مخاطب کیا یہ بت جو تم دیکھ رہے ہو یہ عشتار دیوی کا ہے سامیوں میں اسے چاند دیوی بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ میں تم دونوں کو ان دیوی دیوتاؤں کے متعلق کچھ تفصیل بتا دوں تا کہ تم دونوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

دراصل سامیوں کے ہاں بت اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ انہیں قوائے فطرت کی مورتیاں خیال کیا جاتا ہے۔ خصوصاً بارش اور نباتات کی مورتیاں۔ سامیوں میں جو سب سے بڑا دیوتا ہے اسے ایل کہا جاتا ہے کہ اس کے مقابلے میں جو بڑی دیوی ہے اس کا نام عشروت ہے اس کو خالق مانا جاتا ہے اور اس کو تمام دیوتاؤں کا باپ سمجھا جاتا اس کی مورتی ایسے بنائی جاتی ہے جیسے وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہو۔ دارالاصنام میں اسے

سب سے اونچی جگہ رکھا جاتا ہے۔

اس کے بعد جو سب سے بڑا دیوتا مانا جاتا ہے وہ علیان ہے اس کا دوسرا نام بعل بھی ہے اسے شہروں کا محافظ سمجھا جاتا ہے کھیتیاں اور فصلیں اسی کے دائرہ اختیار میں خیال کی جاتی ہیں ندیوں اور دریاؤں کا نگران بھی وہی سمجھا جاتا ہے اس کے علاوہ وہ قربانیوں سے بڑا خوش ہوتا ہے اور قربانیاں اس کے دل میں لطف اور رحم پیدا کرتی ہیں۔ قربانیاں سامیوں کے اندر ایسی حیثیت رکھتی ہیں جیسے ایک جشن کی سی ہوتی ہے جس میں عابد اور معبود یکساں شریک ہوتے ہیں جہاں ایل کو عشروت کا شوہر خیال کیا جاتا ہے وہاں بعل کی بیوی عشتار دیوی ہے عشتار کو ملکہ کا لقب دیا گیا ہے اور اسے خاتون آسمان بھی قرار دیا گیا ہے۔ اس دیوی کو بڑا جنگجو سمجھا جاتا ہے یہ ایک ہی وقت میں زندگی بخش بھی ہے اور زندگی کش بھی۔ اس کے اوصاف میں محبت اور جنگ دونوں کو یکساں اور نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ یہ جو بت آپ دیکھ رہے ہیں اسی عشتار دیوی کا ہے۔ جو سامیوں کو یہاں سب سے بڑی اور سب سے مقبول دیوی خیال کی جاتی ہے۔

عشتار دیوی کے پاس سے ہٹ کر روت ان دونوں کو مندر کے دوسرے حصے دکھا رہی تھی جب وہ فارغ ہوئی تب شارون بن علبون نے اسے مخاطب کیا۔

دیکھ روت گزشتہ شب میں اور میرا رفیق سافط بن عدی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم آج تمہارے یہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔ میں بہت جلد واپس فلسطیوں کے شہر اشدود پہنچنا چاہتا ہوں۔ تم جانتی ہو وہاں میرے ذمے ایک بہت بڑا کام ہے جسے میں ہر صورت میں انجام دینا چاہتا ہوں۔

شارون بن علبون یہیں تک کہنے پایا تھا کہ روت نے درمیان میں بولتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔

دیکھ ابن علبون۔ میں جانتی ہوں اشدود میں رہتے ہوئے تم اپنے قبیلے کے تاجروں کے قاتلوں سے نپٹو گے اور یہ واقعی تمہاری زندگی کے سب سے بڑے مقاصد میں سے ایک ہے۔ لیکن کیا تم دونوں میری التماس پر آج کا دن اور آنے والی رات یہاں قیام نہ کرو گے۔ آنے والی شب اس عشتار دیوی کے سامنے میرا رقص ہو گا شاید اس سے پہلے تم دونوں نے مجھے رقص کرتے ہوئے نہ دیکھا ہو گا۔ یہ رقص میری رہائی اور یہاں پہنچنے کی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

خوشی میں ہو گا۔ میں تم دونوں سے التماس کروں گی کہ آج کا دن اور آنے والی شب یہاں قیام کرو۔ اگلے روز یہاں سے رخصت ہو جانا۔

شارون بن علبون نے کچھ سوچا پھر وہ کہنے لگا دیکھ روت تو اگر یہی چاہتی ہے تو ہم تیری اس تجویز سے اتفاق کرتے ہیں شارون کا یہ جواب سن کر روت خوش ہو گئی تھی۔ پھر وہ ان دونوں کو لے کر مندر سے نکلی اور رفیدیم شہر دکھانے لے گئی تھی۔

OOOO

شام ہوتے ہی رفیدیم کے اس مندر میں جشن کا سا سماں برپا ہو گیا تھا مندر کا وہ بڑا کمرہ جس کے اندر بعل دیوتا اور عشتار دیوی کے بت رکھے ہوئے تھے لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا جن میں مرد بھی تھے عورتیں بھی بچے بوڑھے جوان سب ہی شامل تھے۔ ایک طرف مندر کے بڑے پجاری کفتور کے ساتھ شارون بن علبون اور سافط بن عدی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ مندر کے اس کمرے میں جگہ جگہ خوشبو دیتی صندلی مشعلیں روشن تھیں۔ اس وقت ایسا سکوت طاری تھا گویا دھندلی دھندلی صورتوں کی سرگوں خاموشیوں میں دود نکہت رواں ہو یا پردہ نشین آرزوؤں میں دھڑکنوں کی زبان منجمد ہو کر رہ گئی ہو۔ ہر کوئی اس طرح خاموش اور منتظر تھا جیسے روشنی کی آڑی ترچھی زرد لکیروں میں کسی دوشیزہ تمنا کے نادیدہ چہرے کو دیکھنے کے لئے اپنی نگاہوں کی راہوں کو بچھائے ہوئے ہو۔ تاہم روت کے انتظار میں مندر کے اس بڑے کمرے میں چاروں سمت محتاط سنجیدگی کا سماں تھا۔

ایسے میں بالکل سامنے عشتار دیوی کا دھات کا بنا ہوا بڑا مجسمہ رکھا تھا اس کے بعد جو چھوٹا سا ایک دروازہ تھا جس پر کتان کے سفید پردے لٹک رہے تھے وہاں سے روت سفید رنگ کا باریک جالی دار لباس پہنے اس طرح نمودار ہوئی جیسے سانسوں کی بھاپ میں ایک اکیلی کرن۔ جیسے غم کے جزیروں میں پیار کا جادو یا تقدیس کے اندھے کنوؤں سے نکلا جیسے گلابی رنگ کا دھواں۔

پردہ اٹھا کر نمودار ہونے کے بعد روت اس چھوٹی سی شہ نشین پر جو عشتار دیوی کے بت کے سامنے سنگ مرمر کے پتھروں سے بنی ہوئی تھی۔ اس شہ نشین پر کھڑے ہو کر پتھروں کے اس معبد میں روت تھوڑی دیر تک اپنے سامنے بیٹھے لوگوں کا جائزہ لیتی رہی۔ اس کے سلگتے پارسا جسم نے ہر سمت بکھری خاموشی میں ہر احساس ہر جذبے کو پیاسے

سمندر میں ڈبو دینے والی ایک بھرپور انگڑائی لی۔ اس کی اس انگڑائی نے وہاں بیٹھے ہر شخص کے دل پر ایک کپکپاہٹ طاری کر دی تھی۔ انگڑائی لینے کے بعد تھوڑی دیر تک وہ غیر ساکت رہی گویا وہ خود اپنے حسن کی خلوت گاہوں میں گم ہو گئی ہو۔ پھر اس نے رقص کی ابتدا کی۔ ایسے جیسے برف سے ڈھکے کوہ و دمن پر سرخ آبشار اور بجی گلابی مانگ پر افشاں ناچ اٹھی ہو۔ جیسے کھیت میں سرسوں کے پھول۔ جیسے سماوی سازوں کی جھنکار پر ستاروں کے جھرمٹ رقص کناں ہو گئے ہوں۔ جیسے مغنی کی صداؤں کے اندر شوخی و طمطراق کے ساتھ خوبی گل سے خوشبو اور زمزمہ ہائے طرب ناچ اٹھے ہوں۔

مشعلوں کی تیز روشنی میں اور باریک جالی دار سفید لباس کے اندر اس وقت روت کا گلابی چمکیلے جسم کی رنگ صبح صادق کے ظہور جیسی ہو رہی تھی۔ اس کی سانسوں کی مہکار میں اجلے پھولوں کی باس بسی ہوئی تھی۔ رقص کرتے ہوئے اس کی پنڈلیاں یوں لگ رہی تھیں جیسے جھیل کے نیلے تموج میں ایک گل نورستہ اس کی رانیں یوں حرکت کر رہی تھیں جیسے دامن کوہسار میں لہلہاتے سرو و سمن۔ اس کے کولہے وادی گل بہار میں خوش رنگ اور ثمر آور۔ شاخوں کی طرح ہل رہے تھے اس کی کمر رقص کرتے ہوئے کچھ ایسا سماں باندھ رہی تھی جیسے تابندہ مہر و ماہ میں مثل شعاع بہتی کوئی ندی ہو۔ اس کے شانے اپنی ہی دھن میں رواں چشمہ ہائے تابناک جیسے ہو رہے تھے۔ اس کی گردن لذت آہنگ میں جوان امیدیں اور جذبات لئے سرخ کرنوں کے انجماد جیسا منظر پیش کر رہی تھی۔

اس کے بالوں کی آوارہ لٹوں اس کے گالوں کا بانکپن جیسے گھٹاؤں کا ہجوم اور سوار عنبریں پر نثار ابر پارے۔ رقص کرتے ہوئے اس کے احمریں لب جیسے یاقوتی گلوں کی مسکراتی جوڑی۔ ریزہ الماس جیسی اس کی صاف آنکھیں۔ وادی گل رنگ کے کھلکھلاتے موسم جیسی ہو رہی تھیں۔ اور اس کے عارضوں کی تابش کچھ اس طرح تھی جیسے جذب جنوں میں ڈوب کر کسی حسینہ کے سرخی شرم و حیا سے گال اخگر ہو گئے ہوں۔ رقص کرتے ہوئے اس کے خدوخال کرب شباب، مہ، سلگتے احساسات۔ شگرفی ما تھا جیسے فدا ہوتے ماہ نجوم۔ چوڑیوں کی کھنک جیسے لذت جوانی میں ڈوبی کوئی چھن چھناہٹ اس کا کندن و مرجان جسم جیسے سرمدی آبشاروں میں حسن سے سرشار پگھلتے لہراتے نغمات رخشندہ ہوں۔ جھومتے لہراتے رقص کرتے ہوئے اس کے حسین گلابی بازو۔ جھولا جھولتی کسی بے مثل منگولی جیسے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لگ رہے تھے مندر کے اندر سلگتی مشعلوں کی روشنی میں رقص کرتے اس کے جسم کی پرچھائیں ایسا سماں پیش کر رہی تھیں جیسے سر شام سلگتے لمحات کے بعد اشجار کی چھاؤں شاخوں سے پرے بہکنے لگی ہو۔ رقص کرتے ہوئے وہ اپنے جسم کے ہر اعضا اور جوارح کو ایسی مسحور کن حرکت دے رہی تھی گویا دھیمی دھیمی بہکتی ہواؤں میں نیم خوابیدہ گذرگاہوں پر مدھم مدھم آرزوئیں جاگ اٹھیں ہوں۔

تھوڑی دیر تک روت عشتار دیوی کے بت کے سامنے سنگ مرمر سے بنی شہ نشین پر رقص کرتی رہی لگتا تھا اس قدر لمبا رقص کرنے کے لئے اس نے برسوں کی ریاضت کی ہو۔ اس کا سفید جالی دار لباس رقص کرتے ہوئے ادھر ادھر لہرا رہا تھا اس کے اندر سے اس کا گلابی جسم اپنی جھلکیاں دیتے ہوئے مندر کے اس بڑے کمرے میں دیکھنے والوں پر قہرمانیاں برسا رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک یہ رقص جاری رہا۔ مندر کے اس کمرے میں خاموشی اور سکوت طاری رہا۔ رقص کرتے ہوئے کبھی کبھی نگاہ اٹھا کر روت عشتار دیوی کے بت کی طرف دیکھتی تھی تاہم اس دوران اس نے سامنے بیٹھے لوگوں میں سے کسی پر بھی نگاہ نہ ڈالی تھی لگتا تھا وہ بڑھ دھن اور لگن کے ساتھ اپنے کام میں مصروف رہی ہو۔ پھر اچانک رقص کو ختم کرتے ہوئے وہ شہ نشین کے اوپر عشتار دیوی کے سامنے سجدے کے انداز میں گر گئی تھوڑی دیر تک وہ اسی حالت میں پڑی رہی پھر اپنی جگہ سے اٹھی اور شہ نشین سے اترتے ہوئے وہ پچھلی دروازے کے پردے کی اوٹ میں چلی گئی تھی جہاں سے وہ نمودار ہو کر شہ نشین پر آئی تھی۔

دوسرے روز صبح ہی صبح مندر کی ایک دیوداسی نے روت کی خوابگاہ پر دستک دی دوسری دستک پر روت شب خوابی کے لباس میں باہر نکلی اور دستک دینے والی نے دیوداسی کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا کیا کوئی غیر معمولی واقعہ ہوا ہے جو تو نے دستک دے کر مجھے جگا دیا ہے۔ اس پر وہ دیوداسی بے سے لہجے میں کہنے لگی۔

دیکھ روت وہ دونوں بدو مہمان جو تمہیں فلسطیوں کے شہر اشدود سے لے کر آئے تھے وہ کوچ کے لئے تیار کھڑے ہیں اس وقت وہ مندر کے بیرونی صدر دروازے پر ہیں اور رخصت ہونے سے پہلے وہ تم سے ملاقات کے متمنی ہیں۔

جلدی میں روت شب خوابی ہی کے لباس میں اس دیوداسی کے ساتھ ہو لی اور

کہنے لگی آؤ میرے ساتھ۔ میں ان دونوں مہمانوں کو خود رخصت کروں گی اس کے ساتھ ہی وہ اس دیوداسی کے ساتھ مندر کے صدر دروازے کی طرف بڑی تیزی سے بڑھی تھی۔

روت جب مندر کے صدر دروازے کے پاس آئی تو اس نے دیکھا وہاں اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے شارون بن علبون اور سافط بن عدی کھڑے تھے اور ان کے ساتھ ہی مندر کا بڑا پجاری کفتور بھی کھڑا ہوا تھا۔ اپنی دیوداسی کے ساتھ وہ صدر دروازے پر آئی پھر شارون بن علبون کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

اے ابن علبون۔ کیا تم نے کوچ کرنے کے لئے زیادہ ہی عجلت سے کام نہیں لیا۔ کم از کم تم رکتے۔ میرے جاگ اٹھنے کا انتظار کرتے میں خود تم دونوں کی روانگی اور کوچ کا انتظام کرتی میں نے تمہیں اپنے محافظ بننے کی پیش کش کی تھی جو تم نے ٹھکرا دی تھی لیکن میں نے تہیہ کیا تھا کہ جب تم یہاں سے روانہ ہو گے تو تمہیں تحائف سے نوازوں گی جو ہمیشہ کے لئے تمہیں میری مہمانداری کی یاددہانی کراتے رہیں گے اس پر شارون بن علبون فوراً بول پڑا۔

دیکھ روت تمہیں یہاں پہنچا کر یوں جانو ہم نے اپنے فرض کی ادائیگی کی ہے ہمیں تمہاری طرف سے کسی تحفے کی ضرورت نہیں ہے شارون ابن علبون کے ان الفاظ پر روت تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتی رہی پھر اس نے گفتگو کا رخ بدلا۔ ویسے ایک بات کہو ابن علبون کیا رات مندر کے بڑے کمرے میں تمہیں میرا رقص پسند آیا۔ جواب میں شارون بن علبون کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا ہاں وہ رقص ایسا تھا کہ کم از کم میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا شارون بن علبون کا یہ جواب سن کر روت خوش ہو گئی تھی پھر ہاتھ آگے بڑھا کر شارون بن علبون نے کفتور سے مصافحہ کیا ساتھ ہی سافط بن عدی نے بھی اس سے مصافحہ کر لیا تھا اس کے بعد وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے اپنے گھوڑوں پر بیٹھ گئے ہاتھ لہراتے ہوئے شارون بن علبون نے بڑے پجاری کفتور اور روت کو الوداع کہا پھر دونوں نے ایک ساتھ اپنے گھوڑوں کو مہمیز لگائی اس کے بعد وہ اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے رفیدیم شہر کے اس مندر سے کوچ کر گئے تھے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk
upload by salimsalkhan

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

شارون بن علبون اور سافط بن عدی ایک روز اس وقت اشدود شہر میں داخل ہوئے جب وہاں کی تربیت گاہ میں مقابلے زوروں پر تھے وہ سیدھے مقابلے کے میدان میں گئے ان دونوں کو میدان میں داخل ہوتے ہوئے فلسطیوں کے بادشاہ معوک اور اس کے بیٹے اکیس نے دیکھ لیا تھا شہہ نشین پر بیٹھے معوک نے اپنے بیٹے اکیس کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ میرے بیٹے میرے فرزند۔ تو دیکھتا ہے میدان میں ابھی ابھی یہ شارون بن علبون اور اس کا ساتھی سافط بن عدی داخل ہوئے ہیں لگتا ہے یہ روت کو اس کی حفاظت کے لئے رفیدیم چھوڑ کے آئے ہیں یہ شارون بن علبون بھی عجیب و غریب انسان ہے ایک ایسی لڑکی جسے دنیا کی حسین ترین لڑکی کہا جا سکتا ہے اس سے منسوب ہے کوئی اور ہوتا تو فی الفور اس سے شادی کرکے اپنی زندگی کو خوشگوار بناتا لیکن اس نے اپنے سینے پر صبر کی سل رکھی ہوئی ہے اس کا کہنا ہے کہ اس نے اور روت نے عہد کر رکھا ہے کہ وہ ایک وقت مقررہ کے بعد اپنے آپ کو رشتہ ازدواجیت میں منسلک کریں گے۔ دیکھ اکیس میرے بیٹے تو کسی کو بھیج اور ان دونوں کو میرے پاس بلا۔

شہہ نشین پر معوک کے قریب ہی بیٹھے جالوت نے بھی یہ ساری گفتگو سن لی تھی لہذا قریب ہی کھڑے محافظ کو اس نے اشارے سے اپنے قریب بلایا پھر بڑے رازدارانہ انداز میں اسے شارون بن علبون اور سافط بن عدی دونوں کو شہہ نشین کی طرف لانے کے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لئے کہا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس محافظ کے ساتھ شارون بن علبون اور سافط بن عدی دونوں شہہ نشین کے قریب آئے اپنے گھوڑوں کو انہوں نے ایک طرف کھڑا کر دیا شہہ نشین کے قریب جب وہ آئے تو معوک نے ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو اپنے قریب ہی شہہ نشین کے اوپر نشستوں پر بیٹھنے کے لئے کہا اس وقت سب لوگ میدان کے اندر جو مقابلے جاری تھی انہیں دیکھنے بری طرح محو تھے شارون بن علبون اور سافط بن عدی بھی معوک کے کہنے پر اس کے قریب ہی بیٹھ گئے تب معوک نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

دیکھ علبون کے بیٹے لگتا ہے تو اپنی منسوبہ کو رفیدیم کے مندر میں چھوڑ آیا ہے اس پر غور سے معوک کی طرف دیکھتے ہوئے شارون کہنے لگا اے بادشاہ آپ کا اندازہ درست ہے میں روت کو وہاں چھوڑ کے آیا ہوں۔ معوک نے پھر پوچھا اب تمہارا کیا ارادہ ہے میں تم جیسے اچھے اور بے مثال تیغ زن سے محروم نہیں ہونا چاہتا میری خواہش ہے کہ اب تم ہمیشہ کے لئے اشدود میں قیام کرو ان مقابلوں میں حصہ لو اس کے لئے میں تمہیں انعام واکرام کے علاوہ معقول معاوضے سے بھی نوازتا رہوں گا تمہیں سال میں ایک بار گھر جانے کی بھی اجازت ہوا کرے گی۔ اور جو کچھ نقد یا انعام کی صورت میں تمہیں ملا کرے گا وہ تم اپنے گھر والوں کو دے کر آسکتے ہو اس پر اطمینان بخش انداز میں شارون نے معوک کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

اے بادشاہ۔ میں یہاں قیام کرنے کے لئے ہی تو رفیدیم سے ادھر آیا ہوں اب میں باقاعدہ طور پر آپ کے تیغ زنوں میں شامل ہو کر یہاں قیام کروں گا اور مقابلوں میں حصہ لوں گا۔ میری آپ سے گذارش ہے کہ کبھی کبھی آپ مجھے اجازت دے دیا کریں کہ میں رفیدیم جا کر روت سے مل لیا کروں اس پر معوک بڑی شفقت میں کہنے لگا۔ دیکھ میرے بیٹے تو جب اور جس وقت چاہے رفیدیم میں روت سے جا کر مل سکتا ہے۔ اس کے لئے تم پر کوئی پابندی نہیں ہوا کرے گی۔ تو یہ بتا کہ رہائش تو کہاں رکھے گا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ بڑا بچاری اخیم تیرا خوب جاننے والا ہے تو وہاں اپنی رہائش رکھنا چاہے تب بھی اور اگر نہیں تو دوسرے تیغ زنوں کی طرح ہم تیری رہائش کا بندوبست مقابلے کے میدان کے چاروں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

طرف جو قیام گاہیں بنی ہیں ان کے اندر بھی کر سکتے ہیں۔

شارون بن علبون سے پہلے ہی قریب بیٹھا بڑا پجاری اخیم بول پڑا۔

اے بادشاہ میرے آپ سے گذارش ہے کہ اس تربیت گاہ میں جو تیغ زنوں کے لئے رہائش گاہیں بنی ہیں شارون کو اس میں نہ رکھا جائے میں اسے اپنے بیٹے اپنے فرزند کی طرح سمجھتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ دجون دیوتا کے مندر میں جو صاف ستھری قیام گاہیں ہیں ان میں سے ایک میں یہ دونوں قیام کریں۔

معوک بڑے پجاری اخیم کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ شارون بن علبون اپنی جگہ سے اٹھا۔ اخیم کے پاس گیا اس کے کان میں اس نے بڑی رازدارانہ سرگوشی کی دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ اس موقع پر اخیم نے معذرت طلب انداز میں معوک کو مخاطب کیا۔

بادشاہ شارون بن علبون کی کچھ مجبوریاں ہیں جن کی بناء پر یہ میرے پاس قیام نہیں کرنا چاہتا بہتر یہی ہوگا کہ آپ کے اس قیام کا انتظام اس تربیت گاہ کے اطراف میں جو رہائش گاہیں بنی ہیں ان میں رہیں۔ اس پر معوک خوش ہو گیا تھا پھر اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے سپہ سالار اعلیٰ جالوت کی طرف دیکھا تھا۔

دیکھ جالوت ان مقابلوں کے بعد تو شارون بن علبون اور سافط بن عدی کو اپنے ساتھ لیجانا اور مقابلے کے اس میدان میں جو رہائش گاہیں بنی ہیں ان میں جو سب سے عمدہ دو رہائش گاہیں ہیں وہ ان دو کو مہیا کرنا۔ اس پر شارون بن علبون پھر بول پڑا۔

اے بادشاہ۔ میں اور سافط بن عدی دونوں ایک ہی قیام گاہ میں رہنا پسند کریں گے۔ معوک مسکراتے ہوئے کہنے لگا دیکھ فرزند جیسی تیری مرضی ہے ویسا ہی ہوگا۔ اب جبکہ تم باقاعدہ طور پر میرے تیغ زنوں میں شامل ہو چکے ہو اور یہیں پر قیام کرو گے تو آنے والے سبت کے روز میں کسی اچھے تیغ زن سے تمہارا مقابلہ کراؤں گا مجھے یقین ہے مقابلے میں تم پہلے کی طرح تماشائیوں کو خوش کر کے رکھ دو گے۔ تم یہیں بیٹھے رہو مقابلے کے بعد جالوت تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اور تمہاری رہائش گاہ اور دیگر ضروریات زندگی کا بہترین انتظام اور انصرام کرے گا۔

اس کے بعد معوک اس کا بیٹا اور دیگر لوگ بڑی محویت سے میدان میں ہونے

والے مقابلے دیکھنے لگے تھے۔

جب یہ مقابلے ختم ہوئے معوک اس کا بیٹا اکیس اور دیگر شاہی خاندان کے افراد شہ نشین سے اٹھ کر چلے گئے لوگ بھی میدان سے باہر نکلنے لگے تب شہ نشین سے نیچے اترنے کے بعد جالوت نے اپنے قریب ہی کھڑے شارون بن علبون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ شارون اپنی کارکردگی اپنی جرأتمندی اور بہادری اور طاقت اور قوت کی بنا پر تو اپنے آپ کو اس قابل بنا چکا ہے کہ میں جالوت تمہیں اپنے بھائی جیسا خیال کرنے لگا ہوں۔ اب تم اور تمہارا رفیق سافط بن عدی دونوں میرے ساتھ آؤ تا کہ میں تمہیں جو سب سے عمدہ رہائش گاہ ہے وہ مہیا کروں۔ شارون بن علبون اور سافط بن عدی چپ چاپ جالوت کے ساتھ ہو لئے تھے ابھی وہ چند قدم ہی اپنے گھوڑوں کی طرف بڑھے تھے کہ ایک طرف سے بڑی تیزی کے ساتھ ایک بوڑھا اور ایک جوان اور نوخیز لڑکی ان کی طرف آئے اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے شارون بن علبون کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی۔ وہ وہی لڑکی تھی جس کا نام عرفہ بنت عاموس تھا۔ جو دین ابراہیمی کی پیروکار تھی اور جس سے اس کے خانہ بدوش ساتھیوں کے ساتھ شارون بن علبون کی ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب وہ اشدود کی طرف آ رہے تھے قریب آ کر عرفہ بنت عاموس نے بڑی دلیری۔ جرأتمندی اور بڑی بے باکی سے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

اے ابن علبون۔ میرا اندازہ ہے کہ آپ مجھے پہچان چکے ہوں گے۔ یہ جو میرے ساتھ ہیں یہ میرے باپ ہیں ان کا نام عاموس ہے۔ میں آپ کے متعلق تفصیل کے ساتھ اپنے باپ کو بتا چکی ہوں۔ اس موقع پر شارون بن علبون کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بوڑھے عاموس نے مصافحہ کرنے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا پھر بڑے پرجوش انداز میں اس نے باری باری شارون بن علبون سافط بن عدی اور جالوت کے ساتھ مصافحہ کیا پھر اس نے شارون کو مخاطب کیا تھا۔

دیکھ ابن علبون۔ میری بیٹی عرفہ مجھے تفصیل سے تمہارے متعلق بتا چکی ہے اس نے مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا کہ ہماری طرح تم بھی دین ابراہیمی کے ماننے والے ہو اور ہماری طرح تم بھی صحرائے عرب میں مبعوث ہونے والے نبی کے منتظر ہو۔ عاموس یہی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تک کہنے پایا تھا کہ اس کی بیٹی عرفہ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے شارون کو مخاطب کیا۔

دیکھ ابن علبون ۔ جس دن تیرا یہاں کے بہترین تیغ زن زربائیل کیساتھ مقابلہ تھا اس روز ہم سب خانہ بدوشوں نے بھی تمہارا مقابلہ دیکھا تھا میں بھی میدان میں موجود تھی میں دوسرے روز چند تحائف کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی فتح مندی پر آپ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی تھی پر جس روز میں اور میرا باپ اپنے قبیلے چند سرکردہ لوگوں کے ساتھ اس سرائے میں گئے جہاں آپ نے قیام کیا ہوا تھا تو ہمیں پتہ چلا کہ آپ وہاں سے کوچ کر چکے ہیں پھر آپ کے سلسلے میں ہم نے بڑے پجاری اخیم سے رابطہ قائم کیا۔ اشدود کی طرف آنے سے پہلے میں اخیم کے نام آپ نے جو پیغام دیا تھا وہ میں نے اس تک پہنچا دیا تھا۔ جب ہم نے اخیم سے آپ کے متعلق پوچھا تو اس نے تفصیل کے ساتھ ہمیں بتایا کہ مقابلے کے بعد آپ ایک لڑکی روت کو رفیدیم تک چھوڑنے گئے ہیں اس لڑکی کو آپ کے مقابلہ جیتنے کے ہی وجہ سے زربائیل کے ہاتھوں آزادی نصیب ہوئی ہے ۔۔ اس لئے کہ زربائیل اسے حاصل کرنے کا تہیہ کئے ہوئے تھا۔ لیکن آپ کی جرأت مندی اور دلیری ہی کی وجہ سے اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ دیکھ ابن علبون ۔ میں عرفہ بنت عاموس ایک بار پھر تمہیں تمہاری اس شاندار کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں ۔ عرفہ بنت عاموس کی اس گفتگو سے جہاں شارون بن علبون کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی وہاں اس کی گفتگو سے جالوت اور سافط بن عدی بھی لطف اندوز ہوتے ہوئے مسکرا رہے تھے پھر شارون بن علبون نے عرفہ بنت عاموس کو مخاطب کیا۔

دیکھ بنت عاموس اس وقت میں فلسطیوں کے سپہ سالار اعلیٰ جالوت کے ساتھ جا رہا ہوں یہ مقابلے کے اس میدان میں میری اور میری ساتھی سافط بن عدی کی رہائش کا انتظام کرے گا میں اشدود کے تیغ زنوں میں شامل ہو چکا ہوں اور سبت کے روز ہونے والے مقابلوں میں حصہ لیا کروں گا اور یہیں قیام کروں گا اس پر عرفہ بنت عاموس فوراً بول پڑی۔

ابن علبون ۔ میں اور میرا باپ بھی آپ کیساتھ چلتے ہیں تا کہ ہمیں آپ کی رہائش گاہ کا پتہ چل جائے اس کے بعد میں اور میرا باپ آپ کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے جواب میں شارون بن علبون مسکراتے ہوئے کہنے لگا اگر ایسا ہے تو پھر آؤ ہمارے ساتھ اس

پر وہ سب جالوت کے ساتھ ہو لئے تھے۔

مقابلے کے میدان کے اطراف جو رہائش گاہیں بنی ہوئی تھیں ان میں دو عمدہ رہائش گاہیں جالوت نے شارون بن علبون اور سافط بن عدی کو دکھائیں ان رہائش گاہوں میں دو دو کمرے تھے تہہ خانے اور مطبخ بھی بنے ہوئے تھے کمروں کے سامنے ایک چھوٹا سا صحن تھا جس کے ایک طرف گھوڑے باندھنے کے لئے جگہ بھی بنی ہوئی تھی ۔ وہ دونوں رہائش گاہیں دکھانے کے بعد جالوت نے کہا تم دونوں چاہو تو ایک ساتھ رہ سکتے ہو لیکن یہ دونوں رہائش گاہیں تم دونوں کے لئے وقف ہیں ۔ میں اب جاتا ہوں اور کچھ لوگوں سے کہتا ہوں کہ وہ نہ صرف یہ کہ ان دونوں رہائش گاہوں کی خوب صفائی کرائیں بلکہ ضروریات زندگی کی ہر شئے یہاں فراہم کریں جالوت یہیں تک کہنے پایا تھا کہ عرفہ بنت عاموس فوراً بول پڑی۔

میرے محترم جالوت آپ کا کہنا بالکل درست ہے آپ کچھ لوگوں کو ان دونوں کی رہائش گاہیں صاف کرنے کے لئے بھیجیں اتنی دیر تک میں اور میرا باپ انہیں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی رہائش گاہیں بھی رہنے کے قابل ہو جائیں گی اور ان میں ضروریات کا سامان بھی آجائے گا جالوت جواب میں مسکرا دیا پھر وہ ایک طرف چلا گیا تھا عرفہ بنت عاموس کے کہنے پر شارون بن علبون اور سافط بن عدی نے اپنے گھوڑوں کو وہاں باندھا گھوڑوں کی زینیں اور ان کیساتھ بندھا ہوا سامان اتار کر انہوں نے اپنی ایک رہائش گاہ میں رکھا اس کے بعد وہ عرفہ اور اس کے باپ عاموس کے ساتھ ان کے خانہ بدوش قبیلے کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

عرفہ اور اس کے باپ عاموس کے ساتھ شارون بن علبون اور سافط بن عدی اشدود شہر کے مشرق میں اس سرائے کے قریب ہی خانہ بدوش قبیلے میں داخل ہوئے جس سرائے میں اس سے پہلے شارون بن علبون اور سافط بن عدی دونوں نے قیام کیا تھا۔ خانہ بدوش قبیلے کے خیمے جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی نصب تھے ایک طرف بھیڑ بکریوں گھوڑوں گدھوں اور اونٹوں کے ریوڑ بیٹھے ہوئے تھے خانہ بدوش قبیلے میں داخل ہونے کے بعد عاموس نے قبیلے کے سرکردہ لوگوں سے شارون بن علبون اور سافط بن عدی کا تعارف کروایا۔ پھر وہ ان دونوں کو اپنے خیمے میں لے گئے خیمے میں لگی نشستوں پر سب بیٹھ گئے پھر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

عاموس نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

دیکھ ابن علبون ۔ میرے بیٹے میں گو اس خانہ بدوش قبیلے کا سردار ہوں لیکن میں نے کبھی اپنے آپ کو سردار نہیں سمجھا خانہ بدوش قبیلے کے سب لوگ مجھے میری اولاد کی طرح عزیز ہیں میری اپنی ایک ہی بیٹی ہے جسے تم جانتے ہو اس کا نام عرفہ ہے اس کی ماں مر چکی ہے بس میری یہ واحد اولاد ہے۔

عاموس کے خاموش ہونے پر عرفہ نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

اے ابن علبون! شام ہونے والی ہے رات کا کھانا تو آپ ہمارے ساتھ کھائیں گے ہی پر یہ بتائیے کہ اس کے علاوہ ہم آپ کی کیا ضیافت اور مہمان نوازی کریں اس پر ہلکی سی مسکراہٹ میں عرفہ کی طرف دیکھتے ہوئے شارون بن علبون کہنے لگا۔

دیکھ بنت عاموس جس وقت تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اشدود شہر کی طرف آ رہی تھی اور راستے میں میری تم لوگوں سے ملاقات ہوئی تھی اس وقت تم آنے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ایک نغمہ الاپ رہی تھیں تیری بڑی مہربانی جس طرح اس صحرائی پٹی کے اندر تو نے وہ نغمہ گایا تھا اس خیمہ میں تو آج مجھے پھر وہ نغمہ سنا میں جانوں گا تو نے میری بہترین خدمت، ضیافت اور مہمان نوازی کی ہے۔

عرفہ مسکراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔ تھوڑی دیر کے لئے وہ خیمہ سے باہر گئی پھر دوبارہ اپنی جگہ پر آ کر بیٹھتے ہوئے کہنے لگی میں نے ایک آدمی بھیج کر بربط نواز کو بلایا ہے اور میں وہی نغمہ آپ کو ضرور سناؤں گی۔

تھوڑی ہی دیر بعد جس بربط نواز کو بلایا گیا تھا وہ آ گیا عرفہ کے کہنے پر وہ وہاں بیٹھ گیا آہستہ آہستہ بربط بجاتے ہوئے وہ اس کی دھن درست کرتا رہا پھر بربط کی لے پر عرفہ نے اپنی شہد جیسی میٹھی اور رس گھولتی ہوئی آواز میں آنیوالے صحرائی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق جو نغمہ تھا وہ الاپنا شروع کیا جب تک عرفہ وہ نغمہ گاتی رہی شارون ابن علبون کی گردن جھکی رہی اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی اور لگتا تھا کہ وہ اس نغمہ کے ایک ایک لفظ ایک ایک حرف میں پوری محویت کیساتھ ڈوب کے رہ گیا ہو۔

کافی دیر تک ایسا ہی سماں رہا عرفہ گاتی رہی شارون ابن علبون اس کی آواز کے اتار چڑھاؤ اور الفاظ میں ڈوبا رہا یہاں تک کہ بربط بجنا بند ہو گیا عرفہ بھی خاموش ہو گئی تھی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تھوڑی دیر تک سب خیمہ میں بیٹھ کر باہم گفتگو کرتے رہے اس کے بعد شارون بن علبون او ، سافط بن عدی کے بہترین کھانے کا انتظام کیا گیا تھا کھانے کے بعد دونوں نے عرفہ اور اس کے باپ عاموس سے اجازت لی وہ اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

شارون بن علبون نے اپنے رفیق اپنے ساتھی سافط بن عدی کے ساتھ اشدود شہر میں مستقل رہائش اختیار کرتے ہوئے سبت کے روز مقابلوں میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا اور وہ بڑی باقاعدگی کے ساتھ خانہ بدوش قبیلے میں جا کر عرفہ اور اس کے باپ سے بھی ملنے لگا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

upload by salimsalkhan

بنی اسرائیل کو شکست دینے کے بعد فلسطی تابوت سکینہ اور بنی اسرائیل سے جو مال غنیمت ملا تھا وہ ابن عیزر کے مقام پر میدان جنگ سے اپنے مرکزی شہر اشدود کو لے گئے تھے تابوت سکینہ کو وہ اپنے مندر میں لائے جس کے اندر ان کے سب سے بڑے دیوتا دجون کو رکھا جاتا تھا اور تابوت سکینہ کو انہوں نے دجون دیوتا کے بت کے پاس رکھ دیا تھا۔

اگلے روز صبح سویرے جب دجون دیوتا کے پجاری اور شہر کے لوگ مندر میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا ان کا دیوتا دجون خداوند کے تابوت سکینہ کے آگے اوندھے منہ زمین پر گرا پڑا تھا تب انہوں نے دجون کو پھر اس جگہ کھڑا کیا پھر ایسا ہوا کہ دوسرے روز فلسطی پھر اپنے مندر میں گئے تو انہوں نے دیکھا پہلے روز کی طرح دجون دیوتا پھر زمین پر اوندھے منہ گرا پڑا تھا۔ دجون دیوتا کا سر اور اس کی ہتھیلیاں اس کمرے کی دہلیز پر ٹوٹی پڑی تھیں۔ جس میں اسے رکھا گیا تھا۔

صرف دجون دیوتا کا دھڑ ہی رہ گیا تھا اس لئے دجون کے پجاری اور جتنے دجون کے مندر میں آنے والے لوگ تھے وہ تابوت سکینہ سے خوفزدہ ہونے لگے تھے۔

اس کے بعد ایسا ہوا کہ اشدود کے لوگوں پر خداوند کا عذاب نازل ہونا شروع ہوا اور وہ ہلاک ہونا شروع ہو گئے اشدود اور اس کی نواحی بستی میں لوگوں کو گلٹیاں نکلنے لگیں اور وہ بڑی تیزی سے مرنے لگے اشدود کے لوگوں نے جب یہ حال دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بنی اسرائیل کے خدا کا جو صندق ہمارے شہر میں موجود ہے اس کی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

وجہ سے ان کے خدا کا عذاب ہم پر نازل ہو رہا ہے اور اسی عذاب سے ہمارا دیوتا دجون گرا اور اس کے اعضا۔ ٹوٹ گئے۔

اس صورتحال کے بعد فلسطیوں کے بادشاہ معوک نے اپنے سارے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے صلاح مشورہ کیا کہ بنی اسرائیل کے خدا کا جو صندوق ہے اس کا کیا کریں تب سارے سرداروں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ تجویز پیش کی کہ بنی اسرائیل کے خدا کا صندوق اپنے دوسرے شہر جات پہنچا دیا جائے۔

فلسطیوں کے بادشاہ معوک نے اس تجویز کو پسند کیا سو اسرائیل کے اس تابوت سکینہ کو اشدود شہر سے جات کی طرف لے جایا گیا جونہی تابوت سکینہ جات شہر پہنچا تو ایسا ہوا کہ جات شہر میں بھی خداوند کا عذاب نازل ہونا شروع ہوا وہاں بھی لوگوں کے گلٹیاں نکلنی شروع ہوئیں اور ان کے اندر موت کا رقص برپا ہو گیا اس طرح اشدود کی طرح جات شہر میں بھی لوگوں کے اندر ایک ہلچل برپا ہو گئی تھی اس لئے کہ اس شہر میں بھی لوگوں کے گلٹیاں نکلنی شروع ہوئیں اور وہ ہلاک ہونے لگے تھے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے معوک کے حکم پر تابوت سکینہ کو جات شہر سے عقرون شہر کی طرف بھیج دیا گیا تھا۔

جونہی تابوت سکینہ فلسطیوں کے تیسرے شہر عقرون پہنچا تو عقرون کے لوگ چیخنے چلانے لگے اور کہنے لگے کہ اسرائیل کے خداوند کا صندوق ہم میں اس لئے لایا گیا ہے کہ ہمیں اور ہمارے لوگوں کو ہلاک کروا دیا جائے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے معوک نے ایک بار پھر اپنے سرداروں کا اجلاس طلب کیا اور اس صندوق سے متعلق صلاح مشورہ کیا جس کے بعد یہ تجویز پیش کی گئی کہ اگر فلسطیوں کی سلامتی اور ان میں امن درکار ہے تو خداوند کے صندوق کو بنی اسرائیل کیطرف واپس بھیج دینا چاہیئے۔

صلاح مشورہ کے بعد فلسطیوں کے بادشاہ معوک نے بڑے پجاری اخیم کی سربراہی میں اپنی سلطنت کے سارے پجاریوں نجومیوں اور ستارہ شناسوں کو جمع کیا۔ ان سے سوال کیا کہ بنی اسرائیل کے اس تابوت سکینہ سے متعلق انہیں کیا فیصلہ کرنا چاہیئے سارے پجاریوں نجومیوں ستارہ شناسوں اور کاہنوں نے مل بیٹھ کے آپس میں صلاح مشورہ کیا اسکے بعد معوک کے سامنے یہ تجویز پیش کی گئی کہ تابوت سکینہ کو ضرور بنی اسرائیل میں واپس بھیج دینا چاہیئے لیکن اسے خالی نہیں بھیجنا چاہیئے بلکہ جرم کی قربانی اس کے ساتھ ضرور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بھیجی جائے تاکہ فلسطی خداوند کے عذاب سے شفا پائیں اس طرح فلسطی خداوند کے عذاب سے بچ نکلیں گے اس پر معوک نے ان سارے کاہنوں نجومیوں ستارہ شناسوں کے علاوہ پجاریوں کو بھی مخاطب کر کے پوچھا وہ جرم کی قربانی جو ہم تابوت سکینہ کے ساتھ بنی اسرائیل کی طرف بجوائیں کیا ہونی چاہیئے جواب میں ان کاہنوں، نجومیوں اور ستارہ شناسوں نے پھر مشورہ کرنے کے بعد بادشاہ کے سامنے تجویز پیش کی۔

انہوں نے جواب دیا کہ سب سے پہلے فلسطیوں کے بڑے بڑے سرداروں کی گنتی کی جائے جس قدر وہ سردار ہوں ان کے شمار کے مطابق سونے کی پانچ پانچ گلٹیاں اور سونے ہی کی پانچ پانچ چوہیاں بنا کے اس تابوت سکینہ کے ساتھ روانہ کر دی جائیں۔ کیونکہ تم سب اور تمہارے سردار دونوں ایک ہی آزار میں مبتلا ہوئے تو تم اپنی گلٹیوں کی مورتیں اور ان چوہوں کی مورتیں جو ملک کو خراب کرتی ہیں بناؤ اور اسرائیل کے خدا کی قدردانی کرتے ہوئے تابوت سکینہ کو واپس بھیج دو۔

شاید یوں وہ ہم لوگوں کے سروں سے اس کے عذاب کا ہاتھ ہلکا ہو اور عذاب ختم ہو۔ نجومیوں نے بادشاہ کو یہ بھی مشورہ دیا کہ اے بادشاہ تم اپنے دل کو بنی اسرائیل سے متعلق سخت کرتے ہو جیسے مصریوں نے اور فرعون نے اپنے دل کو سخت کیا تھا جب اس نے ان کے درمیان عجیب کام کیے تو کیا انہوں نے لوگوں کو جانے نہ دیا اور کیا وہ چلے نہ گئے۔

لہٰذا ہمارا مشورہ یہ ہے کہ فلسطیوں کی سلامتی کے لیے تم ایک نئی گاڑی بناؤ اور دودھ دینے والی گائیں جن کے جوا نہ لگا ہو اس گاڑی میں جوتو اور ان گایوں کے بچوں کو گھر لوٹا دو اور خداوند کا صندوق لے کر اس گاڑی پر رکھو اور سونے کی چیزوں کو جن کو تم جرم کی قربانی کے طور پر ساتھ رکھو گے ایک صندوق میں کر کے اس کے پہلو میں رکھ دو اور اسے روانہ کر دو۔

اور یہ کہ صندوق پر نگاہ رکھی جائے اگر وہ گائیں اس صندوق کو اپنی سرحد کے راستے بیت شمس کو لے جائیں تو یہ سمجھ لیا جائے کہ ہم پر جو مرگ کا عذاب نازل ہوا یہ بنی اسرائیل کے خداوند کی طرف سے تھا اور اگر ایسا نہ ہو تو ہم جان لیں گے کہ بنی اسرائیل کے خدا کا عذاب ہم پر نہیں تھا بلکہ یہ حادثہ جو ہم پر نازل ہوا محض ایک اتفاق تھا۔

معوک نے جیسا کاہنوں اور نجومیوں نے مشورہ دیا تھا ویسا ہی کیا دو دودھ دینے والی گائیں لے کر ان کو ایک نئی گاڑی میں جوتا اور ان کے بچوں کو گھر میں بند کر دیا اور خداوند کا صندوق اور سونے کی گلٹیوں اور چوہیوں کی مورتیوں کو ایک علیحدہ صندوق میں گاڑی کے اندر رکھا گیا۔ پھر ان گایوں کو ہانک دیا اور لوگوں نے دیکھا ان گایوں نے سیدھا بیت شمس کا راستہ لیا تھا۔

گاڑی جتی میں ہوئی گائیں سڑک ہی سڑک پر ڈکارتی ہوئی دائیں بائیں ہاتھ مڑے بغیر بیت شمس کی سرحد تک پہنچ گئیں جس وقت دونوں گائیں تابوت سکینہ کی گاڑی لے کر بیت شمس کی طرف گئیں تو بیت شمس کے لوگ اس وقت اپنی وادیوں میں گیہوں کی فصل کاٹ رہے تھے انہوں نے جو آنکھیں اٹھائیں تو اس گاڑی میں صندوق کو دیکھا اور دیکھتے ہی خوش ہو گئے اور گاڑی ایک ایسی جگہ بیت شمس کے قریب آ کے کھڑی ہوئی تھی جہاں ایک بہت بڑا پتھر تھا سو بنی اسرائیل نے گاڑی سے گایوں کو علیحدہ کیا ان گایوں کو سوختنی قربانی کے طور پر خداوند کے حضور گزار دیا پھر بنی لاوی نے خداوند کے صندوق اور اس صندوقچہ کو جو اس کے ساتھ تھا جس میں سونے کی چیزیں تھیں نیچے اتارا اور ان دونوں چیزوں کو اس بڑے پتھر پر رکھا جو بیت شمس کے قریب تھا اور جس کے قریب آ کر گاڑی کھینچنے والی گائیں رک گئی تھیں۔

ایسا کرنے کے بعد بیت شمس کے لوگوں نے قریت یعریم کے لوگوں کو پیغام بجوایا کہ دو گائیں ایک گاڑی کو کھینچتی ہوئی خداوند کے صندوق کو خود ان کے پاس لے آئی ہیں چنانچہ بیت یعریم کے لوگ آئے اور خداوند کے صندوق کو اور ساتھ جو سونے کا صندوق تھا اسے لے کر قریت یعریم کے ایک شخص ابینداب کے گھر میں جو ایک ٹیلے کے پاس تھا لے گئے۔ خداوند کے صندوق کو وہاں رکھا گیا اور ابینداب کے بیٹے کو نام جس کا الیعزر تھا خداوند کے اس صندوق کی نگہبانی پر مقرر کیا گیا۔

جب یہ خبر خداوند کے نبی سیموئیل کو پہنچی تو وہ وہاں آئے اور بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہنے لگے اے بنی اسرائیل یہ جو تم سے تابوت سکینہ چھن گیا تھا یہ اس وجہ سے تھا کہ تم نے خداوند کو چھوڑ کر سامیوں کے انداز میں بعل دیوتا اور عشتار دیوی کی پوجا پاٹ شروع کر دی تھی سو میری مانو اگر تم خداوند کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو بعل اور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

عشتار کو ترک کر دو اور فقط خداوند کی عبادت کرنے لگو۔ بنی اسرائیل نے وعدہ کیا کہ وہ بعل دیوتا اور عشتار دیوی کی پوجا پاٹ نہیں کریں گے بلکہ صرف ایک خداوند قدوس کی عبادت کریں گے جو موسیٰ کی سربراہی میں بنی اسرائیل کو باحفاظت مصر سے فلسطین لایا۔

بنی اسرائیل کے اس جواب سے اللہ کے نبی سیموئیل بہت خوش ہوئے اور بنی اسرائیل سے کہا کہ وہ ایک وقت مقررہ پر مصفاہ کے مقام پر جمع ہوں اور وہ ان کے حق میں دعا کریں گے چنانچہ بنی اسرائیل بڑے خوش ہوئے اور وہ وقت مقررہ پر مصفاہ کے مقام پر جمع ہوئے اور اپنی روایات کے مطابق پانی بھر کر خداوند کے آگے انڈیلا اور اس دن روزہ رکھا۔ اور خداوند کے حضور گڑگڑاتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم نے خداوند کے حضور گناہ کیا تھا سو ہم اس سے تائب ہوتے ہیں اس وقت سیموئیل کے کہنے پر بنی اسرائیل مصفاہ میں جمع ہوئے تھے اور سیموئیل انہیں وعظ دے رہے تھے تب فلسطیوں نے اپنے جنگجو اور تیغ زن زربائیل کی سربراہی میں بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا تھا فلسطیوں کے بادشاہ معوک کو خبر ہو گئی تھی کہ بنی اسرائیل کے جنگجو سارے دوسرے لوگ اپنے نبی سیموئیل کے کہنے پر مصفاہ میں جمع ہیں لہذا اس نے ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل پر حملہ کرے اور ان کے مزید علاقے ان سے چھین لے حالانکہ وہ اس سے پہلے بنی اسرائیل کے شہر عقرون اور جات پر قبضہ کر چکا تھا۔

جب بنی اسرائیل نے یہ سنا کہ فلسطیوں کے بادشاہ معوک نے اپنے ایک نامور جرنیل زربائیل کو ایک لشکر دے کے بنی اسرائیل کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا ہے تو بنی اسرائیل پر فلسطیوں کی طرف سے ایک خوف اور ڈر چھا گیا اس موقع پر مصفاہ میں جمع سارے بنی اسرائیل نے خداوند کے نبی سیموئیل سے گذارش کی کہ وہ خداوند کے حضور بنی اسرائیل کی فتح اور کامیابی کے لئے دعا کرے۔

یوں بنی اسرائیل نے اللہ کے نبی سیموئیل کو مصفاہ ہی میں چھوڑا ور خود اپنا لشکر تیار کر کے وہ فلسطیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھے بنی اسرائیل کی روانگی کے بعد اللہ کے نبی سیموئیل نے ایک دودھ پیتا برا منگوایا اور اسے سوختنی قربانی کے طور پر خداوند کے حضور گذارا قربانی کے بعد اللہ کے نبی سیموئیل خداوند کے حضور گڑگڑاتے ہوئے بنی اسرائیل کے لئے فتح مندی کی دعا مانگنے لگے تھے۔

گذشتہ جنگوں کی طرح ابن عزر کے قریب ہی دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرائے زربائیل کو چونکہ اس کے بادشاہ معوک نے پہلی بار بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کے لئے کسی لشکر کا سالار اعلیٰ بنایا تھا لہذا وہ بہت خوش تھا فخر اور گھمنڈ بھی محسوس کر رہا تھا کہ سب کو نظر انداز کرتے ہوئے معوک نے اس لشکر کا سپہ سالار اسے بنایا ہے جس نے بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونا تھا۔ اسی خوشی اس تفاخر و گھمنڈ میں زربائیل اپنے لشکر کے ساتھ عہد رفتہ کے خونی حادثے، ذہن ہی ذہن سوچ ہی سوچ میں سارے سمندر پاٹ دینے اور سب رشتے کاٹ دینے والے لمحوں کے ہجوم کی طرح وہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو گیا تھا دوسری جانب تابوت سکینہ کے واپس آجانے اور پھر ان کے حق میں سیموئیل نبی کی دعاؤں کے باعث ان کے حوصلے بلند تر تھے لہذا زربائیل کے حملے کے بعد انہوں نے جوابی حملہ کیا اور وہ جلد ہی میدان جنگ میں پت جھڑ کے سنگین موسم، عکسوں، خوابوں، سایوں اور افسانوں میں قہر مانیت اختیار کر جانے والے بگولوں عمروں کو تھکا دینے اور بام و در کو بند کر دینے والے طوفانوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے دونوں لشکروں میں کافی دیر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی بالآخر زربائیل کو بنی اسرائیل کے ہاتھوں شکست ہوئی۔ اس شکست کے بعد اس قدر تندی تیزی اور خوفناکی سے بنی اسرائیل نے فلسطیوں کا تعاقب کیا کہ وہ دور تک زربائیل کے لشکر کو مارتے کاٹتے چلے گئے تھے اس طرح عقرون اور جات شہر جو کبھی بنی اسرائیل کے تھے اور ماضی میں فلسطیوں نے ان پر قبضہ کر لیا تھا وہ بنی اسرائیل نے فلسطیوں سے واپس لے لئے تھے اور دوبارہ وہ ان پر قابض ہو گئے تھے یہ بنی اسرائیل کے ہاتھوں فلسطیوں کی بدترین شکست تھی۔

اس فتح کے بعد بنی اسرائیل کے بزرگوں کا ایک گروہ رامہ میں اللہ کے نبی سیموئیل کی خدمت میں حاضر ہوا اور سیموئیل اب بوڑھے ہو چکے تھے اور صرف تین مقامات پر وہ وعظ اور عدالت کرتے تھے ایک بیت ایل دوسرا جلجال اور تیسرا مصفاہ اس کے بعد اپنے گھر لوٹ آتے تھے جو رامہ میں تھا۔ رامہ میں بھی اللہ کے نبی سیموئیل وعظ و نصیحت کے علاوہ عدالت کیا کرتے تھے بوڑھا ہو جانے کے باعث انہوں نے اپنے دو بیٹوں یوئیل اور ابیہ کو بنی اسرائیل کا قاضی مقرر کیا اور یہ دونوں اپنے باپ سیموئیل کی طرف سے بیرسبع میں قاضی تھے پر اللہ کے نبی سیموئیل کے دونوں بیٹے خداوند کی راہ پر نہ چلتے تھے بلکہ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

وہ نفع کے لالچ میں رشوت لیتے تھے اور عدل وانصاف کا خون کرتے تھے۔

بنی اسرائیل کا جو گروہ اللہ کے نبی سیموئیل کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے سیموئیل سے گذارش کی کہ آپ تو بوڑھے اور ضعیف ہو چکے ہیں اور آپ کے دونوں بیٹے آپ کی راہ پر نہیں چلتے لہٰذا آپ کسی کو ہمارا بادشاہ مقرر کردیں جو دوسری قوموں کی طرح ہماری عدالت ہماری راہنمائی کرے۔

بنی اسرائیل کی اس فرمائش پر اللہ کے نبی سیموئیل نے اپنے خداوند سے دعا کی اور خداوند کی طرف سے سیموئیل کو جواب ملا کہ جو کچھ یہ لوگ تجھ سے کہتے ہیں تو اس کو مان کیونکہ انہوں نے تیری نہیں بلکہ میری حقارت کی ہے کہ میں ان کا بادشاہ نہ رہوں لہٰذا وہ کسی اور کو اپنے لئے بادشاہ مانگتے ہیں ایسے کام وہ اس دن سے کرتے چلے آرہے ہیں جب سے ان کے خداوند نے انہیں مصر سے نکالا اور یہی کام آج تک کرتے آئے ہیں یہ خداوند کو ترک کرکے اور معبودوں کی پرستش کرتے رہے ہیں اور ایسا ہی وہ اب بھی کرنا چاہتے ہیں سو تو ان کی بات مان تو بھی ان کو بتادے کہ جو بادشاہ ان پر سلطنت کرے گا اس کا طریقہ کیسا ہوگا۔

خداوند کی طرف سے یہ احکامات ملنے کے بعد بنی اسرائیل کا جو گروہ سیموئیل کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اسے مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگے۔

جو بادشاہ تم پر سلطنت کرے گا اس کا طریقہ ہوگا کہ وہ تمہارے بیٹوں کو لے کر اپنے رتھوں کے لئے اور اپنے رسالہ میں نوکر رکھے گا اور وہ اس کے رتھوں کے آگے آگے دوڑیں گے اور وہ ان کو ہزار ہزار کے سردار اور پچاس پچاس کے سالار بنائے گا اور بعض سے ہل جتوائے گا اور فصل کٹوائے گا اور اپنے لئے جنگ کے ہتھیار اور اپنے رتھوں کے لئے ساز بنوائے گا تمہارے کھیتوں تمہارے تاکستانوں اور تمہارے زیتون کے باغوں کو جو اچھے سے اچھے ہوں گے لے کر اپنے خدمتگاروں کو عطا کریگا تمہارے کھیتوں اور تاکستانوں کا دسواں حصہ لے کر اپنے فوجوں اور خادموں کو دے گا۔

اور تمہارے نوکروں چاکروں اور خدام اور لونڈیوں اور تمہارے شکیل جوانوں اور تمہارے لوگوں کو لے کر اپنے کام میں لگائے گا اور وہ تمہاری بھیڑ بکریوں کا بھی دسواں حصہ وصول کرے گا۔ سو تم اس کے غلام بن جاؤ گے اور تم اس دن اس بادشاہ کے

خلاف جسے تم نے اپنے لئے چنا ہوگا فریاد کرو گے پر اس دن خداوند تم کو جواب نہ دے گا نبی سیموئیل کے اس قدر سمجھانے کے باوجود بنی اسرائیل کے اس گروہ نے سیموئیل کی بات سنی ان سنی کردی اور کہنے لگے ہم تو بادشاہ چاہتے ہیں جو ہمارے اوپر ہو تاکہ ہم بھی اور سب قوموں کی مانند ہوں اور ہمارا بادشاہ ہماری عدالت کرے اور ہمارے آگے آگے چلے اور ہماری طرف سے لڑائی کرے۔

بنی اسرائیل کے اس گروہ کی ان باتوں کے جواب میں اللہ کے نبی سیموئیل کو پھر خداوند کی طرف سے احکام ملے جس کے تحت انہوں نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم سب اپنے اپنے شہروں، قصبوں اور بستیوں کو چلے جاؤ عنقریب جب خداوند کی طرف سے کسی شخص کا انتخاب کردیا جائے گا جو تمہارے لئے بادشاہ مقرر ہوگا پھر میں تمہیں اس شخص کی نشاندہی کردوں گا جو تمہارے لئے بادشاہ مقرر ہوگا بس وہی تم پر حکمرانی کرے گا سیموئیل نبی کا یہ جواب سن کر بنی اسرائیل کا وہ گروہ مطمئن ہوگیا اور واپس اپنے اپنے گھروں کو چلا گیا تھا۔

خانہ بدوش قبیلہ کا سردار عاموس ایک روز اپنے ریوڑوں کا جائزہ لینے کے بعد جب سورج غروب ہونے کے ساتھ اپنے خیمہ میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا خیمہ کے اندر اس کی بیٹی عرفہ مشعلیں روشن کررہی تھی جونہی عاموس اندر آیا عرفہ نے اپنے باپ کو مخاطب کرکے پوچھا میرے باپ آپ نے ریوڑ سے کہلا بھیجا تھا کہ ایک مہمان آنے والا ہے اس کے لئے کھانا تیار رکھے بس میں نے اپنے لئے آپ کے لئے اور آنیوالے مہمان کے لئے کھانا تیار کررکھا ہے۔ پر آپ نے یہ واضح نہیں کیا کہ ہمارے گھر آنے والا مہمان کون ہے نہ اس سے پہلے کبھی آپ نے مجھ سے ذکر کیا۔

عرفہ کی اس گفتگو سے عاموس کے چہرے پر دھیما دھیما سا تبسم پھیلا تھا پھر وہ خیمہ میں ایک نشست پر بیٹھے ہوئے بول پڑا۔

عرفہ میری بیٹی یہاں میرے پاس آکے بیٹھ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ آج ہمارے خیمہ میں کون مہمان آنے والا ہے پر میں تم پر واضح کروں کہ اب وہ مہمان مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے یوں جانو وہ میری جان میری زندگی جیسا عزیز ہے عاموس کی اس گفتگو سے عرفہ کے چہرے پر عجیب سا تجسس پھیلا تھا۔ پھر وہ اپنے باپ کے پاس بیٹھ گئی اور کہنے لگی اے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

میرے باپ آج تک آپ نے مجھ سے کچھ نہیں چھپایا پر اس مہمان سے متعلق آپ مجھے تفصیل بتاتے ہوئے کیوں پہلو تہی کر رہے ہیں بتائیں وہ کون ہے اس پر عاموس پھر بول پڑا۔

دیکھ بیٹی اس مہمان کے آنے سے پہلے پہلے میں تم سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں ان باتوں کا جواب مجھے اثبات میں ملا تو یوں جانو کہ آنے والے اس مہمان کی قدر و قیمت کا کوئی اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا اور اگر میری ان باتوں کا جواب مجھے نفی میں ملا تو پھر میں یوں جانو پہلے کی نسبت آنے والے مہمان کی قدر کم ہو جائے گی پر مجھے امید ہے میری بیٹی میری بچی تیری طرف سے مجھے نفی میں جواب نہیں ملے گا اس لئے کہ میں گذشتہ کئی دنوں سے تمہارا بڑی گہری نگاہ سے جائزہ لیتا رہا ہوں لہذا مجھے تمہاری طرف سے مثبت جواب ملنے کی ہی امید ہے دیکھ میری بیٹی جو کچھ میں پوچھنا چاہتا ہوں اس کا ٹھیک اور سچائی پر مبنی جواب دینا اور یہ سوچ کر جواب دینا کہ تیرا باپ بھی میں تیری ماں بھی میں ہوں میں نے تجھے باپ اور ماں دونوں کی حیثیت سے پالا ہے اور تو مجھے میری بیٹی میری بچی دنیا میں سب سے زیادہ عزیز اور پیاری ہے لہذا تیرا فیصلہ میرے لئے قیمتی دستاویزات کی مانند ہو گا۔

عاموس کی اس گفتگو سے کسی حد تک عرفہ پریشان اور کشمکش میں مبتلا ہو کر رہ گئی تھی۔ اس موقع پر وہ اپنے باپ کی طرف دیکھ کر کچھ پوچھنا ہی چاہتی تھی کہ اس باپ عاموس پھر بول پڑا۔

دیکھ عرفہ میری بیٹی اگر میں تم سے یہ پوچھوں کہ کیا تو شارون بن علبون میں دلچسپی لیتی ہے اسے پسند کرتی ہے اور اور میں تجھے اس سے بیاہ دوں تو اس میں تیری خوشیاں تیرا سکون پنہاں ہے دیکھ بیٹی کوئی چیز چھپانا مت۔ ہچکچانا بھی نہیں جو کچھ تیرے دل میں ہے کھل کے صاف صاف اور واضح الفاظ میں کہہ تاکہ میرا دل تم دونوں کی طرف سے آئینہ کی طرح صاف ہو۔

عاموس کے اس سوال پر عرفہ کی گردن کافی دیر تک جھکی رہی جبکہ خود عاموس بڑے شوق سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر آہستہ آہستہ عرفہ نے اپنی گردن تھوڑی سی سیدھی کی اس کے بعد خیمہ میں اس کی دھیمی اور رازدارانہ سی آواز بلند ہوئی۔

اے میرے باپ اگر آپ نے یہ سوال کر ہی لیا ہے تو میں اس کا جواب صاف

اور واضح دوں گی اے میرے باپ جو کچھ میں آج تک آپ سے چھپاتی رہی وہ سب کچھ ظاہر کر دوں گی اے میرے باپ جس روز میں نے شارون بن علبون کو اشدود شہر کی طرف آتے ہوئے راستے میں دیکھا تھا اس روز ہی اس کی شخصیت کے حوالے سے میں جانے انجانے سنگم پر کھڑی ہو گئی تھی گو راستے میں ہمیں ملنے کے بعد وہ بنیامین کے قبیلہ میں اپنے کسی جاننے والے کے پاس چلا گیا تھا اور میں اشدود شہر کی طرف آ رہی تھی لیکن یہاں آنے کے بعد میرا دل یہ پکار پکار کے مجھ سے پوچھتا تھا کہ وہ شخص کب اشدود شہر آئے گا اس وقت میں نے اپنے دل کی اس پکار کو کوئی اہمیت نہ دی تھی آخر آہستہ آہستہ میرے دل کی یہی تڑپ شہد کے چھتے کی طرح پھیلتی چلی گئی اور یہی تڑپ اے میرے باپ میری روح کے لئے پیار اور محبت کی بشارت بنتی چلی گئی اے میرے باپ میں یہ کہتے ہوئے عار محسوس نہیں کرتی کہ میں اس شارون بن علبون کو چاہتی ہوں اس کی محبت اگر میرے لئے زہر بھی ہو تو میں اس زہر کو بھی شہد لگا کر ہونٹوں کے مستور ارادوں کی طرح پی لوں۔ اے میرے باپ اگر وہ مجھ سے روٹھا ہوا بھی ہو تو میں اس کی ذات کے حوالے سے محبت کے اس مقام پر ہوں کہ اپنی عمر کی ساری خوشیاں اس کے شفاف قدموں میں ڈھیر کر دوں۔

اے میرے باپ۔ اب میں محسوس کرتی ہوں جیسے یہ شارون بن علبون میرے دل میں صدیوں پرانا ان دیکھا خواب ہو یا میری نیندوں کی گزرگاہوں میں جاگتے لفظوں کی کوئی پرانی بے نام کہانی ہو۔ اے میرے باپ آج تک میں دل میں محفوظ حیا کا صحرا پاٹ کر اور اپنی آنکھوں میں شرم کا جنگل عبور کر کے کبھی بھی اس کے سامنے اپنی محبت کا اظہار نہ کر سکی نہ ہی یہ بات میں آپ سے کہہ سکی بس میں اندر ہی اندر لاعلمی کی چادر اوڑھے درد کی ڈوری کا آخری سرا پکڑے اجنبیت کی اندھی گھپاؤں میں پڑی رہی۔

اے میرے باپ۔ جس طرح سورج کی کرنیں شہروں کے میناروں سے پھسل کر گنبدوں محرابوں میں اتر جاتی ہیں ایسے ہی شارون بن علبون کی محبت میرے دل میں اتر چکی ہے اے میرے باپ جس طرح پو پھٹتے دم شور مچاتی چڑیوں کی آوازیں انسانی سماعتوں میں اور سفید بگلوں کے لبوں پر لگتے حمد کے بول بادلوں کے گلنار بدن میں کھب جاتے ہیں ایسے ہی شارون بن علبون کی محبت بھی ان گنت دعاؤں کی پر اثر آگہی کی طرح میری روح میں اتر چکی ہے اے میرے باپ یہ شارون بن علبون اب میرے ہونٹوں کا نطق میرے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تخیل کی فسوں کاری میری سوچوں میرے احساسات میرے جذبوں کے ان کچے لفظوں کی طرح میرے باطن میں اتر چکا ہے اے میرے باپ شارون بن علبون کے بغیر میری حالت برگد تلے بیٹھ کر روتی تیرگی، اندھی گلیوں میں سسکتے کالے ننگے اندھیروں اور پرانے زرد اندھیروں کی اجڑی شب جیسی ہو کے رہ جائے گی اس سے جدائی اس سے دوری اس سے فراق مجھے کرب خیز راستوں اور اداسی کے روتے ساحلوں جیسا بنا کے رکھ دیں گے۔ اے میرے باپ۔ جو کچھ آپ نے پوچھا تھا وہ میں نے اپنے دل سے اٹھنے والے الفاظ سے کام لیتے ہوئے آپ سے کہہ دیا ہے اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے چاہیں تو مجھے اندھیرے کی گھاؤں میں پھینک دیں چاہے شفق روشنی میں پیار اور محبت کے ساتھ بٹھا دیں۔

عرفہ کے اس جواب پر اس کا باپ عاموس اتنا خوش ہوا کہ تھوڑی دیر تک وہ اپنی اس خوشی سے لطف اندوز ہوتے ہوئے چپ اور خاموش رہا اس کے بعد اس نے عرفہ کی طرف دیکھا۔

عرفہ میری بیٹی قسم خدائے واحد ولاشریک کی قسم اس خداوند کی جس نے ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا میں تم سے ایسے ہی جواب کی توقع رکھتا تھا۔ دیکھ بیٹی میں نے شارون بن علبون کو اسی سلسلہ میں بلایا ہے لیکن اس کی آمد سے پہلے میں تجھ سے بات کر لینا چاہتا تھا گو گذشتہ کئی ماہ سے شارون بن علبون کا ہمارے ہاں آنا جانا ہے اور تیرے ساتھ اس کا اٹھنا بیٹھنا ہے اس کیساتھ گفتگو کا انداز اس کے ساتھ تیری ذات کے لگاؤ سے میں پوری طرح یہ جان اور سمجھ گیا تھا کہ تو اسے چاہتی ہے اس سے محبت کرتی ہے اس کے باوجود میری بیٹی میں یہ ساری باتیں تیری زبان سے سننا چاہتا تھا اور تم سے جواب سننے کے بعد ہی اس سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے میں شارون بن علبون سے بات کرنا چاہتا تھا دیکھ میری بیٹی تو نے مجھے ایسا جواب دے کر خوش کر دیا ہے اب تھوڑی دیر تک شارون آنے والا ہے پھر میں اس سے اس سلسلہ میں بات کروں گا دیکھ میری بیٹی اس گفتگو کے دوران تو نے کہیں جانا نہیں یہیں میرے پاس ہی بیٹھنا یہ جو میں نے تمہیں ایک مہمان کا کھانا تیار کرنے کے لئے کہلوایا تھا تو وہ میں نے شارون بن علبون ہی کے لئے کہا تھا۔

اپنے باپ کی اس گفتگو کا عرفہ جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ خاموش رہی اس لئے کہ عین اسی وقت رات کی پھیلی تاریکی میں ان کے خیمہ کے دروازے پر شارون بن علبون

نمودار ہوا اور کھنگارتے ہوئے اندر آنے کی اجازت طلب کی اسے دیکھتے ہی عرفہ اور اس کا باپ عاموس دونوں کھڑے ہو گئے تھے پھر عاموس دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا دیکھ میرے بیٹے میرے بچے تمہیں یوں اجنبیوں کی طرح دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت نہیں طلب کرنی چاہئیے۔ اب تو جس قدر میرے لئے شناسا اور جانا پہچانا ہے ویسے ہی تو میری بیٹی عرفہ کے لئے بھی ہے اس کے ساتھ ہی عاموس آگے بڑھا شارون بن علبون کا ہاتھ پکڑ کر وہ خیمہ میں لایا اور خیمہ میں لگی نشستوں پر وہ بیٹھ گئے تھے تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد شارون بن علبون کو مخاطب کرتے ہوئے عاموس بول پڑا۔

دیکھ شارون میرے بیٹے میرے بچے یوں تو تو کبھی کبھار ہمارے خیمہ میں آتا ہی رہا ہے اور تیرے ساتھ مختلف موضوعات پر گفتگو بھی ہوتی رہی ہے لیکن آج میں نے ایک خاص مقصد کے تحت تمہیں بلایا ہے دیکھ میرے بیٹے جس مقصد کے تحت میں نے تمہیں بلایا ہے یوں جانو میری زندگی اور موت پر وہ مقصد حائل ہے۔ دیکھ میرے بیٹے میں لمبی چوڑی تمہید نہیں باندھوں گا براہ راست تم سے گفتگو کروں گا دیکھ میرے بچے اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میری بیٹی عرفہ تمہیں چاہتی ہے تمہیں پسند کرتی ہے تو پھر تمہارا کیا جواب ہو گا۔

عاموس کے اس سوال پر ایک طرح سے چونکتے ہوئے شارون بن علبون نے اس کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ اٹھا۔

عاموس میرے محترم بزرگ! آپ کی بیٹی عرفہ حسین وجمیل ان لڑکیوں میں سے ایک ہے جو اپنے حسن اپنی شادابی اپنی خوبصورت اداؤں سے آنسوؤں کو شبنم، خواب میں دم گھٹنے کی کیفیت کو دھنک رنگوں، ملاقات کی طلب کو مہربان لفظوں، چھونے کی خواہش کو فطرت کے بھرپور عمل اور ہونٹوں کی نیم وگلابی قوسوں سے سنگین لمحوں کو پھولوں بھری ساعتوں میں تبدیل کر دیتی ہے ایسی بہت کم لڑکیاں ہوتی ہیں جن کا حسن گہرے نیلے آسمان پر دودھیا بادلوں جیسا منزہ اور مقدس ہوتا ہے اور جو اپنے حسن اپنی سیرت سے اپنے چاہنے والوں کے لئے بھیگی رات میں ہواؤں کی خنکی جیسی آسودہ ہرے جنگل کی مستی جیسی شاداب، راہوں میں تاروں کی دھنک جیسی پرکشش اور پھولوں کی بھرپور، مہک جیسی جاذب نظر ہو کے رہتی ہیں۔ عاموس میرے بزرگ اگر عرفہ مجھے پسند

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کرتی ہے تو میں بلا جھجک کہوں گا کہ یہ میری خوش قسمتی ہے میری خوش بختی ہے۔ ایسی لڑکیاں جس کی عمر کا ساتھی بنتی ہیں اس کی ساری زندگی کو آسودگی اور خوشی کے گلستانوں اور نکستانوں میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اگر آپ عرفہ کو میری زندگی کا ساتھی بنانا چاہتے ہیں تو میں اسے اپنے رفیقہ کی حیثیت سے قبول کرتے ہوئے خوشی محسوس کروں گا۔

شارون بن علبون کا یہ جواب سن کر ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں عاموس کچھ سوچتا رہا پھر اس نے بڑے پیار سے شارون بن علبون کی طرف دیکھتے ہوئے بولنا شروع کیا۔

دیکھ شارون بن علبون تمہاری آمد سے پہلے اس سلسلہ میں میں اپنی بچی عرفہ سے ہی بات کر رہا تھا وہ تمہیں چاہتی ہے تمہیں پسند کرتی ہے اور اس بات میں خوشی محسوس کرتی ہے کہ تمہیں اس کی زندگی کا ساتھی بنایا جائے دیکھ بیٹے میں تمہارا جواب بھی سن چکا ہوں اب میں چاہتا ہوں کہ جس قدر جلد ممکن ہو میں تم دونوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دوں اب کہو تم اس کے لئے کب تک تیار ہو۔ اس پر بھرپور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شارون بن علبون کہنے لگا۔

اس سلسلہ میں میں کچھ نہیں کہوں گا جب بھی آپ اور عرفہ ایسا چاہیں گے اس لئے مجھے تیار پائیں گے جواب میں عاموس بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بیٹے اگر یہ بات ہے تو پھر کل میں تم دونوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دوں گا آؤ اب اسی خوشی میں تینوں بیٹھ کے کھانا کھاتے ہیں پھر عاموس نے اپنی بیٹی عرفہ کی طرف دیکھا عرفہ میری بیٹی جاؤ کھانا لگاؤ بیٹھ کے کھائیں۔ عرفہ جو بے حد خوش دکھائی دے رہی تھی بھاگتے ہوئے ادھر ادھر سے چیزیں اٹھا کر ان دونوں کے سامنے رکھنے لگی تھی پھر وہ خود بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئی اور اچھی اچھی چیزیں وہ چور نگاہوں سے اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے شارون بن علبون کی طرف سرکاتی جا رہی تھی۔

کھانا کھانے کے بعد شارون بن علبون وہاں سے رخصت ہو گیا تھا۔ دوسرے روز جالوت اور اشدود شہر کے دیگر معززین کی موجودگی میں شارون بن علبون کی عرفہ سے شادی ہو گئی تھی عارضی طور پر شارون بن علبون نے خانہ بدوش قبیلہ میں ہی قیام کیا تھا اور اس کے لئے قیام کے لئے عاموس نے دونوں میاں بیوی کے ایک کافی بڑا اور خوبصورت خیمہ مہیا کر دیا تھا شارون بن علبون دن کا اکثر حصہ مقابلہ کے میدان میں سافط

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بن عدی کے ساتھ گزارتا تاہم رات وہ مرفد کے ساتھ خیمہ میں ہی بسر کرتا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

طالوت کا بوڑھا باپ قیس بن ابی ایل ایک روز گھبرایا ہوا سا گھر میں داخل ہوا اس وقت طالوت اپنے بیوی بچے اور بیٹوں کے ساتھ باہم گفتگو کر رہا تھا کہ اپنے باپ کو اس حالت میں دیکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ اس کا باپ قیس بن ابی ایل اس کے قریب آیا اور کہنے لگا طالوت میرے بیٹے ہمارے گدھے کہیں کھو گئے ہیں مل نہیں رہے دیکھ میرے بیٹے تو وقت ضائع کیے بغیر اپنے کسی خادم کو ساتھ لے اور گدھوں کی تلاش میں نکل جا ورنہ یہ ہمیشہ کے لئے ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے اور کوئی انہیں بیچ کھائے گا دیکھ میرے بیٹے وقت ضائع نہ کر۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اپنے باپ کے اس انکشاف پر طالوت فکر مند ہو گیا پھر اس نے اپنے ایک خادم کو ساتھ لیا اور اپنے گدھے ڈھونڈنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اس سے پہلے اپنے گدھوں کو اپنے قبیلے بن یامین میں دیکھا پر اسے وہ نہ ملے پھر وہ قبیلہ افرائیم کے کوہستانی سلسلہ میں گیا لیکن اسے گدھے وہاں بھی نہ ملے۔ جس وقت طالوت اپنے خادم کے ساتھ صوف کے مقام پر پہنچا تو طالوت نے اپنے خادم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

دیکھ ہم نے کافی جگہ اپنے گدھوں کو ڈھونڈا لیکن وہ ہمیں نہیں ملے میرے خیال میں اب ہمیں گھر لوٹ جانا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا باپ گدھوں کی فکر چھوڑ کر میری فکر کرنے لگے اس وقت وہ دونوں چونکہ اللہ کے نبی سیموئیل کے شہر رامہ کے قریب تھے لہٰذا اس کے خادم نے طالوت کو مخاطب کیا۔ دیکھو طالوت میرے محترم اس شہر میں اللہ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کا ایک نبی رہتا ہے جس کی بڑی عزت ہوتی ہے جو کچھ وہ کہتا ہے وہ پورا ہوتا ہے۔ ہم ایسا کیوں نہ کریں کہ اللہ کے اس نبی کے پاس جائیں اور اپنے گدھوں سے متعلق اس سے پوچھیں شاید وہ ہم کو بتادے کہ ہمارے گدھے کہاں ہیں۔

اپنے خادم کی اس تجویز پر طالوت نے کچھ سوچا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ اگر ہم وہاں چلیں تو اس شخص کے لئے کیا لیتے جائیں۔ روٹیاں جو ہمارے توشہ دان میں تھیں ختم ہو چکیں اور کوئی چیز ہمارے پاس ہے نہیں جو ہم اس مرد خدا کو تحفہ کے طور پر پیش کریں اب بتا ہمارے پاس ہے کیا۔ اس موقع پر اس خادم نے طالوت کو مخاطب کیا۔

دیکھو طالوت میرے پاس اس وقت پاؤ مثقال چاندی ہے اس کو میں ان کے اس نبی کو دوں گا تاکہ وہ ہمیں راستہ بتادے۔

اپنے خادم کے اس جواب پر طالوت خوش ہو گیا اور کہنے لگا تو نے کیا خوب کہا۔ اب ہم اللہ کے نبی کے پاس چلتے ہیں۔ یوں وہ اس شہر کو جہاں اللہ کے نبی سیموئیل رہتے تھے روانہ ہوئے۔

اور دیکھو ایسا ہوا کہ اس شہر کی طرف ٹیلے پر چڑھتے ہوئے انہیں راستے میں کئی جوان لڑکیاں ملیں جو پانی بھرنے جاتی تھیں ان دونوں نے ان لڑکیوں سے پوچھا کہ اللہ کے نبی جو یہاں ہیں وہ کہاں ملیں گے۔ انہوں نے انہیں جواب دیا ہاں وہ یہیں رہتے ہیں۔ دیکھو وہ تمہارے سامنے والی عمارت میں تمہیں ملیں گے۔ جلدی کرو کیونکہ وہ آج ہی اس شہر میں آئے ہیں وہ وعظ کرنے کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں۔ اور دیکھو آج کے دن اونچے مقام پر لوگوں کی طرف سے قربانی ہوتی ہے جونہی تم شہر میں داخل ہو گے وہ تم کو اونچے مقام پر ملیں گے جہاں قربانی کا انتظام ہوتا ہے اور وہیں وہ کھانا کھائیں گے۔ تم کھانا کھانے سے پہلے ان سے مل سکتے ہو۔

لڑکیوں کی راہنمائی میں وہ دونوں شہر کو چلے اور شہر میں داخل ہوتے ہی دیکھا کہ اللہ کے نبی سیموئیل سامنے کی طرف سے آرہے تھے اور شاید وہ اس بلند مقام کی طرف جارہے تھے جہاں قربانی کا اہتمام کیا تھا۔

پر دیکھو ایسا ہوا کہ خداوند قدوس نے طالوت کے آنے سے ایک روز پیشتر ہی اپنے نبی سیموئیل پر یہ ظاہر کر دیا تھا کہ کل اسی وقت خداوند کی طرف سے ایک شخص بن

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

یامین کے قبیلے سے تمہاری طرف آئے گا اور تو اسے مسح کرنا تا کہ وہ بنی اسرائیل کا پیشوا ہو اور وہ بنی اسرائیل کو فلسطیوں کے ہاتھوں سے بچائے گا کیونکہ اللہ نے بنی اسرائیل کی فریاد پر اسی طالوت نامی شخص کو ان پر بادشاہت کرنے کے لئے چنا ہے۔

اب طالوت اللہ کے نبی سیموئیل کے سامنے آیا تو خداوند کی طرف سے اللہ کے نبی سیموئیل کو پھر اشارہ ملا کہ یہی وہ شخص ہے جس کا ذکر تم سے کیا جا چکا ہے یہی وہ شخص ہے جو بنی اسرائیل پر حکومت کرے گا۔ اتنی دیر تک طالوت سیموئیل کے نزدیک پہنچ گیا تھا تو اس نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے اپنے گدھوں سے متعلق سوال کیا۔ اس پر سیموئیل نے طالوت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا دیکھ طالوت تو میرے ساتھ اس اونچے مقام کی طرف آ کیونکہ تم آج کے دن میرے ساتھ کھانا کھاؤ گے اور صبح کو میں تمہیں یہاں سے رخصت کروں گا اور جو کچھ تیرے دل میں ہے میں سب تجھے بتاؤں گا۔ اور تیرے گدھے جن کو کھوئے تین دن ہوئے ان کا خیال مت کر کیونکہ وہ مل گئے ہیں اس لئے کہ یہ ساری باتیں میرے رب نے مجھ پر ظاہر کی ہیں۔

دیکھ طالوت۔ بنی اسرائیل میں جو کچھ مرغوب خاطر ہے وہ اب تیرے اور تیرے باپ کے سارے گھرانوں کے لئے ہے اس گفتگو کے جواب میں طالوت کہنے لگا۔

اے اللہ کے نبی میں بن یامین کے سب سے چھوٹے قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں اور میرا گھرانہ بن یامین کے سب گھرانوں میں سے کمتر ہے سو آپ کس بنا پر مجھ سے ایسی گفتگو کرتے ہیں۔ اللہ کے نبی نے مسکراتے ہوئے کہا بس تو میرے ساتھ آ۔ میں تجھے بتاتا ہوں جواب میں اپنے خادم کے ہمراہ طالوت چپ چاپ اللہ کے نبی سیموئیل کے ساتھ ہو لیا تھا۔

طالوت اور اس کے خادم کو سیموئیل مہمان خانے میں لائے اور ان کو مہمانوں کے درمیان جو تیس کے لگ بھگ وہاں جمع تھے صدر جگہ پر بٹھایا اس کے بعد سیموئیل نے کھانا لانے کے لئے کہا۔ تو طالوت نے اس دن سیموئیل کے ساتھ کھانا کھایا اور جب وہ کھانے کے بعد اس اونچے مقام سے اتر کر شہر میں آئے تو اللہ کے نبی سیموئیل طالوت کو اپنے گھر لائے اور کافی دیر تک وہ اپنے گھر کی چھت پر طالوت سے گفتگو کرتے رہے۔ اگلے روز جب وہ اٹھے تو ایسا ہوا کہ جب دن چڑھنے لگا تو سیموئیل نے طالوت کو پھر

گھر کی چھت پر بلا کر اس سے کہا اٹھ کہ پھر میں تجھے رخصت کروں۔

طالوت اٹھا اور وہ اور سیموئیل دونوں باہر نکل گئے اور شہر کے سرے کے اتار پر چلتے چلتے سیموئیل نے طالوت سے کہا کہ اپنے خادم سے کہہ کہ ذرا وہ آگے نکل جائے پر تو ابھی میرے پاس ہی ٹھہر تا کہ میں تجھے وہ بات کہوں جو میرے خداوند نے مجھ سے کہی ہے جواب میں خادم آگے نکل گیا جبکہ طالوت اللہ کے نبی سیموئیل کے ہی پاس کھڑا رہا۔

پھر سیموئیل نے تیل کی کپی جوان کے پاس تھی طالوت کے سر پر انڈیلی اور کہا کہ کیا یہ بات تیرے لئے خوشی کا باعث نہیں کہ خدا نے تجھے مسح کیا تا کہ تو اس کی میراث کا پیشوا ہو دیکھ تو اب بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا ہے اور ان پر حکومت کرے گا اور جب تو میرے پاس سے چلا جائے گا تو بنیامین کے قبیلے کی حد کے پاس دو شخص تجھے ملیں گے وہ تجھ سے کہیں گے کہ وہ گدھے جنہیں تو ڈھونڈنے گیا تھا مل گئے ہیں اور دیکھ اب تیرا باپ گدھوں کی طرف سے بے فکر ہو کر اب تمہارے لئے فکر مند ہے اور کہتا ہے کہ میں اب اپنے بیٹے کے لئے کیا کروں۔ اور دیکھ وہاں سے آگے بڑھ کر جب تو تبور کے بلوط کے قریب پہنچے گا تو وہاں تین شخص جو بیت ایل کو خدا کے پاس جاتے ہوں گے تجھے ملینگے۔ ایک تو بکری کے تین بچے دوسرا روٹی کے تین ٹکڑے اور تیسرا مشروب کا ایک مشکیزہ لئے جاتا ہوگا اور وہ تجھے سلام کریں گے اور روٹی کے دو ٹکڑے تجھے دیں گے تو ان کو ان کے ہاتھ سے لے لینا اور اس کے بعد تو خداوند کے پہاڑ کو پہنچے گا جہاں فلسطیوں کی چوکی ہے۔ اور جب تو وہاں شہر میں داخل ہو گا تو ایک جماعت اونچی جگہ سے اترتے ہوئے تجھے ملے گی۔ اور ان کے آگے ستار اور دف اور ڈفلی اور بربط ہوں گے وہ وعظ کرتے ہوں گے۔ خداوند کی رحمت تجھ پر زور سے نازل ہو گی اور تو ان کے ساتھ وعظ کرنے لگے گا اور بدل کر اور ہی آدمی ہو جائے گا جب یہ واقعات تیرے ساتھ پیش آ جائیں تو پھر جیسا موقع ہو تو ویسا ہے کام کرنا۔ اس لئے کہ خدا تیرے ساتھ ہو گا۔

اور دیکھ طالوت اس کے بعد تو جلجال کو جانا اور دیکھ وہاں میں تیرے پاس آؤں گا تا کہ تیرے سوختنی قربانیاں کروں اور ذبیحوں کو ذبح کروں تو سات دن وہیں رہنا جب تک تیرے پاس آ کر میں بتا نہ دوں کہ اب تجھے کیا کرنا ہو گا تو جا اور یہاں سے رخصت ہو ساتھ ہی طالوت اپنے خادم کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اس کے بعد سفر کرتے ہوئے وہ سارے واقعات طالوت کو پیش آئے جس کی نشاندہی خداوند کے حکم پر اللہ کے نبی سیموئیل نے کی تھی اس کے بعد سیموئیل کے کہنے پر طالوت وعظ کرنے والوں میں شامل ہو گیایہاں تک کہ اس کے چچانے اس کو اور اس کے خادم کو دیکھا تو فوراً پوچھا تم دونوں کہاں چلے گئے تھے طالوت نے کہا گدھے ڈھونڈتے اور جب ہم نے دیکھا کہ وہ نہیں ملتے تو ہم اللہ کے نبی سیموئیل کے پاس چلے گئے اس پر طالوت کے چچانے پوچھا اگر ایسا ہوا تو مجھے بتاتو ہی کہ اللہ کے نبی سیموئیل نے تجھ سے کیا کیا کہا۔ طالوت نے اپنے چچا سے کہا کہ اس نے ہم کو صاف صاف بتا دیا کہ گدھے مل گئے ہیں پر بادشاہ بنانے کی جو خوشخبری تھی وہ طالوت نے اپنے چچا پر ظاہر نہ کی۔

پھر ایسا ہوا کہ اللہ کے نبی سیموئیل طالوت کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کے مطابق مسح کے مقام پر پہنچے اور سب بنی اسرائیل کو وہاں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب بنی اسرائیل کے لوگ مسح میں جمع ہوئے سیموئیل نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے بنی اسرائیل۔ دونوں جہانوں کا خدا حکم فرماتا ہے کہ اسرائیل کو مصر سے نکالا اور اسی نے تم کو مصریوں کے ہاتھوں سے اور سب کے ہاتھ سے جو تم پر ظلم کرتی تھیں رہائی دی پر تم نے اپنے خدا کو جو اس نے تمہاری مصیبتوں اور تکلیفوں سے رہائی بخشتا ہے کم تر جانا اور اس سے التماس کی کہ تمہارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیا جائے حالانکہ سب سے بڑا بادشاہ خود خداوند ہی ہے سنو تمہاری اس التجا کے جواب میں فیصلہ ہو چکا ہے اور قیس بن ابی ایل کے بیٹے طالوت کو تم پر خداوند قدوس کی طرف سے بادشاہ مقرر کر دیا گیا ہے۔

سیموئیل کے اس انکشاف پر بنی اسرائیل کے لوگ بے حد خوش ہوئے اور طالوت کے حق میں دعائیں دینے لگے پھر اللہ کے نبی نے سب کو وہاں سے رخصت کر دیا اور طالوت بھی بنی اسرائیل کا بادشاہ بننے کے بعد بہت سے لوگوں کے ساتھ ایک جتھے کی صورت میں اپنے گھر جبہ کی طرف چلا گیا اور اپنے گھر روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

موسم سرما کی طویل اور ٹھٹھری رات چپ کے تہہ میں سرکتے آنچلوں کی طرح رواں دواں تھی شکست برگ وگل کی سرد داستانیں رنگیں وعدوں سے سنگین دعوؤں میں تبدیل ہو گئیں تھیں۔ چاروں طرف سماعت پہ گراں زیر لب نغموں جیسی چپ اور خاموشی تھی ذہن کے گوشوں میں لگتا تھا پرانی یادیں زنجیر ہو گئی ہوں خزاں کے عروج پر آنے کے باعث گل وگیا ایک ہو کر رہ گئے تھے دامان یوسف جیسی مہربان فطرت میں آسماں پر بے فیض ابر کے ٹکڑے اور زمیں پر دندناتے اندھیرے خود ہی صید اور خود ہی صیاد بن گئے تھے سوچوں میں ڈوبے بوڑھے برگد جیسی خاموشی میں اشدود شہر کے مقابلے کے میدان میں تین مسلح جوان اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں زوبائیل کی رہائش تھی۔

زربائیل شاید اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا بے چینی سے انہیں کا انتظار کر رہا تھا دروازے پر آکر ان تینوں میں سے ایک نے زربائیل کو مخاطب کر کے پوچھا اے زربائیل کیا تم نے ہمیں بلایا ہے کمرے میں جلتی چھوٹی سے مشعل کی روشنی میں ان تینوں کو دیکھتے ہوئے زربائیل اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا آؤ میرے قریب آؤ میرے پاس آکر بیٹھو میں نے ہی تمہیں بلایا ہے ایک ایسا کام آن پڑا ہے جس کی تکمیل میں ہر صورت چاہتا ہوں بیٹھو میرے عزیزو۔ میرے قابل اعتماد ساتھیوں۔ آؤ میرے پاس بیٹھو۔ میں تفصیل تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے تمہیں کیوں رات کے اس وقت میں زحمت دی ہے۔

آنے والے وہ تینوں مسلح جوان زربائیل کے سامنے بیٹھ گئے تب زربائیل نے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بڑی رازداری کے ساتھ اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔

سنو میرے ساتھیو۔ تم اس بات کو تسلیم کرو گے کہ جب سے یہ بدو شارون بن علبون اس اشدود شہر میں داخل ہوا ہے تب سے ہی میری کم بختی اور بد بختی کی ابتدا ہو گئی ہے اشدود شہر میں جب یہ داخل ہوا تو سب سے پہلے اس نے مجھے تیغ زنی کے مقابلے میں زیر کیا اور اشدود کے تیغ زنوں میں میری جو عزت بنی ہوئی تھی وہ اس نے خاک میں ملا دی اس کے بعد جب اس نے بادشاہ کا منظور نظر بنتے ہوئے شاہی تیغ زنوں میں شمولیت اختیار کی تو بعد میں بھی کئی مقابلوں میں اس نے مجھے بڑی آسانی سے زیر کیا۔ یوں جو تھوڑی بہت میری عزت تھی وہ بھی اس نے دھول اور خاک کی طرح اڑا ماری۔

اور پھر اسی کے آنے کی وجہ سے میرے ساتھیوں۔ میرے بھائیو۔ روت جیسی حسین اور بے مثال حسن لاجواب کشش اور خوبصورتی رکھنے والی لڑکی مجھ سے چھن گئی اگر یہ نہ آتا تو چند روز تک روت میری بیوی ہوتی اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ مجھے مل جاتی تو دنیا میں کوئی مجھ جیسا خوش قسمت نہ ہوتا۔ جسے اس جیسی خوبصورت بیوی ملتی۔ تم اس بات کو تسلیم کرو گے کہ اگر میں نے نہیں تو تم نے بھی روت جیسی خوبصورت لڑکی آج تک نہ دیکھی ہو گی اس پر ان تینوں میں سے ایک بول پڑا۔

دیکھ زربائیل تمہارا کہنا درست ہے۔ جہاں تک روت نام کی اس لڑکی کا تعلق ہے تو اس کی خوبصورتی یقیناً ایسی ہے کہ بے مثال کہا جا سکے اور اس کے بدن کی ساخت بھی ایسی ہے کہ جو آج تک ہم نے نہیں دیکھی۔ اس بنا پر روت کا تمہارے ہاتھوں سے نکل جانا یقیناً ایک بہت بڑا نقصان ہے اور یہ سب کچھ اسی بدو شارون بن علبون کی وجہ سے ہوا۔

یہاں تک کہنے کے بعد زربائیل تھوڑی دیر کے لئے رکا کچھ سوچا اور پھر دوبارہ اس نے گفتگو کا آغاز کیا۔

دیکھو میرے عزیزو۔ میری بد بختی نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے بعد مجھے فلسطیوں کے بادشاہ نے اپنے ایک لشکر کا سالار اعلیٰ بنا کر بنی اسرائیل کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ میری بد قسمتی کہ اس جنگ میں مجھے بنی اسرائیل کے ہاتھوں بد ترین شکست ہوئی اور میں شکست خوردہ ہو کر شہر میں واپس آیا۔ میری اس شکست کی وجہ سے

معوک کی نگاہوں میں میری عزت مزید کم ہو کر رہ گئی ہے اب اس نے تہیہ کیا ہے کہ آئندہ بنی اسرائیل کے ساتھ جنگوں میں دو۔ تین کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار نہیں بنائے گا۔ اول جالوت کو دوم شارون بن علبون کو تیسرے نمبر پر وہ اپنے بیٹے اکیس کو یہ ذمہ داری سونپے گا۔

میرے عزیزو۔ میری بھائیو۔ اب یوں جانو اشدود شہر میں میرے لئے کوئی دلچسپی نہیں رہی میرے سامنے اب سب سے بڑا کام جو ہے وہ اس شارون بن علبون کو نقصان پہنچانا۔ اور روت کو حاصل کرنا ہے میرے بھائیو۔ جیسا کہ تم جانتے ہو کہ شارون بن علبون نے عمالیقیوں کے ایک خانہ بدوش قبیلے کے سردار کی بیٹی سے شادی کر لی ہے اس طرح اس کی طاقت اور قوت۔ اس کی عزت و جاہ میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ جو یقیناً میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ دیکھو میرے بھائیو۔ میں بادشاہ معوک کے علاوہ جالوت سے بھی بات کر چکا ہوں اور ان سے میں نے کل یہاں سے رخصت ہونے کی اجازت لے لی ہے میں نے ان پر یہ ظاہر کیا ہے کہ میں چند دنوں کے لئے اپنے گھر جانا چاہتا ہوں اور پھر واپس آجاؤں گا مجھے انہوں نے ایسا کرنے کی اجازت دے دی ہے او بادشاہ معوک نے مجھے زاد راہ اور سفر کے اخراجات کے لئے کافی بڑی رقم بھی مہیا کی ہے۔

دیکھو میرے ساتھیو۔ میں اپنے گھر نہیں جاؤں گا۔ میں یہاں سے سیدھا رفیدیم کا رخ کروں گا رات کے وقت میں مندر میں داخل ہوں گا مندر کے سارے دروازے اور داخل ہونے کی کھڑکیاں اور روشندان سب میرے جانے پہچانے ہیں جن جن راستوں سے اس مندر میں داخل ہوا جاتا ہے یہ میں خوب جانتا ہوں اس لئے کہ ایک عرصہ میں اس مندر میں آتا جاتا رہا ہوں۔ رات کی تاریکی میں میں روت کو وہاں سے نکالوں گا اس کے ہاتھ اور منہ باندھ کر میں بحیرہ قلزم کے کنارے کنارے مڑوں گا اور پھر بحیرہ مرہ کی طرف آؤں گا میرے عزیز بھائیو۔ جہاں آکر بحیرہ مرہ مغرب کی طرف ختم ہوتا ہے اس کے اوپر سے گذرتے ہوئے میں مصری حدود میں داخل ہو جاؤں گا وہاں ایک بستی میں میرے رشتہ دار رہتے ہیں ان کے پاس میں قیام کروں گا۔

یہاں پر مقابلوں میں حصہ لیتے ہوئے میرے پاس کافی بڑی رقم جمع ہو چکی ہے وہاں میں اپنے لئے علیحدہ گھر کا بندوبست کروں گا اور اس روت کو اپنے ساتھ رکھوں گا میں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اسے بے آبرو نہیں کروں گا بلکہ اپنے ساتھ رکھتے ہوئے اس کے ساتھ ایسا خوشگوار اچھا اور محبت بھرا سلوک کروں گا کہ آہستہ آہستہ وہ خود ہی میری طرف مائل ہوتی چلی جائے گی اور جب ایسا ہوا تب میں اس سے شادی کر لوں گا میرے خیال میں اس وقت اسے بھی میری زوجیت میں داخل ہوتے ہوئے کوئی اعتراض نہ ہوگا اور جب ایسا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ میری زندگی کا مقصد پورا ہوا۔

دیکھو میرے عزیز ساتھیو۔ میری غیر موجودگی میں تم دو کام کرو گے پہلا کام شارون بن علبون کی بیوی عرفہ اور اس کے ساتھی سافط بن عدی کو موت کے گھاٹ اتارنا ہے۔ دوسرا کام اس شارون بن علبون کو راستے سے ہٹانا ہے سنو میرے ساتھیو۔ مجھے کچھ کچھ شک ہونے لگا ہے کہ یہ شارون بن علبون یونہی صحرائے عرب سے نکل کر اشدود شہر کی طرف نہیں آیا تم جانتے ہو ہم نے شرقی سرائے میں کچھ عرب تاجروں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد ان سے بڑی بڑی رقمیں حاصل کی تھیں میرا دل کہتا ہے کہ یہ شارون بن علبون انہی تاجروں کے قاتلوں کو تلاش کرنے ادھر آیا ہے مجھے اس کی حرکات و سکنات پر کچھ شبہ ہونے لگا ہے۔

سنو میرے ساتھیوں۔ کل میں دن کے وقت کوچ کر جاؤں گا آنے والی رات کو تم تینوں حرکت میں آؤ گے پہلے سافط بن عدی اور شارون بن علبون کی بیوی عرفہ بنت عاموس کا خاتمہ کیا جائے گا تم تینوں ایسا کرنا پہلے سافط بن عدی پر وارد ہونا۔ اور اسے موت کے گھاٹ اتار دینا۔ اس کے بعد تم تینوں بڑی تیزی سے خانہ بدوشوں کے قبیلے کی طرف جانا۔ تم میں سے ایک خانہ بدوشوں کے قبیلے کے سردار عاموس کے خیمے میں داخل ہونا اور اس پر یہ انکشاف کرے کہ شارون بن علبون کے ساتھی سافط بن عدی کو کسی نے قتل کر دیا ہے اور ہم شارون بن علبون کو بہت تلاش کیا لیکن وہ ہمیں نہیں ملا یہ خبر سنتے ہی خانہ بدوش قبیلے کا سردار عاموس مقابلے کے میدان کی طرف آئے گا اور سافط بن عدی کا پتہ کرے گا اس کی غیر موجودگی میں باقی دو اس کی بیٹی عرفہ بنت عاموس کو موت کے گھاٹ اتار دیں اور جو خانہ بدوشوں کے قبیلے کے سردار کو بلانے جائے گا وہ راستے میں سردار کا کام تمام کر دے اس طرح کسی کو کان و کان خبر نہ ہو گی کہ ان تینوں کو کسی نے قتل کیا ہے اور سنو میرے ساتھیو اگر خانہ بدوش قبیلے کے سردار کے ساتھ ساتھ اس کی بیٹی بھی سافط

بن عدی کا پتہ کرنے نکلے تو تم باقی دو بھی ان کے پیچھے لگ جانا اور تینوں مل کر راستے ہی میں ان دونوں کا خاتمہ کر دینا۔

اس سلسلے میں مجھ پر کوئی شک نہیں کرے گا اس لئے کہ میں تو پہلے ہی دن کے وقت یہاں سے کوچ کر چکا ہوں گا اور تم پر اس لئے کوئی شک نہیں کرے گا کہ تمہارا تعلق نہ شارون بن علبون سے ہے نہ سافط بن عدی سے نہ خانہ بدوش قبیلے سے اور نہ ہی تمہیں کوئی جانتا ہے نہ ہی تم پر کوئی شک کر سکتا ہے کہ تم کبھی یہ کام کر سکتے ہو۔

زربائیل جب خاموش ہوا تو ان تینوں میں سے ایک اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ زربائیل ہمارے مہربان۔ تم نے جو تجویز پیش کی ہے یہ ہے بڑی عمدہ۔ اس پر عمل بھی کیا جا سکتا ہے لیکن اس میں ایک قباحت ہے اس پر زربائیل نے کسی قدر انہماک سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فکر مند لہجے میں پوچھا کون سی قباحت۔ کھل کر کہو۔

جواب میں وہ شخص پھر بول پڑا۔

دیکھ زربائیل۔ جب ہم تینوں سافط بن عدی کا خاتمہ کرنے کے لئے جائیں گے تو شارون بن علبون کیا وہاں نہیں ہوگا اور اگر ہم سافط بن عدی پر حملہ آور ہوں گے تو یاد رکھو شارون بن علبون ہم تینوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ اس پر ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے زربائیل پھر بول پڑا۔

میرے عزیز ساتھی تمہارا اعتراض درست ہے لیکن میں تم پر ایک انکشاف کرنا بھول گیا اور وہ یہ کہ کل شام کے وقت شارون بن علبون اور جالوت کی معوک اور اکیس کے یہاں دعوت ہے اور وہ رات کا کافی حصہ وہاں گذاریں گے وہاں سے شارون بن علبون سیدھا خانہ بدوش قبیلے میں اپنی بیوی کے پاس چلا جائے گا اس وقت تک تم تینوں اپنے دونوں کاموں کو انجام تک پہنچا چکے ہو گے۔

جس شخص نے یہ اعتراض کیا تھا وہ خاموش ہو گیا تھا شاید وہ مطمئن ہو گیا تھا اس کی طرف دیکھتے ہوئے زربائیل پھر بول پڑا۔

دیکھو میرے ساتھیو۔ سافط بن عدی اور عرفہ بنت عاموس کے علاوہ عاموس کا خاتمہ کرنے کے بعد تم تینوں چند دن کا وقفہ ڈالنا۔ جب یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے تو پھر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اچانک کسی رات تم اس شارون بن علبون پر دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے حملہ آور ہونا اور اسے اسی تربیت گاہ کی رہائش گاہ میں قتل کر دینا جب تم ایسا کر چکو تو یوں جانو تم نے ایک بہت بڑا معرکہ مارا ہے اس کے ساتھ ہی زربائیل نے نقدی کی ایک کافی بڑی تھیلی نکالی اور ان تینوں کے سامنے رکھ دی یہ میں تمہیں پیشگی رقم دے رہا ہوں یہ کافی بڑی رقم ہے جس سے تم تینوں اپنی زندگی خوشگوار گذار سکتے ہو۔ اب تم یہ نقدی سنبھالو اور جاؤ کل میری روانگی کے بعد تم اپنے کام کی ابتدا کر دینا۔ نقدی کی وہ تھیلی پا کر وہ تینوں خوش ہو گئے تھے شکر گذاری کے انداز میں ان تینوں نے زربائیل کی طرف دیکھا اس سے مصافحہ کیا اس کے بعد وہ تینوں نقدی کی تھیلی لے کر وہاں سے چلے گئے تھے۔

اگلے روز فلسطیوں کے بادشاہ معوک اور اس کے بیٹے اکیس کے یہاں سے رات کے وقت دعوت کھانے کے بعد جالوت اور شارون بن علبون نکل کر تھوڑی دور ہی گئے ہوں گے کہ کچھ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے ان کے قریب آئے نزدیک آکر وہ اترے پھر انہوں نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

اے ابن علبون۔ ہم آپ کے لئے انتہائی بری خبر لے کر آئے ہیں اور بری خبر یہ ہے کہ کسی نے آپ کے دوست سافط بن عدی کے علاوہ آپ کی بیوی عرفہ اور اس کے باپ عاموس کو قتل کر دیا ہے۔ آنے والے دو سواروں میں سے ایک کے اس انکشاف پر دکھ اور غم کے باعث شارون بن علبون کی آنکھوں میں زندگی سے الحتی موت لرزاں ہو گئی تھی اس کا چہرہ کچھ اس طرح ہو گیا تھا گویا نئی رتوں کی امنگوں میں زندگی کی تلخیاں اور ناکامیاں رگ رگ میں گھل کر روح کا یرقان بن گئی ہوں۔ تیزی سے بدلتی اس کی حالت سے یوں لگنے لگا تھا گویا اس کے دل میں کوئی بے انت زہریلی آزمائش بھاپ بن کر اٹھ کھڑی ہوئی ہو دوسری طرف جالوت کی سرخ آنکھوں میں بھی تیزی سے خواہشوں کے چولے بدلتی مرگ رقص کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر جالوت نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

دیکھ ابن علبون میرے بھائی۔ میرے عزیز۔ یہ خبر جو سوار بتا رہا ہے یہ سچ ہے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں شیشہ سنگ کا یہ کھیل کھیلنے والے اگر سورج کی گردشوں میں کیوں نہ الجھیں بدی اور گناہ کی وسعتوں میں کیوں نہ جا سمائیں میں انہیں ضرور ڈھونڈ نکالوں گا ان کے قلب و جگر کی رگوں میں گرم دوپہر۔ پت جھڑ کی شامیں برپا کر دوں گا میں

تمہیں یقین دلاتا ہوں میرے بھائی انہیں اپنے کام اپنے گناہ اپنی بدی کی وجہ سے بوئی اٹ فنا کے دام کا سامنا کرنا ہو گا۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد شارون بن علبون نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ پھر آنے والے دو سواروں کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

تم دونوں کون ہو اس خبر سے تمہیں کس نے آگاہ کیا ہے اس پر وہی پہلا سوار بول پڑا۔

اے ابن علبون۔ ہم دونوں کا تعلق عاموس کے خانہ بدوش قبیلے سے ہے۔ شام گہری ہونے کے قریب ایک سوار سردار عاموس کے خیمے میں آیا تھا اس نے سردار کو یہ اطلاع دی کہ شارون بن علبون اپنی رہائش گاہ میں نہیں ہے اور کسی ظالم نے اس کے ساتھی سافط بن عدی پر حملہ آور ہو کر اسے قتل کر دیا ہے جس وقت وہ جوان سردار کو بلانے آیا تھا اس وقت میں سردار کے خیمے کے قریب ہی سردار اور اس کی بیٹی عرفہ بنت عاموس کے گھوڑوں کو کھریرا کر رہا تھا میں چونکہ تاریکی میں تھا لہٰذا میرے خیال میں آنے والے اس جوان کی نگاہ مجھ پر نہیں پڑی لیکن میں نے اس کی طرف دیکھا چونکہ سردار عاموس کے خیمے کے اندر اور باہر بھی مشعلیں جل رہی تھیں لہٰذا آنے والے اس جوان کے چہرے کو میں نے بڑے غور سے دیکھا تھا وہ چہرہ دن کی روشنی یا رات کے اندھیرے میں بھی میرے سامنے لایا جائے تو میں اسے بڑی آسانی سے پہچان سکتا ہوں۔

دیکھ شارون بن علبون۔ پھر ایسا ہوا کہ جب اس جوان نے آپ کے رفیق آپ کے ساتھی سافط بن عدی کے قتل ہونے کے اطلاع دی تو عاموس نے اپنی بیٹی سے کہا وہ خیمے میں ہی رہے میں سافط بن عدی کا جا کر پتہ کرتا ہوں لیکن آپ کی بیوی اور عاموس کی بیٹی عرفہ بھی اپنے باپ کے ساتھ ہو لی اور وہ دونوں جلدی جلدی اس جوان کے ساتھ چلے گئے سردار اور اس کی بیٹی کے جانے کے بعد میں کچھ فکر مند ہوا میں نے کچھ جوانوں کو بلایا اور انہیں کہا کہ ہمیں بھی چلنا چاہیئے ہو سکتا ہے سافط بن عدی کی لاش کو یہاں لانا پڑے لہٰذا سردار اور عرفہ کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہم بھی شہر کی طرف روانہ ہوئے ہم تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ راستے میں سردار عاموس اور آپ کی بیوی عرفہ کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ میرا اندازہ ہے کہ جو جوان سردار کو بلانے آیا تھا راستے میں اس کے کچھ اور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ساتھی بھی ہوں گے جنہوں نے مل کر سردار اور اس کی بیٹی عرفہ کا کام تمام کر دیا۔

ہم میں سے کچھ جوان بھاگے بھاگے مقابلے کے میدان میں گئے وہاں واقعی حافظ بن عدی کی لاش پڑی ہوئی تھی لاش کو وہاں سے نکالا گیا اور ہم اپنے خانہ بدوش قبیلے میں لے گئے اور ہمارے کچھ ساتھی سردار اور عرفہ کی لاش کو بھی واپس اپنے قبیلے میں لے گئے تھے اس وقت تینوں کی لاشیں ہمارے قبیلے میں ہیں دیکھ شارون بن علبون ہمارے محترم سردار کے خیمے کے ارد گرد ہم نے مشعلوں کی روشنی میں اس آنے والے جوان کے قدموں کے نشانات بھی محفوظ کر دیے ہیں۔

ہمارے قبیلے میں جو کھوجی ہیں انہوں نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ محفوظ کیے جانے والے پاؤں کے ان نشانات سے وہ ہر صورت میں قاتلوں کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے بس ابن علبون یہی وہ خبر تھی جو میں اور میرا ساتھی آپ تک پہنچانے آئے ہیں۔

قبل اس کے کہ شارون بن علبون کوئی جواب دیتا اس موقع پر جالوت حرکت میں آیا اس کے ساتھ وہ جوان جو محافظ کے طور پر اس کے ہمراہ رہتے تھے ان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے تحکمانہ انداز میں کہا شہر کے سارے دروازوں کی طرف جاؤ اور شہر کے محافظوں کو میری طرف سے حکم دے دو کہ باہر سے آنے والے کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت ہے لیکن شہر سے باہر نکلنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ نہ ہی کسی کو وہ شہر سے باہر نکلنے دیں۔ اگر کوئی شہر سے باہر نکلنے کے لئے ضد کرے تو اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں جالوت کا یہ حکم سنتے ہی وہ مسلح جوان وہاں سے چلے گئے تھے

ان کے جانے کے بعد جالوت نے شارون بن علبون کی طرف دیکھا دیکھ ابن علبون میرے بھائی آؤ۔ ہم اس قبیلے میں چلتے ہیں ہمیں رات وہیں بسر کرنا ہو گی اور اگلی صبح ہم قاتلوں کی تلاش کا کام شروع کر دیں گے شارون بن علبون نے جواب میں کچھ نہ کہا چپ چاپ اپنے گھوڑے کو ہانکتے ہوئے وہ جالوت کے ساتھ ہو لیا وہ دونوں سوار جو خانہ بدوش قبیلے سے آئے تھے وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیے تھے۔

جس وقت شارون بن علبون اور جالوت خانہ بدوش قبیلے میں پہنچے تو خانہ بدوش قبیلے میں ایک کہرام مچا ہوا تھا سردار اور اس کی بیٹی کے مارے جانے پر لوگ بری طرح نوحہ اور واویلا کر رہے تھے جالوت اور شارون بن علبون نے انہیں یقین دلایا کہ

سردار اور اس کی بیٹی کا انتقام قاتلوں سے ضرور لیا جائے گا رات کے پچھلے حصے میں حافظ بن عدی عاموس اور اس کی بیٹی کو دفن کر دیا گیا جالوت اور شارون بن علبون نے رات وہیں بسر کی صبح سویرے جالوت نے شہر سے مسلح جوانوں کے کچھ دستے بھی بلالئے تھے پھر خانہ بدوش قبیلے کے کھوجیوں نے جالوت کے حکم پر قاتلوں کے پاؤں کے نشان دیکھتے ہوئے شہر کی طرف بڑھنا شروع کیا تھا۔

رات کی تاریکی میں جس جگہ عرفہ اور اس کے باپ عاموس کی لاشیں اٹھائی گئیں تھیں وہاں آکر وہ کھوجی رک گئے پھر ان میں سے ایک نے جالوت کی طرف دیکھا اور کہنا شروع کیا۔

محترم جالوت۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے سردار کو ایک ہی شخص بلا کر لایا تھا وہ شخص یہاں تک سردار اور اس کی بیٹی عرفہ کے ساتھ اکیلا آیا ہے لیکن یہاں آکر دو اور اشخاص کے پاؤں کے نشانات ان کے ساتھ مل گئے ہیں اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے دو ساتھیوں کو یہاں گھات میں بٹھا گیا تھا پھر تینوں نے مل کر سردار اور اس کی بیٹی کا خاتمہ کیا ہے کھوجی کے اس انکشاف پر جالوت کے چہرے پر خوشگوار سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے انہیں اپنا کام جاری رکھنے کا حکم دیا۔ کھوجی پاؤں کے نشانات دیکھتے ہوئے ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے اب ان کا رخ اشدود شہر کے شرقی دروازے کی طرف تھا۔

جس وقت خانہ بدوش قبیلے کے کھوجی شہر کے شرقی دروازے سے اندر داخل ہو رہے تھے تو جالوت نے اس خانہ بدوش قبیلے جوان کو اپنے قریب بلایا جو رات کو اسے بلانے گیا تھا اور جس نے انکشاف کیا تھا کہ وہ قاتلوں میں سے ایک کو اس کے چہرے سے پہچانتا ہے جب وہ جوان قریب آیا تو جالوت نے کہا دیکھ میرے عزیز تو میرے ساتھ رہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں تمہاری ضرورت پیش آئے گی۔ وہ جوان خاموشی سے جالوت کے ساتھ ساتھ چلنے لگا تھا۔

ایک مکان کے دروازے پر آکر کھوجی رک گئے پھر انہوں نے جالوت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دیکھ جالوت۔ قاتل اسی گھر میں داخل ہوئے ہیں۔ جالوت کے کہنے پر فوراً مسلح جوانوں نے اس گھر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ پھر جالوت نے دروازے پر دستک دی دو تین بار دستک دینے کے بعد ایک بوڑھی عورت نے دروازہ کھولا اس قدر لوگوں اور مسلح

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جوانوں کو گھر کے دروازے پر دیکھ کر وہ عورت کچھ پریشان ہو گئی تھی اتنی دیر تک جالوت نے اسے مخاطب کیا۔

دیکھ خاتون تو فکر مند مت ہو ہم تجھے کچھ نہیں کہیں گے بس تو اندر جا اور اس گھر میں جس قدر لوگ رہتے ہیں انہیں کہہ کہ گھر سے باہر نکل کر گلی میں آن کھڑے ہوں۔ اور انہیں یہ بھی بتا دو کہ کوئی چھت پھلانگ کر یا دیوار پھلانگ کر باہر نہ جائے باہر مسلح جوان کھڑے ہیں اگر کسی نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو اس کی گردن کاٹ دی جائے گی

اس بوڑھی عورت نے جواب میں کچھ نہ کہا وہ واپس مڑی جالوت کے اشارے پر مسلح جوان بھی اس کے پیچھے پیچھے اندر داخل ہو گئے تھے۔ پھر وہ مسلح جوان اس گھر میں جس قدر رہنے والے افراد تھے انہیں باہر نکال لائے تھے جس وقت وہ لوگ گلی میں آن کھڑے ہوئے تو خانہ بدوش قبیلے کا وہ جوان جس نے رات کو قاتلوں میں سے ایک کا چہرہ دیکھا وہ اپنا منہ جالوت کے کان کے قریب لے گیا اور ایک جوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا وہ جو پتلا اور لمبے قد کا جوان ہے وہی رات کے وقت سردار عاموس کو بلانے گیا تھا۔

خانہ بدوش قبیلے کے جوان کے اس انکشاف پر غصے اور غضبناکی میں شارون بن علبون کا چہرہ تانبہ اور جالوت کا چہرہ کھولتی آگ جیسا ہو گیا تھا شارون بن علبون اس جوان کی طرف بڑھا لیکن اتنی دیر تک جالوت بھی حرکت میں آیا۔ شارون بن علبون کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے جالوت نے اسے روکا پھر اس جوان کے وہ قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ قبل اس کے کہ میں شرافت کا لبادہ اتار کر درندگی کی کھال اوڑھ لوں قبل اس کے کہ میں اخلاق کے سارے دروازے بند کرتے ہوئے بد اخلاقی کا مجسمہ بنوں۔ دیکھ بتا تیرے ساتھ دوسرے کون لوگ ہیں جنہوں نے رات خانہ بدوش قبیلے کے سردار عاموس اس کی بیٹی اور میرے عزیز شارون بن علبون کے دوست اور ساتھی سافط بن عدی کو قتل کیا۔

جالوت کے اس انکشاف پر وہ نوجوان خوف دہراس میں لرز کانپ گیا تھا پھر اس نے بکھری بکھری آواز میں جواب دیا۔

محترم جالوت۔ آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں میں کسی خانہ بدوش قبیلے کے سردار نہ اس کی بیٹی نہ کسی سافط بن عدی نام کو جانتا ہوں نہ میں قتل کیا ہے اور نہ یہ میرا پیشہ ہے اس پر جالوت کی حالت یکسر بدل گئی تھی اس کے چہرے پر درندوں جیسی درندگی عود کر آئی تھی پھر وہ اپنے آپ کو حرکت میں لایا اور دائیں ہاتھ کا الٹا حصہ طمانچے کی صورت میں اس زور سے اس کے منہ پر مارا کہ وہ ہوا میں کئی پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا اس کے بعد جالوت آگے بڑھا اسے بالوں سے پکڑ کر اٹھایا پانچ سات طمانچے اس کے منہ پر مزید مارے اور کہا دیکھ سور کی اولاد ابھی وقت ہے۔ بتا دے ورنہ مفت میں میرے ہاتھوں مارا جائے گا جب اس جوان نے خاموشی اختیار کئے رکھی تب جالوت صحیح معنوں میں درندہ ہو گیا تھا۔

اس جوان کو جالوت نے زمین پر لٹا لیا اپنا دایاں پاؤں اس کی ایک ٹانگ پر رکھا پھر دوسری ٹانگ اوپر کھینچتے ہوئے کہنے لگا میں صرف تین تک گنوں گا اگر تو اس سے پہلے پہلے بتا دے تو تیری سلامتی ہو جائے گی ورنہ یاد رکھنا تجھے ٹانگیں کھینچتے ہوئے چیروں گا اور تیرا جسم بیچ میں چر جانے والی لکڑی کی طرح دو حصوں میں بٹ جائے گا۔

جالوت کی اس حرکت پر وہ جواب لرز کانپ گیا تھا کہنے لگا دیکھ محترم جالوت مجھے چھوڑ دے۔ میں اصل حقیقت تم پر واضح کرتا ہوں جالوت نے اسے چھوڑ دیا وہ جوان کھڑا ہوا اور کہنے لگا دیکھ محترم جالوت میں جھوٹ نہیں بولوں گا اس لئے کہ آپ کو سب کچھ پتہ چل گیا ہے یہ کام ہم نے زربائیل کے کہنے پر کیا ہے اس نے کل رات مجھے اور یہ جو میرے ساتھ دو جوان کھڑے ہیں ان کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ وہ بادشاہ معوک اور اس کے بیٹے سے بات کر چکا ہے اور یہ کہ وہ اپنے گھر جا رہا ہے اور اس نے ہمیں ترغیب دی کہ اس کی غیر موجودگی میں پہلے سافط بن عدی کو قتل کریں پھر ہم میں سے ایک جا کر خانہ بدوش قبیلے کے سردار کو اطلاع کرے کہ شارون بن علبون اپنی رہائش گاہ پر نہیں ہے۔ سافط بن عدی کو قتل کر دیا گیا ہے اور جب خانہ بدوش قبیلے کا سردار آئے تو اسے راستے میں قتل کر دیا جائے اور دوسرے جوان خانہ بدوش قبیلے کی بیٹی عرفہ کا کام تمام کر دیں۔ عرفہ اگر اپنے باپ کے ساتھ آئے تو راستے میں دونوں کو ختم کر دیا جائے۔ زربائیل کے کہنے پر ہم نے پہلے سافط بن عدی کو قتل کیا پھر میں سردار کو بلانے گیا سردار کے ساتھ اس کی بیٹی بھی آ گئی میں اور میرے دونوں ساتھیوں نے راستے میں دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ جوان

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جب خاموش ہوا تب بڑی قہرمانیت کا اظہار کرتے ہوئے جالوت نے پھر پوچھا۔

اس زربائیل نے تمہیں کچھ اور بھی کہا تھا۔ جواب میں وہ جوان پھر بول پڑا۔

یہ کام کرنے کے لئے اس نے ہمیں نقدی کی کافی بڑی تھیلی دی تھی۔ اور ساتھ ہم پر یہ بھی انکشاف کیا کہ وہ اشدود شہر سے نکل کر رفیدیم شہر کا رخ کرے گا وہاں سے رات کی تاریکی میں روت نام کی اس لڑکی کو اغوا کرے گا جس کی آزادی شارون بن علبون کی وجہ سے عمل میں آئی تھی۔ دراصل یہ زربائیل دیوانگی کی حد تک روت سے محبت کرتا ہے اس نے ہم پر یہ بھی انکشاف کیا تھا کہ رات کی تاریکی میں رفیدیم کے مندر سے وہ روت کو اٹھائے گا اور اسے اپنے ساتھ لے کر بحیرہ قلزم کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے بحیرات مرہ کے اوپر سے گزر کر مصر میں ایک بستی میں اس کے رشتہ دار ہیں وہاں جا کر قیام کرے گا وہ یہ بھی کہہ رہا تھا کہ وہ وہاں قیام کے دوران روت سے ایسا عمدہ سلوک کرے گا کہ روت کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرے گا جب وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا تو روت سے شادی کرنے کے بعد وہ اپنی خوشگوار زندگی کی ابتداء کرے گا۔

وہ جوان ابھی یہیں تک ہی کہنے پایا تھا کہ جالوت نے اپنے مسلح جوانوں کو مخصوص اشارہ کیا اور یہ اشارہ پاتے ہی چند مسلح جوان آگے بڑھے اور ان تینوں کو تلواریں مارتے ہوئے انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ پھر جالوت کے حکم پر ان کی لاشوں کو شہر سے باہر لے جایا گیا جبکہ غمزدہ اور دکھی شارون بن علبون کو جالوت اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سرما کی طویل ٹھنڈی راتیں ہر شئے کو اپنے یخ سینے سے لگائے سسک رہی تھی برگ و بار سے عاری شاخیں اپنے سروں کو نیہوڑائے گہری سوچوں میں کھوئی ہوئی تھیں۔ دھیمی خوشبو کے سرمائی پھول رات کے ذہن کے پرتو اور تاریک آنچلوں کو مشکبار کرتے جارہے تھے۔ ہر دل کے آفاق پر گہری تاریکیاں بکھری ہوئی تھیں۔ شبنم کے آنسو بہاتے پیڑ۔ آسمان سے روشنی برساتے انجم۔ ہر دل میں چھپے راز نہاں اپنے پردہ چشم تخیل میں سجانے کے لئے بڑی بے چینی سے سحر کے منتظر تھے سپنوں کے ہزاروں کاروان کھیتوں پر پھیلی اداسیاں چاروں سمت بہتا کرب تنہائی اور دور تک ویران منظروں کے رات بڑے بے چینی سے اس بات کے منتظر تھے کہ سورج طلوع ہو اور ان کی ویرانیوں کا خاتمہ ہو۔

ایسے میں جب رات آدھی کے قریب جاچکی تھی زربائیل رفیدیم کے باہر سامیوں کی دیوی عشتار کے مندر کے قریب نمودار ہوا تھا۔ وہ مندر کے قریب پچھواڑے کی طرف آیا اور جہاں درختوں کا ایک گھنا جھنڈ تھا وہاں اس نے اپنے گھوڑے کو روکا گھوڑے سے وہ اترا گھوڑے کی باگ پکڑ کر اس نے ایک درخت سے باندھ دی درخت کے نیچے ہو کر وہ مندر کے پچھواڑے کا بڑے انہماک سے جائزہ لینے لگا تھا پھر وہ دوبارہ اپنے گھوڑے کے پاس آیا اپنے گھوڑے کی زین سے لٹکتی چرمی خرجین کے اندر سے اس نے چھوٹے چھوٹے کچھ کپڑے نکال کر اپنے کندھے پر رکھے اپنی ڈھال اس نے اپنی پیٹھ پر باندھی ایک جھٹکے کے ساتھ تلوار بے نیام کی اور مندر کی پشتی دیوار کی طرف وہ آیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دیوار کے اندر جو کھڑکیاں تھیں وہ تھوڑی دیر تک ان کا جائزہ لیتا رہا پھر ایک کھڑکی کا پٹ آواز پیدا کئے بغیر اس نے کھولا اور کھڑکی میں سے کود کر وہ مندر کی عمارت میں داخل ہو گیا تھا۔

زربائیل شاید مندر کے اندرونی حصوں سے پوری طرح واقف تھا بغیر کسی دشواری کے وہ مندر کے ایک ایسے کمرے کے سامنے جا نمودار ہوا جس کے اندر ایک صاف ستھری اور کافی بڑی مسہری پر روت بے خبری کے عالم میں محوِ خواب تھی۔

زربائیل تھوڑی دیر تک ہلکی مسکراہٹ میں بڑے عجیب سے انداز میں دروازے پر کھڑے ہو کر مسہری پر نیند سے ہم آغوش روت کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے احتیاطاً ادھر ادھر دیکھا اڑوس پڑوس میں کوئی بھی نہیں تھا چاروں طرف ویرانی تھی اس صورتحال پر زربائیل نے اپنے کندھے پر رکھے ہوئے کپڑوں میں سے ایک اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا۔ دبے پاؤں وہ آگے بڑھا ایک دم آگے جا کر اس نے روت کو دبوچ لیا اور پھر پلک جھپکتے میں اسے کے منہ پر اس نے کس کر کپڑا باندھ دیا تھا تا کہ وہ آواز نہ نکال سکے۔

اتنی دیر تک روت بے چاری جاگ گئی تھی اس نے لگاتار کئی طمانچے زربائیل کے منہ پر دے مارے تھے لیکن زربائیل نے اسے مسہری کے اوپر ہی اپنے گھٹنوں کے نیچے دبا کر اس کے دونوں ہاتھ بھی پشت پر ایک کپڑے سے کس کر باندھ دیئے تھے۔ اب روت اس کے سامنے بالکل بے بس اور مجبور تھی۔

نہ وہ آواز نکال سکتی تھی کہ اس کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا اور نہ وہ اب مزاحمت کر سکتی تھی کہ ہاتھ پشت پر باندھے جا چکے تھے اس کے بعد زربائیل حرکت میں آیا روت کو اٹھا کر اس نے کندھے پر رکھا مسہری پر جو بستر تھا وہ بھی اس نے کھینچ کر بغل میں دبا لیا پھر کمرے سے باہر نکلا اور روت کو لے کر وہ اس کھڑکی سے باہر نکل گیا جس کے ذریعے وہ عشتار دیوی کے مندر میں داخل ہوا تھا۔

درختوں کے اس جھنڈ میں جا کر جہاں زربائیل نے اپنا گھوڑا باندھا تھا روت کو اس نے زمین پر رکھا جو بستر مندر سے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا وہ زین کے اگلے حصے میں ترتیب سے جمانے کے بعد اس نے روت کو اس پر ڈال دیا پھر خود بھی وہ گھوڑے پر سوار ہوا ایک ہاتھ سے اس نے گھوڑے کی لگام پکڑی دوسرے ہاتھ سے اس نے اپنے سامنے روت کو

سنبھالے رکھا پھر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی۔ رفیدیم کے اس مندر کی حدود سے نکلنے کے بعد زربائیل بحیرہ قلزم کی طرف آیا پھر سمندر کے کنارے کنارے رات کی تاریکی اور ویرانیوں میں وہ اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا بحیرہ مردہ کی طرف جا رہا تھا۔

OOOO

طالوت کے بادشاہ بنائے جانے پر اسرائیل کے کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تھا ان کا کہنا تھا کہ طالوت کو نہ تو ہم پر قبیلے کی انفرادی قوت اور نہ مالی لحاظ سے فوقیت ہے اس لئے کس بنا پر اسے سارے اسرائیل کا بادشاہ مقرر کر دیا گیا ہے تاہم بنی اسرائیل کے ان لوگوں نے ابھی تک کھل کر طالوت کے خلاف کوئی مظاہرہ نہ کیا تھا جبکہ بنی اسرائیل کے خلاف ایک مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یہ کہ عمونیوں کا بادشاہ جس کا نام ناحس تھا وہ ایک جرار لشکر لے کر نکلا اور بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کے لئے اس نے پیش قدمی کی تھی۔

عمونیوں کی سلطنت بنی اسرائیل کے مشرق میں تھی اور یہ انتہائی طاقتور اور پرقوت لوگ تھے اپنے لشکر کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے عمونیوں کا بادشاہ ناحس بنی اسرائیل کے شہر یبیس کے قریب آیا وہ چاہتا تھا کہ بنی اسرائیل کے شہر یبیس پر حملہ کرے لوگوں کو قتل کرے مال و دولت لوٹے کہ یبیس کے کچھ بزرگ اسرائیلی اس کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے ناحس سے کہا اے بادشاہ تو ہم سے عہد و پیمان لے لے ہم تیری خدمت کریں گے اس کے صلے میں تو ہمیں قتل نہ کر معاف کر۔

لیکن عمونی بادشاہ ناحس اس وقت طاقت اور قوت کے گھمنڈ میں غرق تھا۔ اس نے بنی اسرائیل کے ان بزرگوں کو جواب دیا کہ اس شرط پر میں تم سے عہد کروں گا کہ تم سب کی داہنی آنکھ نکال دی جائے تا کہ ایسا کر کے میں تم لوگوں کو بنی اسرائیل کے لئے ذلت کا ایک نشان ٹھہراؤں۔

عمونیوں کے بادشاہ ناحس کے اس جواب پر یبیس کے بنی اسرائیلی بڑے تلملائے انہوں نے پھر ناحس سے گذارش کی کہ اے بادشاہ تو ہم کو سات دن کی مہلت دے تا کہ ہم بنی اسرائیل کی سب سرحدوں میں قاصد بھیجیں۔ قاصد بھیجنے کے بعد اگر ہمیں کوئی حمایتی نہ ملا تو ہم تیرے پاس نکل آئیں گے پھر تو جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کرنا۔

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

عمونیوں کے بادشاہ ناحس نے بنی اسرائیل کی اس تجویز کو قبول کر لیا تھا۔

اس کے بعد یبیس کے یہودیوں نے تیز رفتار قاصد طالوت کی طرف روانہ کئے جس کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا تھا۔ یہ قاصد طالوت کے قصبے جبعہ میں پہنچے اس وقت طالوت بستی میں نہیں تھا بستی کے لوگوں کو جب ان قاصدوں نے عمونیوں کے بادشاہ ناحس کی خبریں سنائیں تو لوگ چلا چلا کر اپنی بے بسی پر رونے لگے۔

اتنی دیر تک بنی اسارائیل کا بادشاہ طالوت اپنے کھیت میں ہل چلانے کے بعد اپنے بیلوں کی جوڑی کو اپنے آگے ہانکتا ہوا اپنی بستی جبعہ میں داخل ہوا تھا اس نے دیکھا بستی کے لوگ رو رہے تھے اس نے ایک شخص سے پوچھا یہ لوگوں کو کیا ہوا کیوں روتے ہیں اس پر ایک شخص نے طالوت کو تفصیل بتاتے ہوئے بتایا۔

دیکھ بنی اسرائیل کے بادشاہ۔ عمونیوں کے بادشاہ ناحس نے اپنے لشکر کے ساتھ ہماری سرزمینوں میں یلغار کی ہے وہ ہمارے شہر یبیس پر وارد ہوا وہاں کے لوگوں کو ایک آنکھ سے محروم کر کے بنی اسرائیل کے لئے ذلت بنانا چاہتا ہے وہاں کے بزرگوں نے کہا ہمیں بنی اسرائیل سے مدد مانگنے دو اگر کوئی ہماری مدد کو نہ آیا تب جو چاہے تم ہمارے ساتھ سلوک کرنا۔

اس انکشاف پر طالوت انتہائی غضبناک ہوا اس نے بیلوں کی جوڑی کو وہیں ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا دونوں بیلوں کے گوشت کے وہ ٹکڑے مختلف قاصدوں کے ہاتھ بنی اسرائیل کے مختلف قبیلوں کی طرف روانہ کئے اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی پیغام بھجوایا کہ جو کوئی بھی اسرائیلی طالوت اور سیموئیل کے پیچھے نہ ہو لے اس کے بیلوں سے ایسا ہی کیا جائے گا۔

طالوت کے اس پیغام سے بنی اسرائیل پر خداوند کا خوف کچھ اس طرح طاری ہوا کہ وہ عمونیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے یک تن نکل آئے جو قاصد طالوت نے بیلوں کی جوڑی کے گوشت کے ٹکڑے دے کر روانہ کئے تھے ان کے ہاتھ طالوت نے یہ بھی پیغام بھجوایا تھا کہ سب بنی اسرائیلی جنگجو بزق میں جمع ہو جائیں اور وہیں وہ ان کا انتظار کرے گا جب قاصدوں کے ذریعے بنی اسرائیل کے مختلف قبائل کو طالوت کا یہ پیغام پہنچا تو دو دنوں کے اندر بزق کے مقام پر لگ بھگ تین لاکھ تیس ہزار یہودی جنگجو جمع ہو گئے تھے۔

جب بزق میں اپنے پاس طالوت نے اتنا بڑا یہودیوں کا لشکر پایا تو وہ کسی قدر مطمئن ہو گیا اس نے تیز رفتار قاصد بنی اسرائیل کے شہر یبیس کی طرف روانہ کئے اور وہاں کے بزرگوں کو اطلاع دی کہ عنقریب میں لشکر لے کر ان کی طرف پہنچ رہا ہوں۔ اور وہ بڑی باعزت رہائی عمونیوں کے بادشاہ ناحس سے پائیں گے جب یہ قاصد یبیس میں بنی اسرائیل کے بزرگوں کے پاس پہنچے اور انہیں خبر دی کہ عنقریب بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت ایک بہت بڑا لشکر لے کر عمونیوں کے بادشاہ ناحس کے مقابلے پر آنے والا ہے یبیس کے لوگ بڑے خوش ہوئے ان کا ایک وفد پھر عمونیوں کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے عمونیوں کے بادشاہ کل ہم تمہارے پاس نکل آئیں گے پھر جو کچھ تمہیں کرنا ہے کر لینا ان کے اس جواب پر عمونیوں کا بادشاہ ناحس خوش اور مطمئن ہو گیا تھا۔

قاصدوں کے پیچھے ہی پیچھے طالوت نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ بزق کے مقام سے کوچ کیا اور وہ بھی یبیس کی طرف بڑھا جہاں عمونیوں کے بادشاہ ناحس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا۔

طالوت نے کچھ اس رفتار سے سفر کیا کہ وہ آدھی رات کے قریب یبیس پہنچا اور اپنے لشکر کے ساتھ یبیس پہنچتے ہی اس نے عمونیوں کے بادشاہ ناحس پر شب خون مارا تھا رات کی تاریکی میں طالوت عمونیوں کے بادشاہ ناحس کے لشکر پر انجان دیسوں سے نزول کرتی ہجر لمحوں کی اندھی بشارتوں۔ فصیل جسم کے اطراف میں چکر لگاتی غموں کی انتہا میں لپٹی گہرے دکھوں کی بھاپ۔ اور سانسوں میں اتر جانے والی رنگوں کے پیکر جیسی حشر سامانی کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

اس اچانک شب خون نے عمونیوں کے بادشاہ ناحس اور اس کے لشکریوں کو ایک طرح ہلا کر رکھ دیا تھا۔ وہ کسی بھی طرف سے کسی کے حملہ آور ہونے کی امید نہیں رکھتے تھے یبیس کے بنی اسرائیل نے انہیں پیغام بھجوا دیا تھا کہ وہ کل ان کے سامنے نکل آئیں گے پھر وہ جو چاہیں ان کے ساتھ سلوک کریں لہذا بنی اسرائیل کی طرف سے انہیں کسی قسم کی مزاحمت کی توقع نہیں تھی لیکن خلاف توقع جب طالوت نے اپنے کافی بڑے لشکر کے ساتھ شبخون مارا تب عمونی گھبراہٹ میں چیختے چلاتے ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے تاہم ان کے بادشاہ ناحس نے بڑی دلیری بڑی حاضر دماغی سے کام لیتے ہوئے اپنے لشکریوں کو

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سنبھالا اور جوابی حملے کی تیاری اس نے کی اس کے بعد وہ اپنے لشکر کی تنظیم درست کرنے کے بعد درد کی اوٹ میں رقصاں قیامت کے ہولناک ظہور بکھری چاندنی میں چھلکتے بپھرتے سمندر اور تحفظ کا ہر نشاں اور ہر آرزو کو مٹا دینے والے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا دونوں لشکروں کے ٹکرانے سے میدان جنگ جوانی کی ترنگوں میں بنتے بگڑتے بادلوں کے رقص جیسا سماں پیش کرنے لگا تھا۔ انسانی خون اس طرح زمین پر گرنے لگا تھا جس طرح گھنے جنگلوں میں شاخوں سے بارش کے قطرے ٹپکتے ہیں یا سرما کی رت میں تیز اور طویل برفباری ہوتی ہے انسانی جانیں زرد ریت کے ذروں جیسی ارزاں ہو کر رہ گئی تھیں۔ میدان جنگ میں چاروں طرف سانسوں میں لرزاں بے نام تمنائیں اور لوح دل پر رقم ہوتی بے وقعت تحریروں کا ایک طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر تک بنی اسرائیل اور عمونیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ ساری رات قتل و غارت گری کا یہ کھیل کھیلا جاتا رہا یہاں تک کے دن چڑھ آیا۔ اس دوران طالوت نے بنی اسرائیل کے ساتھ انگنت عمونیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا عمونیوں کے ناحس نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل کے نے رات کی تاریکی میں ان کے لشکر کو آدھے سے زیادہ تعداد کو کاٹ کر رکھ دیا ہے تو وہ اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر اپنی شکست تسلیم کرتا ہوا اپنے علاقوں کی طرف بھاگ گیا تھا۔

طالوت کی عمونیوں کے بادشاہ ناحس کے خلاف اس فتح نے ارض فلسطین میں اسرائیلیوں کا سر بلند کر دیا تھا۔ جنگ کے موقع پر بنی اسرائیل کے جو سرکردہ لوگ طالوت کے لشکر میں شامل تھے وہ ایک جگہ جمع ہوئے انہوں نے طالوت کو مخاطب کر کے کہا اے طالوت جس وقت تمہیں ہمارا بادشاہ بنایا گیا تھا جن لوگوں نے اس موقع پر سیموئیل سے یہ کہا تھا کہ یہ طالوت ہم پر حکومت کرے گا اب جبکہ تم نے صحیح معنوں میں اسرائیل کا بادشاہ ہونے کا حق ادا کر دیا ہے تو ہم تم سے التماس کرتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے تمہیں بادشاہ تسلیم نہ کیا تھا ان کو لاؤ تاکہ ہم ان کو قتل کریں۔ طالوت نے بڑی نرمی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا دیکھ بنی اسرائیل آج کے دن ہرگز کوئی مارا نہیں جائے گا اس لئے کہ خداوند نے اسرائیل کو آج کے دن عمونیوں کے خلاف شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔

اس موقع پر اللہ کے نبی سیموئیل بھی وہاں پہنچ گئے لہٰذا اس فتح کے موقع پر

سیموئیل نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے بنی اسرائیل میرے ساتھ آؤ۔ جلجال شہر کو چلیں تاکہ وہاں سلطنت کو نئے سرے سے قائم کریں سیموئیل کے اس حکم پر سب بنی اسرائیل ان کے ساتھ ہو لئے تھے طالوت بھی ان کے ساتھ تھا۔ جلجال پہنچ کر ایک بار پھر اللہ کے نبی سیموئیل نے ساؤل کی بادشاہت کا اعلان کیا جلجال ہی میں سیموئیل نے خداوند کے آگے سلامتی کے ذبیحے ذبح کئے وہیں طالوت اور دیگر بنی اسرائیلیوں نے سیموئیل کے ساتھ عمونیوں کے بادشاہ ناحس کے خلاف فتح کا جشن منایا۔

فتح کے جشن کے بعد سیموئیلؑ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

دیکھو بنی اسرائیل۔ جو کچھ تم نے مجھ سے کہا میں تمہاری بات مانی اور ایک بادشاہ تمہارے اوپر ٹھہرایا ہے اور اب دیکھو یہ طالوت بادشاہ تمہارے آگے آگے چلتا ہے میں تو بوڑھا ہو اور میرا سر سفید ہو گیا ہے اور دیکھو میرے بیٹے تمہارے ساتھ ہیں میں لڑکپن سے آج تک تمہارے سامنے رہا ہوں میں اب بھی تمہاری خدمت کے لئے حاضر ہوں

دیکھو بنی اسرائیل۔ آج تم خداوند اور اس کے منتخب بادشاہ طالوت کے سامنے بتاؤ کہ کیا میں نے آج تک تم میں سے کسی کا بیل یا کسی کا گدھا لیا کیا میں نے تم میں سے کسی کا حق مارا یا کسی پر ظلم کیا یا میں نے اگر کسی کے ہاتھ سے رشوت لے کر اپنے استعمال میں لائی ہو تو میں اندھا ہو جاؤں۔ بتاؤ اگر میں نے ایسا کیا ہو تو میں اسے واپس کرنے کے لئے تیار ہوں اس پر بنی اسرائیل نے یک زبان ہو کر جواب دیا۔

اے اللہ کے نبی تو نے ہمارا حق نہیں مارا اور نہ ہم پر ظلم کئے اور نہ تو نے کسی کے ہاتھ سے کچھ لیا۔ تب آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے سیموئیلؑ نے فرمایا اے خداوند تمہاری ذات اور تمہاری طرف سے بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت گواہ ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں نکلا اس پر بنی اسرائیل نے بلند آواز میں کہا ہاں اللہ کے نبی خداوند گواہ ہے کہ ہم میں سے کسی نے بھی تم سے کچھ نہیں لینا۔

بنی اسرائیل کے اس جواب سے سیموئیلؑ بڑے خوش ہوئے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے پھر کہنا شروع کیا۔

سنو بنی اسرائیل وہ خدا ہی ہے جس نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو مقرر کیا اور تمہارے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

باپ دادا کو مصر سے نکالا جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں غور سے سنو۔

سنو بنی اسرائیل۔ جب یعقوبؑ مصر میں گیا اور تمہارے باپ دادا نے خداوند سے فریاد کی تو خداوند نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بھیجا۔ جنہوں نے تمہارے باپ دادا کو مصر سے نکال کر اس جگہ بسایا۔ پر وہ اپنے خدا کو بھول گئے تو اس نے ان کو مختلف اقوام کے ہاتھوں مغلوب و ذلیل کیا۔ اس کے بعد جب بنی اسرائیل کو اپنی غلطیوں کا احساس ہوا تو انہوں نے خداوند سے فریاد کی اور کہا کہ ہم نے گناہ کیا اس لئے کہ ہم نے خداوند کی ذات کو چھوڑ کر سامیوں کے دیوتا بعل اور ان کی دیوی عشتار کی پرستش کی۔ تو خداوند نے تم لوگوں کو عزت بخشی اس کے بعد خداوند نے مجھ سیموئیل کو بھیجا۔ تاکہ تم لوگوں کو تمہارے دشمنوں کے ہاتھوں سے جو تمہارے چاروں طرف ہیں رہائی دلاؤں اور تم چین سے رہنے لگو۔

دیکھو بنی اسرائیل تم نے مجھ سے کہا کہ ہم پر کوئی بادشاہ سلطنت کرے حالانکہ خدا تمہارا بادشاہ ہے تو اب اس بادشاہ کو دیکھو جسے تم نے چن لیا ہے جس کے لئے تم نے درخواست کی تھی اور وہ طالوت ہے دیکھو اب خداوند سے ڈرتے ہوئے اور اس کی پرستش کرتے ہوئے اس کی بات مانتے رہو اور خداوند کے حکم سے سرکشی نہ کرو اور تم اور وہ بادشاہ جو تم پر سلطنت کرتا ہے خداوند کے پیرو بنے رہو تو پھر تو خیر ہے اور اگر تم خداوند کی بات نہ مانو۔ اپنے خدا کے حکم سے سرکشی کرو اور جو تم پر بادشاہ مقرر کیا ہے وہ بھی ایسی سرکشی کرے تو پھر یاد رکھنا خداوند کا عذاب تمہارے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا جیسا کہ وہ تمہارے باپ دادا کے خلاف اٹھا کرتا تھا میں تم سے کہتا ہوں کہ اب تم لوگ سرکشی نہ کرنا اپنے خداوند کے مطیع ہو کر رہنا اور اسی کی بندگی اور عبادت کرنا۔ دیکھو بنی اسرائیل گیہوں کاٹنے کے دن شروع ہو گئے ہیں میں تمہارے سامنے خداوند سے عرض کروں گا کہ اس وقت جب کہ آسمان صاف ہے آسمان پر بادل گرجے اور پانی برسے تاکہ تم جان لو اور دیکھ بھی لو کہ تم نے خداوند کے حضور اپنے لئے بادشاہ مانگنے سے کتنی بڑی شرارت کی ہے اس لئے کہ اصل بادشاہ تو خدا ہی ہے اگر تم اسی کے مطیع و فرمانبردار ہو کے رہتے اسی کی بندگی اور عبادت کرتے ہوئے ہر دکھ مصیبت کے وقت اسی کو پکارتے تو وہ تمہاری خوب مدد کرتا

چنانچہ اس موقع پر اللہ کے نبی سیموئیلؑ نے خداوند سے عرض کی اور خداوند کی طرف سے اس دن بادل بڑا گرجا اور پانی برسا۔ تب سب لوگ سہم گئے اور ڈر گئے وہ یہ جان گئے تھے کہ یہ جو بادل برسا ہے اور بادل گرج رہے ہیں تو یہ ہو نہ ہو خداوند کی طرف سے ان پر عذاب ہی نازل ہو جائے گا تب سب لوگ خداوند اور سیموئیلؑ سے بہت ڈرے اور سب لوگوں نے سیموئیلؑ سے کہا کہ ہمارے لئے خداوند سے دعا مانگو کہ ہم کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ حالانکہ اس میں شک نہیں کہ خداوند کو فراموش کرتے ہوئے ہم نے اپنے لئے بادشاہ مانگ کر ایک طرح کی شرارت ہی کی ہے۔

سیموئیلؑ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ دیکھو بنی اسرائیل اب خوف نہ کرو۔ اس میں شک نہیں کہ تمہاری طرف سے شرارت کی ابتداء ہوئی ہے پھر بھی تم لوگ خداوند کی پیروی سے کنارا کش ہرگز نہ ہونا۔ بلکہ اپنے دل کی تہوں سے خداوند کی بندگی اور اطاعت کر و اس کی عبادت سے کبھی کنارہ کش نہ ہونا ورنہ باطل چیزوں کی پیروی کرنے لگو گے جو نہ فائدہ پہنچا سکتی ہیں نہ رہائی دے سکتی ہیں اس لئے کہ وہ سب باطل ہیں جہاں تک میری ذاتی کا تعلق ہے تو میں تمہارے لئے دعا کرتا رہوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ تم ہمیشہ خداوند سے ڈرتے رہو اور دل کی تہہ سے سچائی سے اس کی عبادت کرو۔ سنو بنی اسرائیل جو کچھ میں نے کہا ہے اگر اس پر تم لوگوں نے عمل نہ کیا تو یاد رکھنا تم اور تمہارا بادشاہ دونوں کے دونوں نابود کر دیئے جاؤ گے۔

بنی اسرائیل کو یہ وعظ اور نصیحت کرنے کے بعد اللہ کے نبی سیموئیلؑ اپنی گھر رامہ کی طرف چلے گئے تھے اس موقع پر طالوت کے بیٹے یونتن سے ایک غلطی ہوئی اور وہ یہ کہ اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ اس نے جوش و جذبہ میں آکر فلسطیوں کی ایک چوکی پر حملہ کر دیا تھا اور اس چوکی میں جس قدر فلسطی سپاہی تھے انہیں قتل کر ڈالا یہ خبر جب فلسطیوں کے بادشاہ معوک کو پہنچی۔ تو اس نے اپنے سارے ملک میں نرسنگھا پھنکوا کر لوگوں کو بنی اسرائیل کے خلاف جنگ کرنے کی ترغیب دینا شروع کر دی تھی اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے طالوت بھی محتاط ہو گیا اور فلسطیوں کے خلاف متوقع جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے وہ بھی اپنے لشکر کو تیار کرنے لگا تھا اس طرح فلسطی اور بنی اسرائیل دونوں ایک دوسرے کو زیر کرنے کے لئے اور جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے بڑی تیزی سے اپنے لشکر جمع

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کرنے لگے تھے۔

OOOO

روت کو سامیوں کی چاند دیوی عشتار کے مندر سے نکلنے کے بعد زربائیل بحیرہ قلزم کے اس حصہ کے ساتھ سفر کرتا رہا جسے خلیج سویز کہہ کے پکارا جاتا ہے رفیدیم سے نکل کر وہ المرح وہاں سے ایلیم پھر مارہ اور عیون موسیٰ سے ہوتا ہوا بحیرات مرہ کے قریب آیا گو ان دنوں سردی کا موسم اپنے عروج پر تھا پھر بھی خلیج سویز کا پانی اس قدر چڑھا ہا تھا کہ وہ بحیرات مرہ کے ساتھ مل گیا تھا لہذا خلیج سویز اور بحیرات مرہ کے درمیان جو خشکی کا کافی بڑا ٹکڑا تھا اسے پانی نے گھیر رکھا تھا جس کی بنا پر وہاں سے گزر کر زربائیل مصر کی حدود میں داخل نہ ہو سکا۔

اس وجہ سے اس نے اپنے سفر کو جاری رکھا وہ مزید آگے بڑھا شاید اس کا ارادہ تھا کہ بحیرات مرہ اور بحرہ تمساح کے درمیان جو خشکی کا ٹکڑا ہے وہاں سے گزر کر وہ مصر کی حدود میں داخل ہو جائے تو زربائیل کی خوش قسمتی کہ بحیرات مرہ کا پانی بحرہ تمساح سے ملا ہوا نہیں تھا اور خشکی کا وہ ٹکڑا جو میلوں تک موجود تھا وہ خشک پڑا ہوا تھا گو وہاں زمین کافی نشیبی اور دھنسی ہوئی تھی اس لئے کہ اکثر جب بحر احمر کا پانی چڑھتا تو خلیج سویز بھی بلند ہوتی پہلے وہ اپنے قریبی بحیرات مرہ سے ملتی اور اگر پانی مزید بڑھتا تو بحیرات مرہ سے آگے وہ بحیرہ تمساح کو بھی اپنے ساتھ ملا لیتی تھی یہ بحیرات مرہ اور بحرہ تمساح مصر کی حدود پر کھارے پانی کی وہ کھاڑیاں تھیں جو کبھی سمندر کے پانی سے مل جاتی تھیں اور کبھی علیحدہ ہو جاتی ہیں بہرحال زربائیل کی خوش قسمتی کی بحرہ تمساح اور بحیرات مرہ کے درمیان خشکی کا وسیع ٹکڑا موجود تھا لہذا وہ وہاں سے مصر کی حدود میں داخل ہوا۔

بحیرات مرہ اور بحرہ تمساح کے بیچ میں سے گزرنے کے بعد تھوڑا سا آگے جا کر ایک بہت بڑا چوک آتا تھا جہاں سے مختلف شاہراہیں نکلتی تھیں ایک شاہراہ وہاں سے سیدھی بعل ضفون سے ہوتی ہوئی دریائے نیل کے بائیں کنارے مصر کے مرکزی شہر ممفس کی طرف چلی گئی تھی دوسری شاہراہ وہاں سے دریائے نیل کے ذرا فاصلہ پر مصر کے معروف شہر ہیوم سے ہوتی ہوئی دریائے نیل کے اس حصہ کی طرف چلی گئی تھی جہاں نیل دو حصوں میں تقسیم ہونے کے بعد اپنے ڈیلٹا کی طرف بڑھتا تھا جو تھی شاہراہ دائیں جانب

سکات شہر سے ہوتی ہوئی جشن کے علاقوں سے گزرتی مصر کے بہت بڑے شہر رعمسیس کی طرف چلی گئی تھی یہ جشن کا علاقہ وہی تھا جہاں اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام کے بلانے پر حضرت یعقوب علیہ السلام فلسطین سے بنی اسرائیل کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے اور جشن نام کے اسی علاقہ میں آباد ہوئے۔

خلیج سویز کے ساتھ سفر کرتے کرتے اپنے سامنے گدے پر لٹاتے ہوئے روت کو زربائیل نے خوب اچھی طرح چھپا رکھا تھا لیکن بحیرات مرہ اور بحرہ تمساح کے بیچ میں سے گزرنے کے بعد جب وہ مصر کی حدود میں داخل ہوا تو اس نے روت کے اوپر ڈالی ہوئی چادر ہٹا دی اور اسے اپنے سامنے گدلے پر بٹھا دیا تھا روت بے چاری چونکہ منہ اور ہاتھ بندھے ہوئے تھی لہذا وہ بے بس اور لاچار تھی مزاحمت نہیں کر سکتی تھی جب روت کو اپنے آگے بٹھائے زربائیل اس چوک پر آیا تو ایک دم اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روک دیا اس لئے کہ شاہراہ کے عین وسط میں ایک گھوڑا سوار اس کی راہ روکے کھڑا تھا وہ سوار سفید رنگ کے گھوڑے پر سوار تھا چہرے پر اس نے سیاہ نقاب ڈال رکھا تھا اور دشت کے اندر اڑتی ریت میں وہ اس وقت موت کا کوئی ہیولہ لگتا تھا اس کے قریب جانے اور اپنے گھوڑے کو روکنے کے بعد ایک جھٹکے کے ساتھ زربائیل نے اپنی تلوار بے نیام کی پھر اسے فضا میں بلند کرتے ہوئے اس سوار کو زربائیل نے مخاطب کیا تھا۔

تم کون ہو؟ اور ان صحراؤں اور ویرانوں میں تم نے کیوں میری راہ روکنے کی جسارت اور جرأت کی ہے۔ اس پر اس سوار نے اپنے چہرے سے سیاہ رنگ کا نقاب ہٹائے بغیر زربائیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا دیکھ اجنبی جو سوال تو نے مجھ سے کیا ہے اگر یہی سوال میں تم سے پوچھوں تب تیرا کیا جواب ہو گا جواب میں زربائیل دھاڑتی اور غراتی ہوئی آواز میں بول پڑا۔

دیکھ اجنبی جب تم میرے متعلق تفصیل جانو گے تو خود بخود میری راہ سے ہٹ جاؤ گے سنو میں فلسطیوں کے بادشاہ معوک کے شاہی تیغ زنوں میں سب سے اعلیٰ و ارفع حیثیت رکھتا ہوں یہ بات بھی اپنے ذہن میں لکھ رکھو کہ میں سلگتے صحراؤں کے گمان میں گرمیٔ شوق اور آتش سوز پنہاں میں ہجر کا درد بن کر وارد ہونے والا شخص ہوں جب کوئی میرے مقابل آنے کی جرأت اور جسارت کرتا ہے تو میں زربائیل خاموش وقت اور خزاں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

رسیدہ تیرہ فضاؤں میں موت کی وادیوں کا بھیانک پن ثابت ہوتا ہوں دشمن پرورش کرنے والے گرداب اور خونخوار بگولوں کے بہاؤ کی طرح چھاجاتا ہوں دیکھ میری راہ روکنے والے اجنبی اب بھی وقت ہے میری راہ سے ہٹ جا مجھے میری منزل کی طرف بڑھنے دے ورنہ یاد رکھ تھوڑی دیر تک تو نے میرا وقت ضائع کرنے کی کوشش کی تو برسوں کے سیل بلا اور موج فتنہ خیز کی طرح میں تم پر حملہ آور ہوں گا۔ تیرے دل کے دریا کو مضطرب لہروں میں تبدیل کردوں گا دیکھ اجنبی ابھی وقت ہے میری راہ سے ہٹ جا ورنہ تو پچھتائے گا اب بھی تیرے لئے موقع ہے ورنہ یاد رکھنا جس طرح آندھیاں چٹانوں کی سخت جانی کے راز کوہستانوں پر کھولتی ہیں اسی طرح میں بھی تجھ پر وارد ہوں گا۔ تیری ذات کو بکھری شفق کی طرح لت لت تیرے لہو کو صحرا کی اس پیاسی ریت پر بکھیرتے ہوئے میں تیری ساخت کو ادھورے سپنوں کی طرح فضاؤں میں تحلیل کردوں گا اپنی منزل کو جا۔ ورنہ ان ویرانوں میں میرے سامنے تو اپنے ہی سوز میں ماتم کناں ہو جائے گا اور اندھے کنوئیں کی لاحاصلی کے ابر کی طرح تیرے ہاتھ کچھ نہ لگے گا دیکھ اجنبی تو نے جو مجھ سے سوال کیا تھا اس کا جواب میں نے تمہیں تفصیل کے ساتھ دے دیا ہے۔ اب تو بھی کچھ کہہ تو کون ہے۔ کیوں میری راہ روکی ہے۔ تیری میری کیا دشمنی ہے مجھ سے تو کیا چاہتا ہے۔

جواب میں راہ روکنے والا وہ اجنبی جو سفید گھوڑے پر سوار تھا اور چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب ڈالے ہوئے تھا کچھ دیر خاموش کھڑا رہا پھر اس کی قہر اور بھیانک پن برساتی ہوئی آواز ان ویرانوں اور صحرائی حصوں میں بلند ہوئی تھی۔

دیکھ فلسطیوں کے بادشاہ معوک کے تیغ زن دیکھ اپنا نام زربائیل بتانے والے جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو بنیادی طور پر میں نیکی کے اس عنصر جیسا ہوں جو سوندھی سوندھی سوچوں جذبوں کی مہکار، لفظوں کی دیوار کو ان کا نکھار عطا کرتے ہیں۔ ذاتی طور پر میں وقت کے ان لمحوں کا پرتو ہوں جو ہر ہستی کے ورق ورق پر چھپے ہوئے جوہروں کو فرش کہکشاں، فراز آسماں جیسی توقیر عطا کرتا ہے دیکھ زربائیل میں ان صاحب درد، صاحب صدق لوگوں میں سے ہوں جو زخم لالہ گل کی خونی داستانوں اور ماضی مرحوم کے افسانوں کو جمال صبح نو اور سفر نکہت و روشنی عطا کر جاتے ہیں۔

دیکھ زربائیل میری ذات کا یہ رخ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو رفاقت کا

نشہ لے کر سامنے آتے ہیں جو امن اور آشتی کے پیامبر ثابت ہوتے ہیں جو عصمتوں کے امین اور عزتوں کے پاسبان ثابت ہوتے ہیں لیکن تیرے جیسے لٹیروں کے لئے میری ذات کا ایک دوسرا حصہ بھی ہے جو خونی طوفان کھڑے کر دیتا ہے۔

دیکھ زربائیل قبل اس کے کہ میں تیرے خلاف حرکت میں آؤں پہلے یہ بتا کہ یہ جو لڑکی تو نے اپنے گھوڑے پر اپنے سامنے بٹھا رکھی ہے تو نے کیوں اس کے منہ پر کپڑا باندھ رکھا ہے کیوں اس کے ہاتھ تو نے پشت پر باندھے ہوئے ہیں اس لڑکی کو چھوڑ دے تاکہ میں جانوں اس کی کیا حقیقت ہے تو اسے کہاں سے زبردستی اٹھا کے لے آیا ہے۔

راہ روکنے والا وہ اجنبی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ زربائیل نے قہر برساتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کیا۔

دیکھ اجنبی تو بکواس کرتا ہے تیرا اس لڑکی سے کیا تعلق میں جانوں اور یہ جانے کہ میرا اس سے کیا رشتہ ہے کوئی محتسب تو نہیں جو میں اس کے لئے تیرے سامنے جوابدہ ہوں راہ روکنے والے اس اجنبی نے کھولتی ہوئی آواز میں زربائیل کی بات کو کاٹتے ہوئے بڑے بھیانک پن سے کہنا شروع کیا تھا۔

دیکھ زربائیل قسم مجھے اپنے اس رب کی جو سمندر کے طوفانوں کو نظم عطا کرتا ہے جو صدف سے ساحل تک گوہر کے سفر کو آسان کرتا ہے جو کلام شاعر کو معجز اثری اور تخت سلطان و غنی کو تختہ۔ کوتاہ نظراں میں تبدیل کرتا ہے اگر تو نے میری بات نہ مانی تو ان صحراؤں ان ویرانوں میں میں تجھے کاٹ کر اس لڑکی کو اس کی منزل تک ضرور پہنچاؤں گا۔

سن زربائیل۔ قسم مجھے اپنے اس خداوند کی جو کائنات کی ہر خشت کے ذریعے ذرے برگ و ورق کے ہر رگ کے بھید جانتا ہے جو اندھیری راتوں کے سرسراتے اداس لمحوں کو نگار صبح طرب اور زرد پتوں کے ہجوم میں بھی شبنم کو نکہتیں اور گلوں کے کانپتے تشنہ ہونٹوں کو خوشبوؤں کا رس عطا کرتا ہے۔ اگر تو نے میرا کہا نہ مانا تو ان ویرانوں میں تیری ہستی کو میں صحرائی ذروں کی طرح بکھیرتے ہوئے اس لڑکی کو اس کی منزل تک ضرور پہنچاؤں گا تیری بہتری تیری بھلائی اسی میں ہے کہ میری بات مان اور اگر تو نے ایسا نہ کیا۔

تو پھر سن!

ہوس کے بے دام بندے میں تم پر ایسے نزول کروں گا کہ تیری نیند کے سمندر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

میں وحشت، تیری آرزوؤں کے مندر میں خوف بھر دوں گا۔ موت کا لمحہ بن کر تیرے الفاظ میں گھلوں گا تیری روح تک میں انقلاب برپا کرتا چلا جاؤں گا میں اپنے چہرے سے نقاب ہٹانے لگا ہوں ذرا میری طرف غور سے دیکھنا میں کون ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا دایاں ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے اپنے چہرے سے سیاہ رنگ کا نقاب ہٹا دیا تھا۔ زربائیل نے دیکھا وہ شارون بن علبون تھا۔ وہی شارون بن علبون جو اس سے پہلے کئی بار اشدود کی تربیت گاہ میں کھلے مقابلوں میں زربائیل کو تیغ زنی کے فن میں مات دے چکا تھا شارون بن علبون کو ان ویرانوں میں اپنے سامنے دیکھتے ہوئے لمحہ بھر کے لئے زربائیل شراروں سے بھرے موسموں جیسا ویراں اور زرد چہروں پر موت کو آوازیں دیتی درد کی پھانس جیسا ویران ہو کے رہ گیا تھا۔ تاہم جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر شارون بن علبون کو اس نے مخاطب کیا۔

دیکھ ابن علبون۔ تو بہت اچھے وقت پر میرے سامنے آیا اب ان ویرانوں میں تیرا میرا سامنا تیرا میرا ٹکراؤ ہو گا اور میں تیری ہستی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے روت کو اپنی منزل کی طرف لے کے ضرور جاؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی زربائیل نے روت کو پکڑ کر اپنے سامنے سے نیچے ریت پر ڈال دیا تھا۔ روت بے حد خوفزدہ ہو رہی تھی۔ لہٰذا وہ بڑی تیزی سے چلتی ہوئی ایک طرف ہٹ گئی تھی اتنی دیر تک زربائیل نے اپنی پیٹھ پر بندھی ہوئی ڈھال اتاری اپنے گھوڑے کو اس نے ایک سخت مہمیز لگائی پھر عجیب سے نعرے اپنے منہ سے نکالتے ہوئے وہ شارون بن علبون پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا تھا اتنی دیر تک شارون نے اپنی تلوار بے نیام کرتے ہوئے اپنی ڈھال بھی سنبھال لی تھی۔

زربائیل نے شارون بن علبون پر ایک ہولناک وار کیا جسے اپنی ڈھال پر روکنے کے بجائے شارون نے اپنی تلوار پر لیا تھا پھر اس زور سے اس نے اپنی ڈھال زربائیل کے شانے پر ماری کہ زربائیل اپنا توازن کھو بیٹھا اور اپنے گھوڑے سے نیچے گر گیا تھا اس موقع پر شارون بن علبون زمین پر گرے ہوئے زربائیل کی طرف متوجہ نہیں ہوا بلکہ اس نے اپنے گھوڑے کو سخت ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھایا اور ذرا فاصلے پر کھڑی روت کی طرف بڑھا تھا ایک دم اپنے گھوڑے سے چھلانگ لگا کر نیچے اترا اور جس کپڑے سے پشت پر روت کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے وہ کپڑا اس نے کاٹ دیا پھر ایک جست کے ساتھ اپنے گھوڑے پر دوبارہ

بیٹھتے ہوئے روت کو مخاطب کیا۔ دیکھ روت میں نے تیری پشت پر بندھے ہوئے ہاتھ کھول دیئے ہیں اب تو اپنے منہ سے کپڑا کھول لینا اور وہ جو بائیں جانب ریت کا ٹیلہ ہے اس کی اوٹ میں چلی جانا ہو سکتا ہے زربائیل جب میرے ہاتھوں شکست اٹھانے کے قریب ہو تو وہ مایوس ہو کر کہیں تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔

یہاں تک کہتے کہتے شارون بن علبون خاموش ہو گیا اس لئے کہ زربائیل جو زمین پر گرا تھا اس وقت تک اٹھ کر دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا اور شارون پر حملہ آور ہونے کے لئے وہ پھر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا چکا تھا لہٰذا روت کی طرف سے ہٹ کر اس کا سامنا کرنے کے لئے شارون بن علبون تیار ہو گیا تھا جبکہ شارون بن علبون کی ہدایت پر روت بے چاری بھاگ کر ریت کے ٹیلے کے پیچھے چلی گئی تھی۔

ٹیلے کے پیچھے جا کر روت کسی قدر مطمئن ہو گئی تھی اور پھر شارون بن علبون کو وہاں دیکھتے ہوئے روت جو تھوڑی دیر پہلے تک موت چھپائے لمحوں جیسی ہو گئی تھی اب وہ ساز گل میں رقص کرتی نکہت، صنوبر کی جبیں پر تازگی کی لکیروں جیسی خوشگوار، جمال صبح کے خواب گوں لمحوں، ظلمتوں کی دوردیوں میں روشنی کے سفر جیسی تابندہ، سدابہار گلیوں کے دیدہ زیب نکھار نسترن کے شگوفوں کی دلرباتنویر جیسی دلکش، مشرق سے پھوٹتے سیل نور ہر نظر کو سکون بخشتے جلوہ نوخیزی سی دلپسند خدوخال میں افق کے سحر کی رنگینی اور مہ کہکشاں کی شگفتہ کلیوں جیسی شاداب، محبت کی سندر مسافرت اور لہراتے گل کے تن کی پرچھائیوں جیسی پرکشش ہو کے رہ گئی تھی۔

اس کا جسم ساز کی دھڑکنوں پر لہراتے مے کے پیالوں اور اس کی آنکھیں روپ کی دولت میں چمکتے دیپ اجالوں جیسا سماں باندھ گئے تھے جبکہ اس کے لب مے کا چھلکتا ہوا جام اور لمحوں کے سرور سے بھری ٹھنڈے مشروب کی بینا جیسے رسدار اس کا چہرہ زمرد والماس کے اجالوں میں مسرتوں بھرے جھونکوں اور خوبصورت حوادث کی لہروں کی مانند ہو رہا تھا وہ بچاری ریت کے ٹیلہ کے پیچھے جانے کے بعد ٹکٹکی باندھے بس شارون بن علبون کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی سلامتی اس کی کامیابی کیلئے دعائیں مانگ رہی تھی۔

باؤلے کتے اور خونخوار بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے زربائیل نے ایک بار پھر شارن بن علبوں پر حملہ کیا تھا لیکن زربائیل کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ شارون بن علبون

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

نے بڑی آسانی سے اس کے اس حملہ کو بھی روک دیا تھا ساتھ ہی شارون بن علبون نے جوابی حملے بھی شروع کر دیئے تھے جو لحہ بہ لحہ زربائیل کیلئے خطرناک اور تکلیف دہ ہوتے دکھائی دینے لگے تھے۔

ایک موقع پر جب شارون بن علبون اور زربائیل دونوں کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں تو ایک لحہ کی بھی تاخیر کئے بغیر شارون بن علبون نے اپنی پوری قوت کے ساتھ کچھ اس زور کا جھٹکا زربائیل کو دیا کہ زربائیل پھر اپنا توازن کھو بیٹھا اور گھوڑے سے نیچے گر گیا تھا۔ عین اسی لحہ شارون بن علبون بھی غصیلے انداز میں گھوڑے سے کودا اور زربائیل کی طرف بڑھا تھا اتنی دیر تک زربائیل اٹھ کھڑا ہوا تھا اب دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر کر ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے تھے۔

زربائیل نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی حیلے کسی نہ کسی بہانے شارون بن علبون کو ان ویرانیوں میں اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرکے پہلے کی طرح روت کے ساتھ اپنے سفر کو جاری رکھے لیکن وہ محسوس کر رہا تھا کہ اب معاملہ اس کے بس سے باہر نکلتا جا رہا ہے اس لئے کہ شارون بن علبون بڑی تیزی سے لڑتے ہوئے اس پر صبح کی چادر کو تار تار کرکے تیزی سے پھیلتی نور کی کرنوں، احساس کی دہلیز پر سرگوشیاں کرتی موت اور جان پر مسلط ہوتی موسموں کی بدلتی رت کی طرح چھاتا چلا جا رہا تھا۔

اچانک ایک خطرناک وار کرتے ہوئے شارون بن علبون نے زربائیل کو مخاطب کیا دیکھ زربائیل۔ اب وقت آگیا ہے کہ میں تیری ہتھیلی کو مقدر کی تماشہ گاہ بنانے لگا ہوں۔ انسانیت کے دشمن، مروت کے بیری، عمر کا کھیل اب ختم ہونے کو ہے۔ تیری زندگی تھک کر چپ چاپ ابدی نیند سونے کو ہے تو نے اس روت کو امرت جان کر حاصل کرنا چاہا پر دیکھ یہ تیرے لئے زہر ہلاہل اور آب مرگ ثابت ہو رہی ہے دیکھ زربائیل موت کا سفر تمہیں صدائیں دے رہا ہے اور مرگ کے خوابیدہ سائے تیرے دل میں موت کی تشنگی کی طرح ہرا اٹھنے کو ترس رہے ہیں۔

شارون بن علبون کے ان الفاظ نے سر سے لے کر پاؤں تک زربائیل کو سرما کے باوجود پسینے پسینے کر دیا تھا اس کے چہرے پر خوف کی لہریں اور اس کی آنکھوں میں خطرات محسوس کرتے احساسات جاگ اٹھے تھے اس کے ساتھ ہی زربائیل کی رہی سہی

ہمت بھی جواب دے گئی اس لئے کہ شارون بن علبون پہلے سے کہیں زیادہ طوفانی انداز میں اس پر حملہ آور ہونے لگا تھا زربائیل بڑی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار کرتے ہوئے اور انتہائی مشکل سے اس کے حملوں کے سامنے اپنا دفاع کرتے ہوئے پیچھے ہٹ رہا تھا۔

پھر ایک موقع پر شارون بن علبون نے ایک انتہائی خطرناک وار زربائیل پر کیا۔ زربائیل جس وقت اس وار کو روکنے میں محو تھا اپنی پوری قوت سے شارون بن علبون نے ایک لات اس کے پیٹ میں ماری جس کے نتیجے میں زربائیل ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا تھا اس کی ڈھال اور تلوار بھی اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی تھی۔

اس موقع پر اپنی جگہ سے اٹھ کر پھر زربائیل نے اپنی تلوار اور ڈھال پر گرفت کرنا چاہی تھی۔ لیکن شارون بن علبون اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھا اور اس نے اس کی تلوار اور ڈھال اٹھا کر دور پھینک دی تھی پھر اپنی تلوار کی نوک زمین پر اٹھ کر بیٹھے ہوئے زربائیل کی گردن پر رکھتے ہوئے بڑی قہرمانی میں شارون بن علبون نے اسے مخاطب کیا

دیکھ زربائیل پہلے تم پر صرف ایک جرم عائد ہوتا تھا اور تمہیں اسی جرم کی سزا دینے کے لئے میں نے عرب کے ریگزاروں سے فلسطیوں کے شہر اشدود تک سفر کیا تھا دیکھ زربائیل فلسطیوں کے بادشاہ معوک کے تیغ زنوں میں شامل ہونا میری زندگی کا مقصد اور اجتہانہ تھی سن تو نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ عرب تاجروں کو اشدود کی شرقی سرائے میں ہلاک کیا تھا۔ میں اپنے ساتھی کے ساتھ انہی عرب تاجروں کا انتقام تم اور تمہارے ساتھیوں سے لینے کے لئے اشدود شہر میں داخل ہوا تھا اور بہت جلد میں اپنے انتقام کی ابتدا کرنے والا تھا۔

پر دیکھ زربائیل۔ اس دوران تم ایک دوسرا جرم کر بیٹھے اور وہ جرم یہ کہ تم نے میری بیوی عرفہ کو قتل کیا اس کے ساتھ تو نے مری بیوی کے باپ عاموس اور میرے بہترین دوست سافط بن عدی کو بھی موت کے گھاٹ اتارا تو نے اپنے جن ساتھیوں کو بھاری رقم کے عوض اس کام کے لئے استعمال کیا انہیں میں پکڑ چکا ہوں اور انہیں موت کے گھاٹ اتار چکا ہوں انہوں نے مجھ پر انکشاف کیا تھا کہ تم اشدود سے رفیدیم کی طرف روانہ ہوئے ہو اور وہاں سے روت کو نکالنے کے بعد مصر کی سرزمین میں جاؤ گے لہذا میں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بحیرات مرہ اور بحیرہ تمساح کے درمیان ریت کے اونچے ٹیلوں کی گھات میں بیٹھ گیا تھا میں جانتا تھا کہ تو اگر مصر کی طرف جانا چاہتا ہے تو تمہیں اسی راستے سے مصری حدود میں داخل ہونا پڑے گا۔ پھر دیکھ اس صحرائی خطے کی ویرانیوں میں میں نے کیسے تیری راہ روکی۔

دیکھ زربائیل۔ تیرے جرائم ایسے ہیں کہ انہیں کسی بھی صورت معاف نہیں کیا جاسکتا اس کے ساتھ ہی شارون بن علبون نے اپنی تلوار بلند کر کے گرائی اور ایک ہی وار میں اس نے زربائیل کی گردن کاٹ دی تھی۔

اس موقع پر ریت کے ٹیلے کے پیچھے چھپی ہوئی روت باہر نکل آئی تھی زربائیل کے قتل ہونے پر وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی تھوڑی دیر اپنی جگہ پر رک کر وہ عجیب سے انداز اور انوکھے سے جذبے میں اپنے سامنے کھڑے شارون بن علبون کی طرف دیکھتی رہی پھر اس کی حرکات اور اس کے انداز سے یوں لگتا تھا جیسے وہ زوردار انداز میں شارون بن علبون سے بغلگیر ہونے کے لئے بھاگ کھڑی ہو۔ اور اس حرکت کی ابتدا کرتے ہوئے کچھ قدم آگے بھی بڑی تھی لیکن نہ جانے کیا سوچتے ہوئے وہ اپنی جگہ پر رک گئی اور حسرت بھرے انداز میں وہ شارون بن علبون کی طرف دیکھتی رہ گئی تھی پھر آہستہ آہستہ وہ شارون کے قریب آئی اور اسے مخاطب کیا۔

دیکھ ابن علبون۔ مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہوا کہ تاجروں کے علاوہ اس شیطان صفت انسان نے تمہارے دوست کے علاوہ تمہاری بیوی اور اس کے باپ کو بھی اپنے آدمیوں کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار ادیکھ ابن علبون جب تو دشت عرب سے فلسطیوں کے شہر اشدود میں داخل ہوا تھا تب تو شادی شدہ نہ تھا نہ ہی تیرے ساتھ تیری بیوی تھی نہ ہی تو نے اشدود میں شادی کی تھی اس پر اس کی بات کاٹتے ہوئے شارون بن علبون بول پڑا۔

دیکھ روت تیرا اندازہ درست ہے پر تیرے اشدود سے رفیدیم چلے آنے کے بعد میں عرفہ بنت عاموس نامی لڑکی سے شادی کرلی تھی تو جانتی ہوگی یہ لڑکی دجون دیوتا کے بڑے پجاری اخیم کی بھی جاننے والی تھی اس کا تعلق اس خانہ بدوش قبیلے سے تھا جسے اخیم اچھی طرح جانتا تھا اور یہ لڑکی اور اس کے ساتھی اشدود میں میری آمد سے پہلے یہ بھی اطلاع کر نے گئے تھے کہ میں چند دن تک اس کے پاس پہنچنے والا ہوں اس لڑکی سے میری ملاقات

اس وقت ہوئی تھی جب میں اشدود کی طرف سفر کر رہا تھا پھر میرا اس کے قبیلے میں آنا جانا ہوا اس کا باپ میرے ساتھ بڑا مہربان نکلا اور اس نے خوبصورت عرفہ کو میرے ساتھ بیاہ دیا پر اس بدبخت نے عین اس وقت اپنے ساتھیوں کے ذریعے میرے دوست، میری بیوی اور اس کے باپ کو قتل کرا دیا جس وقت فلسطیوں کے بادشاہ معوک اور اس کے بیٹے اکیس نے میری اور جالوت کی دعوت کر رکھی تھی پر دیکھ روت اس زربائیل کو تو میں نے اس کے گناہوں کی سزا دے دی ہے اب اس کے جو ساتھی ہیں میں باری باری ان پر بھی وارد ہوں گا اور انہیں بھی کیفر کردار تک پہنچاؤں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد شارون بن علبون لمحہ بھر کے رکا پھر اس نے روت کو مخاطب کیا۔

دیکھ روت ہمیں زیادہ دیر یہاں رک کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے تو فوراً اس زربائیل کے گھوڑے پر بیٹھ جا میں اپنے گھوڑے پر سوار ہونے لگا ہوں اب ہم دونوں کو وقت ضائع کئے بغیر رفیدیم کی طرف روانہ ہو جانا چاہیئے اس موقع پر شارون کی طرف دیکھتے ہوئے روت کا چہرہ نہ صرف یہ کہ شرم و حیا کے باعث سرخ ہو گیا تھا بلکہ اس موقع پر وہ اسے کچھ کہنا بھی چاہتی تھی پر نہ جانے کیوں اس کے ہونٹ سل گئے تھے اور وہ خاموش رہی اور پھر جب شارون بن علبون اپنے گھوڑے کو ایڑ لگانے لگا تب بڑی مشکل سے الفاظ جمع کرتے ہوئے روت بول پڑی۔

دیکھ ابن علبون۔ کیا اس بار چند دن تم میرے پاس رفیدیم میں قیام کرو گے اس پر شارون بن علبون نے روت کی طرف دیکھے بغیر کہہ دیا۔

دیکھ روت ایسا ممکن نہیں۔ میں تمہیں رفیدیم کے مندر میں پہنچانے کے بعد واپس جاؤں گا اسلئے کہ میرے ذمے اور بہت کام ہیں جن کی میں نے تکمیل کرنی ہے اس کے ساتھ ہی شارون بن علبون نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی مجبوراً روت نے بھی اپنے گھوڑے کو مہمیز لگاتے ہوئے ہانک دیا تھا پھر بحیرات مرہ اور بحیرہ تمساح کے بیچ سے گذرنے کے بعد انہوں نے بحیرات مرہ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ خلیج سویز کے کنارے آئے پھر بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے وہ رفیدیم کی طرف جا رہے تھے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

روت کو چاندی دیوی عشتار کے مندر میں پہنچانے کے بعد اور وہاں قیام کیے بغیر شارون بن علبون اشدود کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

فلسطی اور اسرائیل ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنی تیاریوں کو اپنے عروج کی طرف پہنچا چکے تھے فلسطی اپنے مرکزی شہر اشدود سے نکل کر بنی اسرائیل کے سرحدی شہر بیت اون کے مشرقی طرف خیمہ زن ہو گئے تھے اس وقت فلسطیوں کے لشکر میں لگ بھگ تیس ہزار رتھ چھ ہزار سوار اور پیدل سپاہیوں کا ایک بہت بڑا لشکر تھا بنی اسرائیل نے جب دیکھا کہ فلسطیوں کا اتنا بڑا لشکر ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے بیت اون میں جمع ہو گیا ہے تو وہ یہ خیال کرنے لگے کہ ان فلسطیوں کی وجہ سے وہ کسی آفت یا مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے لہذا وہ سخت خوفزدہ اور پریشان ہوئے اور فلسطیوں سے بچنے کے لئے وہ غاروں ، کوہستانوں ، گڑھوں چٹانوں اور جھاڑیوں میں چھپ کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کرنے لگے ۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

شروع میں بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا لشکر طالوت کے ساتھ جمع ہو گیا تھا لیکن جب لوگوں کو یہ خبریں پہنچنے لگیں کہ فلسطیوں کا ایک بہت بڑا لشکر بیت اون میں جمع ہو گیا ہے تو وہ لوگ جو طالوت کے پاس جمع ہوئے تھے وہ بھی آہستہ آہستہ چھٹنے شروع ہو گئے تھے ۔

طالوت کے بیٹے یوتن نے اندازہ لگایا کہ اگر لوگ اسی طرح اس کا اور اس کے باپ کا ساتھ چھوڑتے ہوئے جاتے رہے تو پھر ان کے پاس فلسطیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک بھی سپاہی نہیں رہے گا۔ لہذا اس نے فلسطیوں پر قابو پانے کے لئے ایک ترکیب پر

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

عمل کرنے کا ارادہ کیا۔

وہ اپنے اسلحہ بردار اور چند دیگر جنگجوؤں کو لے کر فلسطیوں کی ایک نزدیک ترین چوکی کی طرف گیا چوکی کے قریب جا کر یوتن نے اپنے اسلحہ بردار اور دیگر جنگجو جو اس کے ساتھ تھے انہیں مخاطب کر کے کہا دیکھو میرے عزیزو میرے بھائیو۔ میں تمہیں لے کر فلسطیوں کی جو نزدیک ترین چوکی ہے اس کا رخ کر رہا ہوں ممکن ہے خداوند ہمارا کام بنا دے اور فلسطیوں کے مقابلے میں خداوند ہمیں کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کا کوئی سبب کوئی حیلہ بنا دے۔

کیونکہ خداوند جب کسی کو نوازنے پر آتا ہے تو وہ تعداد کی کثرت اور قلت کو نہیں دیکھتا اس پر یوتن کا جو اسلحہ بردار تھا وہ کہنے لگا دیکھ یوتن جو تیرے جی میں آئے تو کر بہرحال ہم تیرے ساتھ ہیں یوتن نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

دیکھ۔ ہم جو سامنے والی جو فلسطیوں کی چوکی ہے وہاں جائیں گے اور فلسطیوں کو اپنا آپ دکھائیں گے اگر وہ ہم سے یہ کہیں کہ ہمارے آنے تک ٹھہرو جب ہم اپنی جگہ چپ چاپ کھڑے رہیں گے اور ان کے پاس نہیں جائیں گے اور اگر وہ یوں کہیں کہ ہمارے پاس آؤ پھر ہم ان کی طرف جائیں گے اور یہ سوچتے ہوئے جائیں گے کہ خداوند قدوس نے انہیں ہمارے حق میں کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے دیکھو میرے ساتھیوں بس یہی دو نشان ہیں جنہیں سامنے رکھتے ہوئے ہمیں فلسطیوں کی طرف جانا ہے اگر انہوں نے ہمیں اپنے پاس آنے سے روک دیا تو میں خداوند کی طرف سے یہ اشارہ جانوں گا کہ اس میں ہمارا نقصان ہے ہمیں آگے نہیں جانا چاہیئے اور اگر انہوں نے ہمیں اپنے پاس بلایا تو میں خداوند کی طرف سے یہ اشارہ جانوں گا کہ ہمیں آگے بڑھنا چاہیئے اسی میں خداوند کی طرف سے ہمارے لئے بھلائی اور فتح مندی ہے۔

یوتن کے ساتھیوں نے یوتن کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ گھات سے نکل کر فلسطیوں کی چوکی کے سامنے آئے فلسطی سپاہی نے جب انہیں دیکھا تو وہ پکار کر انہیں کہنے لگے کہ ہمارے پاس آؤ چونکہ یوتن پہلے ہی اپنے لئے دو اندازے مقرر کر چکا تھا لہٰذا وہ ان کے پکارنے پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور یہ سوچ رہا تھا کہ خداوند ان کے مقابلے میں اسے ضرور فتح مندی عطا کرے گا اس وقت شام ہونے کے قریب تھی قریب

جا کر اپنے اسلحہ بردار اور دیگر جنگجوؤں کے ساتھ چوکی کے فلسطیوں پر یوتن حملہ آور ہوا اور ان کا قتل عام کیا اس طرح اس معرکے میں یوتن اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں لگ بھگ بیس فلسطی مارے گئے تھے ان فلسطیوں کے مارے جانے سے چاروں طرف فلسطی لشکر میں اور دیگر چوکیوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ بنی اسرائیل نے اچانک فلسطیوں پر حملہ کر دیا ہے اور وہ ان کا خوب قتل کرتے ہوئے ان کے قلب لشکر کی طرف بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔

یہ خبریں سننے کے بعد فلسطی لشکر میں ایک تہلکہ اور بدحواسی سی پھیل گئی اور وہ ایک طرح سے ایک دوسرے ہی پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے اس دوران بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو فلسطیوں کے ڈر سے طالوت کا ساتھ چھوڑ کر ادھر ادھر ہو گئے تھے وہ بھی پہاڑوں غاروں اور جھاڑیوں سے نکل کر طالوت کے بیٹے یوتن کے ساتھ شامل ہونا شروع ہو گئے اس طرح آہستہ آہستہ یوتن کے ساتھ ایک مسلح جمعیت جمع ہونا شروع ہو گئی تھی جسے کے ساتھ اس نے فلسطیوں کی دوسری چوکیوں پر بھی حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا لہٰذا دوسری چوکیوں کے فلسطی بھی جب یوتن کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانے کے بعد بھاگے تب فلسطیوں کے لشکر کو یقین ہو گیا کہ واقعی بنی اسرائیل نے ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کا قتل عام شروع کر دیا ہے۔

طالوت کو جب خبر ہوئی کہ اس کے بیٹا اور اس کے ساتھیوں نے فلسطیوں پر حملہ کر دیا ہے اور یہ کہ چھپے ہوئے بنی اسرائیل کے لوگ بھی اپنی پناہ گاہوں سے نکل کر فلسطیوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے ہیں تو اس نے بھی ارادہ کر لیا کہ فلسطیوں پر ایک زوردار حملہ کیا جائے اور حملے سے پہلے اس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک شام نہ ہو اور میں اپنے دشمنوں سے بدلہ نہ لے لوں اس وقت تک اگر کوئی کچھ کھائے تو ملعون ہو۔

اس کے بعد طالوت نے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا اور فلسطیوں پر حملہ آور ہوا اس دن فلسطیوں کی بدحواسی اور غلط فہمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طالوت کی سرکردگی میں بنی اسرائیل نے مکماس سے لے کر ایالون تک فلسطیوں کا خوب قتل عام کیا چاروں طرف فلسطیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور وہ بھیڑیں بکریاں اور بیل بچھڑے جو اپنے ساتھ وہ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لے کر آئے تھے ان پر بنی اسرائیل کا قبضہ ہو گیا تھا۔

جس وقت یوتتن اور اس کے ساتھ جنگل میں فلسطیوں کا تعاقب کر رہے تھے کہ وہاں انہوں نے شہد کے چھتے دیکھے جن سے شہد ٹپک رہا تھا پر کوئی اپنے ہاتھ اپنے منہ تک نہ لے گیا اس لئے کہ طالوت نے انہیں قسم دے رکھی تھی کہ جب تک دشمنوں سے بدلہ نہ لے لیا جائے اس وقت تک اگر کوئی کھائے تو ملعون ہو لہذا اس خوف سے کسی بنی اسرائیل نے شہد کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا لیکن یوتتن کو چونکہ اپنے باپ کے ان احکامات کا کوئی علم نہ تھا لہذا اس نے اپنے عصا کے ایک سرے کو شہد کے چھتے میں گھونپا اور وہاں سے جو شہد ٹپکا وہ اس نے کھایا۔ جس وقت وہ ایسا کر رہا تھا اس وقت جو لوگ اس کے ساتھ تھے انہوں نے اس پر انکشاف کیا۔

دیکھ یوتتن۔ تیرے باپ نے لوگوں کو قسم دے کر سخت تاکید کی تھی اور کہا تھا کہ جو شخص آج کے دن کچھ کھائے وہ ملعون ہو گا ور دیکھو اس کی اس قسم کا بھرم رکھتے ہوئے لوگ بھوک سے بے دم ہو رہے ہیں لیکن کھانے پینے کی چیز کی طرف نہیں دیکھتے یوتتن کہنے لگا میرے باپ نے ایسا کر کے اپنے لوگوں کو دکھ دیا ہے اسے لوگوں کو کھانے پینے کی عام اجازت دینی چاہیئے تھی۔

فلسطیوں کو بنی اسرائیل کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی طالوت نے بنی اسرائیل کو ایک جگہ جمع کیا پھر بنی اسرائیل کے کاہن کو بلایا اور اس سے کہا کہ کسی اشارے کسی طریقے سے خداوند کی رضامندی اور اس کی منظوری کا نشان حاصل کرنے کی کوشش کریں تاکہ ہمیں اپنے سامنے بھاگتے ہوئے فلسطیوں کا رات کے وقت تعاقب کرنا چاہیئے کہ نہیں۔ بنی اسرائیل کے اندر جو رواج اور روایت تھی اس کے مطابق خداوند کی رضامندی کا نشان حاصل کرنے کی کوشش کی گئی پر کاہن حیران رہ گئے کہ جو طریقہ وہ استعمال کرتے تھے اس کے مطابق کوئی جواب نہ ملا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے طالوت اور کاہن بے انتہا پریشان ہوئے پھر طالوت نے اپنے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم سب بنی اسرائیل کے سردار میرے نزدیک آؤ اور دیکھو کہ آج کے دن کون سا بڑا گناہ ہم سے سرزد ہوا جس کی بنا پر خدا ہمارا ساتھ دینے پر رضامند نہیں ہے۔

طالوت نے سارے بنی اسرائیلیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا دیکھو تم سب

کے سب ایک طرف ہو جاؤ میں اور میرا بیٹا یوتتن ایک طرف ہو جائیں گے لوگوں نے طالوت سے کہا دیکھ بادشاہ جو مناسب ہو تو کر۔ ہم سب اس سلسلے میں تیرے ساتھ ہیں جب سب بنی اسرائیلی ایک طرف ہو گئے طالوت اور اس کا بیٹا ایک طرف کھڑے ہوئے تب انتہائی عاجزی سے طالوت نے خداوند کو مخاطب کر کے حق کو ظاہر کرنے کی التجا کی۔ اس موقع پر جو طریقہ کار بنی اسرائیل استعمال کرتے تھے اس کے مطابق نشان طالوت اور اس کے بیٹے یوتتن پر ظاہر ہوا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے طالوت نے پھر بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

بنی اسرائیل اب میں اور میرے بیٹے کسی ایک کے نام کا قرعہ ڈالو دوبارہ پہلے کی طرح قرعہ ڈالا گیا اس مرتبہ قرعہ یوتتن کے نام نکلا اس پر طالوت نے بے پناہ غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے بیٹے یوتتن کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ بتا تو نے کیا کیا۔ جس کی بنا پر خداوند ہم سے ناراض ہے اس پر سچ بولتے ہوئے یوتتن نے بڑی عاجزی سے جواب دینا شروع کیا۔

اے میرے باپ میں جھوٹ نہیں بولوں گا دیکھ تو نے لوگوں کو قسم دی تھی کہ دشمنوں سے بدلہ لینے سے پہلے اگر کوئی کھائے تو وہ ملعون ہو گا لیکن مجھے تیرے اس فیصلے کا علم نہیں تھا لہذا جنگل میں فلسطیوں کا تعاقب کرتے ہوئے میں نے اپنے عصا کا ایک سرا شہد کے ایک چھتے میں بھونکا اور وہاں سے میں نے شہد کھایا تھا دیکھ اگر میرے مرنے سے میرا خداوند راضی ہوتا ہے تو اے میرے باپ میں اس کے لئے تیار ہوں۔

اس پر طالوت نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ دیکھ یوتتن میرے بیٹے۔ تو میرے خداوند کی ناراضگی کا باعث بنا ہے لہذا تجھے مرنا ہی ہو گا طالوت کے اس فیصلے پر بنی اسرائیل کے لوگ بڑے فکر مند اور خوفزدہ ہوئے انہوں نے طالوت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا خداوند کی قسم ایسا ہر گز نہ ہو گا یوتتن کے سر کا ایک بال بھی زمین پر گرنے نہیں پائے گا یوتتن وہ ہے جس نے آج اپنی ذہانت اور دلیری اور شجاعت سے فلسطیوں کو پسپا کیا اور ہمیں اس قابل بنایا کہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے ہم ان کا قتل عام کریں دیکھ طالوت جو کام تیرے بیٹے یوتتن نے کیا ہے وہ یقیناً خداوند کی ناراضگی نہیں ہے لہذا کسی بھی صورت

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

یوتن مارا نہ جائے گا جب سارے بنی اسرائیل کے لوگوں نے یوتن کے حق میں فیصلہ دیا تب طالوت خاموش ہو گیا اس طرح لوگوں نے یوتن کو بچا لیا۔ اور وہ مارا نہ گیا یہ فیصلہ ہونے کے بعد طالوت نے بھاگتے ہوئے فلسطیوں کا تعاقب نہ کیا دوسری جانب فلسطی بدترین شکست اٹھانے کے بعد واپس اپنے مرکزی شہر اشدود کی طرف چلے گئے تھے۔

OOOO

سامیوں کی چاند دیوی عشتار کے مندر کا بڑا پجاری کنفتور ایک روز سورج غروب ہونے کے وقت آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کمرے کے دروازے پر آیا جس میں حسین و خوبصورت روت کی رہائش گاہ تھی دروازے پر آکر بڑا پجاری کنفتور دنگ رہ گیا تھا اس لئے کہ اس نے دروازے میں سے اندر دیکھا روت اپنے کمرے میں مسہری پر وقت کے بے رحم ہاتھوں فکر و غم سے بھرپور احساس جیسی ویران حیات کے شانے پر موت کی کشمکش کے بوجھ جیسی دبی دبی بے خدا بستیوں میں اڑتی دھول جیسی افسردہ اور آنکھوں کی گہری نمی میں گیلی لکڑی کی سلگاہٹوں کے عمل جیسی اداس پڑی ہوئی تھی اس کی حالت سے یوں محسوس ہوتا تھا گویا اس نے اپنے وجود کا دریا لے کر غموں کے سمندر میں غوطہ لگا لیا ہو بوڑھے کنفتور نے یہ بھی دیکھا کہ اس سمے روت کا اساطیری جمال بکھرے اوراق جیسا ہو رہا تھا شہزادیوں کو شرماتی اس کی خوبصورتی الفاظ و مفہوم کے منقطع رابطوں کی مانند تھی۔ دلوں کو اپنی طرف کھینچ لینے والا اس کا پر کشش جمال دل کی پیچیدہ سسکتی گرہوں کی مانند ہو رہا تھا اس کے چہرے کا سارا حسن ساری جاذبیت بکھرے ہوئے بادل اور کٹے پھٹے سائبان کے ٹکڑے ٹکڑے سایوں جیسا لگ رہا تھا۔

کنفتور تھوڑی دیر تک اس کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر بڑی محویت اور انہماک سے روت کی طرف دیکھتا رہا پھر ہلکا سا کھنگارتے ہوئے اس نے اپنی موجودگی کا جب اظہار کیا تو روت کسی قدر سنبھل کر بیٹھ گئی تب کنفتور اندر داخل ہوا اور روت کے سامنے ایک نشست پر بیٹھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

دیکھ میری بیٹی آج تو شام کے وقت اس قدر اداس اور ویران کیوں ہے آج تو عشتار کے سامنے تیرا رقص ہے میں تو سمجھا تھا کہ تو رقص کرنے کی تیاریاں مکمل کر چکی ہو گی لیکن تو اپنی مسہری پر اداس افسردہ اور ویران پڑی ہوئی ہے اس پر بوجھل اداس اور پر نم

آنکھوں سے ایک بار روت نے بڑے پجاری کنفتور کی طرف دیکھا پھر اس کی غموں سے بھرپور آواز اس کمرے میں سنائی دی۔

محترم کنفتور۔ کسی کے عکس کسی کی پرچھائیاں مجھے اپنا شکار کر چکی ہیں میری آنکھوں میں چھپی کسی کی یادیں میری جان و مال کی فتوحات کا باعث بن چکی ہیں میں درختوں کی ان لمبی قطاروں اور طائران ہمنشین کی اس اڑان جیسی ہو کے رہ گئی ہوں جو کھلی وادیوں میں چھم چھم برستی محبت کی موسلادھار بارش میں شرابور ہو کے رہ گئی ہوں کنفتور میرے محترم میرے لئے اب ان ہونی ہونی میں بدل گی ہے میرے لئے شکست خواب کی شمعیں آنسوؤں کے نقاب بن کر ایک کہانی سب کی زبانی جیسی صورت اختیار کرنے لگی ہیں یوں جانو محترم کنفتور میں اجلی فرجینوں میں بھرے تھکے دعاگوں کی طرح اٹھ گئی ہوں میں اپنے آپ کو اس معصوم زرد چڑیا جیسی محسوس کر رہی ہوں جس کے لئے طرب کی زندگی کے سارے راستے بند کر دیئے گئے ہوں۔

محترم کنفتور کیا آپ نہیں دیکھتے میری گفتگو کی نغمگی میرے نغمہ گر حسن کا انداز تکلم کھو گیا ہے گھٹوں پر طنز میرے جمال کے لہجہ کی حلاوت اور مندروں میں بت میرے پائے خوباں کے نشانات اٹھ بکھر گئے ہیں میں مقدس صحیفہ میں رکھے مور کے پر جیسی خوش کن تھی پر اب لذت اشک اور گونگی سوچیں میرا مقدر ہو کے رہ گئی ہیں محترم کنفتور کبھی میں زندہ شہر گل بداماں راستوں، جگمگاتے بازاروں، جشن جیسی بجی دکانوں کی مانند تھی پر اب میں سولیوں پر ٹنگی ساعتوں غموں کی بڑھتی بھیڑ میں بے بسی کا تھیلا لئے روز و شب بھاگتے لمحوں جیسی ہو کے رہ گئی ہوں میری حالت اب اس لڑکی جیسی ہے جو گئے سال کی پشیمانی اور آنے والے سال کے خوف میں مبتلا ہو کے رہ گئی ہو۔

روت کی اس گفتگو پر بڑا پجاری کنفتور تھوڑی دیر تک سر جھکا کچھ سوچتا رہا پھر اس نے بڑے غور سے روت کی طرف دیکھا۔

دیکھ روت۔ میری بیٹی۔ مجھے معموں میں اور پہیلیوں میں الجھا کر مت رکھو صاف صاف کہو تمہاری یہ حالت کس نے بنائی ہے کیا کسی نے تم پر ظلم کیا ہے کوئی تم پر جبر کا باعث بنا ہے کیا تم ان لوگوں سے خوفزدہ ہو جو تمہیں ایک بار یہاں سے اٹھا کر لے گئے تھے۔ اس پر آنسو بھری آنکھوں میں روت نے کنفتور کی طرف دیکھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

محترم کفتور ایسی کوئی بات نہیں ہے نہ مجھ پر کسی نے جبر کیا ہے نہ ظلم۔ نہ میں ان لوگوں سے خوفزدہ ہوں جنہوں نے مجھے اغوا کیا تھا اس لئے کہ اس شخص کا جس نے مجھے اغوا کیا خاتمہ کر دیا گیا ہے دیکھ محترم کفتور میں ان لوگوں میں سے ایک کی محبت میں گرفتار ہو گئی ہوں جن سے میں کبھی انتہا درجے کی نفرت کرتی تھی میں ان لوگوں میں سے ایک کو دل کے اندر بٹھا چکی ہوں جنہیں میں کبھی کوئی اہمیت نہ دیتی تھی محترم کفتور ایک شخص بری طرح میرے دل میں بس گیا ہے اس کے بغیر اب میری زندگی میری زیست ادھوری ہے اور میں اگر اپنی کیفیت کھل کر کہوں تو میں یوں بھی کہہ سکتی ہوں کہ وہ شخص اگر مجھے نہ ملا تو میں زندہ نہ رہ سکوں گی دیکھ محترم کفتور۔ آج کے بعد میں چاند دیوی کے اس مندر میں رقص نہیں کروں گی بلکہ اس شخص کا بے چینی سے انتظار کروں گی جس نے میری دلی میری ذہنی اور میرے جسم کی ہیئت تک بدل کر رکھ دی ہے۔

روت کی گفتگو نے کفتور کو الجھا کر رکھ دیا تھا تھوڑی دیر تک وہ شکوؤں بھرے انداز میں روت کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا روت میری بیٹی تو جانتی ہے میں نے اس مندر میں آج تک تجھے اپنی سگی بیٹی کی طرح رکھا بیٹی کھل کر کہہ۔ تیری یہ حالت کس نے کی۔ کس کی محبت۔ کس کی الفت میں مبتلا ہوئی۔ دیکھ میری بیٹی میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اگر تو اس کے ساتھ جانا چاہے گی تو میں تیری راہ نہیں روکوں گا پر پہلے یہ فیصلہ کر جسے تو دل دے چکی ہے کیا وہ بھی تمہیں چاہتا ہے کیا وہ بھی تم سے محبت کرتا ہے اور تجھے اپنانے اور تجھے اپنی زندگی کا رفیق بنانے پر آمادہ اور رضامند ہے۔

جواب میں روت تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے ایک بار غور سے کفتور کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

محترم کفتور۔ میں اس کی کیفیت تو نہیں جانتی میں تو صرف اپنے متعلق کہہ سکتی ہوں کہ وہ شخص اب میرے لئے ہمدردیاں سمیٹتا صبح کا ستارہ بن چکا ہے اگر اس نے مجھے نہ اپنایا تب بھی اس کی محبت مجھے بلاتی رہے گی اگر وہ شخص مجھے اپنے محبت کے سمندر سے فقط دوچار اشکوں کی رطوبت ہی عطا کر دے تو میں اپنے آپ کو خوش قسمت خیال کروں گی اگر وہ شخص مجھ جیسی ٹوٹ کر بکھرتی لڑکی کو اپنی ذات کے ساتھ وابستہ رکھنے کے لئے ایک لفظ بھی لکھنے کی اجازت دے دے تو قسم اس چاند دیوی کی میں اپنا جسم اوڑھے

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

ساری عمر اس کا انتظار کر سکتی ہوں اس لئے کہ میری روح میرے بدن سے اس وقت تک رہا نہ ہو گی جب تک وہ میری پہچان کو آشنائی نہیں دیتا اور اگر اس نے مجھے ٹھکرا دیا تو میں زمینی خواہشوں سے ماورا ہونے کے لئے ابد کے ان کناروں کی طرف کوچ کر جاؤں گی جہاں سب کو موت انجانی راہوں اور ان دیکھی منزلوں کی طرف لے جاتی ہے اس لئے کہ موت ہی ہر روگ کا تریاق ہے محترم کفتور جس طرح ازل سے پتھروں کی خشک پیاسی درزیں بارش کا انتظار کرتی ہیں ایسے ہی اب میں اسکی منتظر رہوں گی اس کے بغیر میری حالت زلزلوں کے ملبے خوفناک خوابوں کے بادلوں سے تصادم اور ابد کی زرد خونی چھاؤں سے مختلف نہ ہو گی۔

محترم کفتور جس شخص نے میری یہ حالت کی ہے اسکا نام شارون بن علبون ہے

روت کے اس جواب پر لگتا تھا کفتور خوش ہو گیا تھا اس لئے کہ اس کے چہرے پر دور دور تک مسکراہٹیں کھیل گئیں تھی وہ تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا دیکھ بیٹی تو یوں ہی ہلکان ہو رہی ہے شارون بن علبون کو میں اچھی طرح جانتا ہوں وہ ایک انتہائی مخلص انتہائی دلیر بدو اور طاقتور انتہائی پر قوت اور پرزور صحرائی جنگجو ہے وہ جب اپنے مخالفوں پر حملہ آور ہوتا ہے تو صحرا میں اٹھنے والے خونی بگولوں کی طرح ان پر چھا جاتا ہے بیٹی تو جانتی ہے وہ دو بار تیری آزادی، تیری رہائی اور تیری حفاظت کا باث بن چکا ہے فلسطیوں کے شہر اشدود سے وہی تمہیں یہاں لے کر آیا۔ اور پھر جب زربائیل نے تمہیں یہاں سے اٹھا کر مصر کی حدود میں لے جانا چاہا تھا تب بھی وہی تیرے کام آیا اور تجھے اس کے چنگل سے چھڑا کر واپس اس مندر میں لایا۔ اس پر روت کفتور کی بات کاٹتے ہوئے بول پڑی۔

دیکھ محترم کفتور۔ اس کا یہی کردار تو میرے لئے پشیمانی اور مصیبت کا باعث بن گیا ہے جس وقت اس نے میری رہائی کے لئے اشدود کی تربیت گاہ میں زربائیل سے مقابلہ جیتا تھا اس وقت میرے دل میں اس کے لئے کوئی جذبہ نہ تھا صرف معمولی سی ایک ہمدردی اس صحرائی بدو کے لئے اٹھی تھی وہ صرف اس بنا پر کہ وہ میری رہائی کا باعث بنا تھا پھر مجھے اپنے ساتھ وہ یہاں تک لے کر آیا راستے میں جو اس کا میرے ساتھ سلوک تھا اس سے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بہر حال میں کافی متاثر ہوئی تھی۔

اس کے بعد جب زربائیل نے مجھے اس مندر سے اٹھا لیا تو جس وقت وہ مجھے مصر کی طرف لے جارہا تھا قسم عشتار دیوی کی میں اپنی زندگی اپنی جان اپنی عصمت اور اپنی عزت سے بالکل مایوس ہو چکی تھی پر عین اس وقت جب وہ بحیرات مرہ اور بحیرہ تمساح کے درمیان مصری حدود میں داخل ہو رہا تھا ایک چوراہے پر شارون بن علبون اس کی راہ روک کھڑا ہوا اور میری حفاظت کرتے ہوئے اور میری جان میری عزت کو بچاتے ہوئے اس نے زربائیل کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اور میری طرف غلط نگاہ اٹھائے بغیر وہ مجھے کمال حفاظت اور شفقت کے ساتھ اس مندر میں چھوڑ گیا محترم کفتور اس کے اسی رویے نے میرے اور اس کے درمیان جو دوری، بیگانگی اور ناآشنائی تھی اسے ختم کر کے رکھ دیا تھا اب یوں جانو میں اسے اپنے جسم کا حصہ خیال کرنے لگی ہوں شارون بن علبون وہ پہلا شخص ہے جو اپنے اوصاف کے ساتھ پہلی بار میری کنواری سانسوں میں بسا ہے اس کی ذات میرے لئے انتہائی محترم ہے اور اس کا نام میرے لئے خوشیوں کا پیغامبر ہے یوں جانو کفتور میں اپنی جان اپنے دل اپنے روح گویا کہ ہر شئے کو شارون بن علبون کے قدموں پر نچھاور کر دینے کا تہیہ کر چکی ہوں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

روت کے خاموش ہو جانے پر کفتور نے انتہائی شفقت اور تسلی آمیز انداز میں اسے مخاطب کیا دیکھ میری بیٹی اب تو فکر مند نہ ہو تو خواہ مخواہ میں پریشان اور ہلکان ہو رہی ہے یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ تو نہیں ہے دیکھ اپنے آپ کو سنبھال اٹھ منہ ہاتھ دھو اچھا اور نیا لباس پہن ۔ بھلے تو عشتار دیوی کے سامنے رقص مت کیا کرنا لیکن اپنے آپ کو خوش رکھ ۔ دیکھ بیٹی میں چند یوم تک کسی کو بھیجوں گا کہ وہ شارون بن علبون کو بلا کر یہاں لائے پھر تو اس کے سامنے اپنی دلی کیفیت کا اظہار کرنا اس پر روت کپکپاتی ہوئی آواز میں کہہ اٹھی۔

دیکھ محترم کفتور۔ مجھ میں اتنی ہمت اور جرأت نہیں کہ میں اس کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کر سکوں اس پر کفتور پھر بول پڑا۔

دیکھ میری بیٹی۔ جیسا کہ تو مجھے بتا چکی ہے اشدود میں دجون دیوتا کے مندر کا بڑا پجاری اخیم شارون بن علبون کی نگاہوں میں بڑی وقعت بڑی عزت رکھتا ہے اور اخیم بھی اسے اپنے بیٹوں ہی کی طرح خیال کرتا ہے پھر میں ایسا کروں گا تمہیں اشدود شہر میں اخیم

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کے پاس بھجوا دوں گا تو اپنی دلی کیفیت کو اخیم پر ظاہر کر دینا پھر وہ اس سلسلے میں خود ہی شارون بن علبون سے بات کرے گا تمہیں شارون سے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی اگر اس سلسلے میں شارون بن علبون تم سے کچھ پوچھے تو دیکھ میری بیٹی چپ مت رہنا اپنی دلی کیفیت خوشگوار الفاظ میں اس سے ضرور کہنا اس طرح وہ پوری طرح تیری محبت میں ڈوب کر رہ جائے گا۔

کفتور کی اس گفتگو سے روت مطمئن ہو گئی تھی پھر کفتور کے کہنے پر وہ اپنی حالت سنوارنے کے لئے بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ کفتور بھی اس کمرے سے نکل کر مندر کے دوسرے حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ایک روز عرب تاجروں کے چار قاتل اماوس، یورام، نحسون اور ابیاہ تربیت کے میدان کے اطراف میں پانچویں قاتل ایاقیم کے کمرے میں داخل ہوئے جبکہ چھٹے قاتل زربائیل کو پہلے ہی شارون بن علبون مصر کی سرحد پر موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔

چاروں قاتل جب پانچویں قاتل ایاقیم کے کمرے میں آکر بیٹھ گئے تب یورام نے ایاقیم کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا

دیکھ ایاقیم۔ خیریت تو ہے تو نے بڑی رازداری سے ہمیں اپنے کمرے میں کیوں بلایا ہے تو عمالیقی ہے اور اپنے گھر گیا ہوا تھا بتا کیا تو اپنے وطن سے کوئی ایسی خبر لایا ہے جو سنا کر تو ہمیں خوش کرنا چاہتا ہے اس پر ایاقیم کی غمزدہ سی آواز سنائی دی۔

سنو میرے ساتھیو! میں تمہارے لئے ایک انتہائی بری خبر لایا ہوں تم جانتے ہو کہ جب زربائیل جو میرا ہم وطن اور میری ہی بستی کا رہنے والا ہے یہاں سے روانہ ہوا تھا تو اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ مصر میں اپنے رشتہ داروں کے یہاں جانے کے بعد وہ مجھے اپنے خیریت کی اطلاع کرے گا اور یہ بھی بتائے گا کہ اس نے روت سے شادی کر لی ہے یا نہیں۔ اس نے کئی ہفتے گذر گئے مجھے اطلاع نہ دی میں اس کے متعلق فکر مند تھا اس لئے کہ وہ میرا رشتہ دار ہے پھر میں اس کو تلاش کرنے کی خاطر مصر کی اس بستی کی طرف گیا۔ جہاں اس نے قیام کرنا تھا لہٰذا میں تم پر انکشاف کروں کہ زربائیل اس بستی میں نہیں پہنچا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

مصر کی اس بستی سے نکل کر میرے رفیقو۔ میں سامیوں کی چاند دیوی عشتار کے مندر میں گیا اور میں وہاں سے یہ دیکھتے ہوئے دنگ رہ گیا کہ روت وہاں موجود تھی اس کا اس طرح وہاں موجود ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ زربائیل اسے وہاں سے نکال کر مصر لیجانے میں کامیاب نہیں ہوا تھا دیکھو میرے ساتھیو۔ رفیدیم میں چاند دیوی کے اس مندر سے نکل کر میں اپنے گھر گیا وہاں میں زربائیل کے اہل خانہ سے ملا وہاں سے مجھے خبر ہوئی کہ زربائیل اپنے گھر بھی نہیں گیا۔

ان سارے انکشافات سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ زربائیل کو کسی نے قتل کر دیا ہے میرے خیال میں جس وقت وہ اشدود سے رفیدیم کی طرف جانے کے لئے روانہ ہوا تو راستے میں اچانک اس پر کوئی حملہ آور ہوا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس بار ابیاہ نے الیاقیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ الیاقیم۔ زربائیل ایک بے مثل تیغ زن۔ انتہائی شجاع اور طاقتور انسان تھا اور کسی کا یوں حملہ آور ہو کر اسے موت کے گھاٹ اتار دینا کوئی اتنا آسان کام نہ تھا اس پر الیاقیم پھر بول پڑا۔

دیکھ ابیاہ۔ اگر یہ کام آسان نہ تھا تو کئی لوگوں کے لئے مشکل بھی نہ تھا اس لئے کہ تو نہیں جانتا ہے عرب کے صحراؤں سے آنیوالے شارون بن علبون نے کسی آسانی کے ساتھ اس تربیت گاہ میں کئی بار زربائیل کو تیغ زنی اور طاقت اور قوت کے مقابلے میں اپنے سامنے زیر کیا۔ اگر یہی شارون بن علبون کہیں اشدود اور رفیدیم کے درمیان زربائیل پر وارد ہو گیا ہو تو زربائیل کو کیا قتل نہیں کر سکتا۔

الیاقیم کی ان باتوں سے باقی چاروں قاتل بھی چونک سے پڑے تھے لہذا اس بار اماوس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

دیکھ الیاقیم۔ کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو کیا تم ہم پر یہ انکشاف کرنا چاہتے ہو کہ اس شارون بن علبون نے زربائیل کو ختم کر دیا ہے الیاقیم نے غمزدہ سی آواز میں کہا۔

دیکھ اماوس۔ میرا یہی خیال ہے یا یوں جانو مجھے ابھی تک شک ہے کہ اسی شارون بن علبون نے ہی زربائیل کو ختم کیا ہے اگر یہ درست ہے تو پھر یاد رکھنا ایک نہ ایک روز یہ شارون بن علبون ہم پر بھی ہاتھ اٹھائے گا اس لئے کہ اس نے اگر زربائیل کو

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

قتل کیا ہے تو پھر اس کا تعلق ان تاجروں سے ہے جو ہمارے ہاتھوں مارے گئے تھے اور جنہیں ہم نے لوٹا تھا۔

تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی اس کے بعد ان کا دوسرا ساتھی نحسون بول پڑا۔

دیکھو میرے ساتھیو۔ اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں کہ شارون بن علبون انتہائی خونخوار طاقتور اور بے مثل تیغ زن ہے لیکن پہلے ہمیں معاملے کی تحقیق کرنی چاہیے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ زربائیل کا قاتل یہی شارون بن علبون ہے تو پھر سنو ہم سب مل کر اس شارون بن علبون کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے تاکہ ہمارے سروں پر منڈلانے والے خطرات ٹل جائیں نحسون کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا پھر وہ اٹھ کر اپنے اپنے کمروں کی طرف چلے گئے تھے۔

OOOO

رات اپنے ابتدائی حصہ میں فطرت کی مرمری لوحوں جیسے لمحوں پر بھاگتی ہر شئے کو اپنے ہونٹوں کی سسکیوں اور اپنی آنکھوں سے شارشار بہتی ان کہی باتوں کے نشہ میں ڈبوتی چلی جارہی تھی فطرت کے شفاف آئینہ جیسی شبنمی رتوں پر نیند کے مالی واہمے غلبہ کرنے لگتے تھے یادوں کے سینوں اور مندرں میں آرزوؤں کے نئے خواب آلود دیپک جل اٹھے تھے ایسے میں شارون بن علبون اپنے کمرے میں دین ابراہیمی کے مطابق عبادت کرنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے دعائیہ انداز میں اپنے خداوند کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

یااللہ! یہ مسکراتے شہر یہ ناچتی گلیاں سب تیرے کن کے طفیل ہیں یا اللہ۔ تو ہی ہر جبیں پر طلوع شباب ہر ذرے کے رخ پر تابش کی تحریریں مرقوم کرتا ہے میں ایک ساحل مراد کا امیدوار ہوں میرے اللہ اس غریب الوطنی میں میری مدد فرما۔

یااللہ! اس پردیس میں میں مثل گردوقت کے آئینہ کا اسیر ہوں میری منزل گرد کدورت سے دھندلا چکی ہے میرے اللہ میری فضا کو گردش لیل و نہار سے چکاچوند کردے میرے اللہ قطرے قطرے میں تیرے حسن کا پرتو ہے۔ ذرے ذرے میں تیرے نور کا عکس ہے تو ہی ہر شئے کا ملک و مدد کرنے والا ہے میرے اللہ دشمنوں سے نپٹنے کے لئے میں

صحرائے عرب سے فلسطیوں کے اس شہر کی طرف آیا ہوں۔ مجھے اس کام کی تکمیل کرنے کی استطاعت عطا فرما۔

یہاں تک دعا مانگنے کے بعد شارون بن علبون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھا اپنے سر پر بندھا ہوا عمامہ اس نے اتارا پہلے سر پر آہنی خود رکھنے کے بعد عمامہ کے پیچ اس پر اس نے جمائے تھے اس کے بعد اپنی پیٹھ پر اس نے ڈھال باندھی نیام سمیت تلوار کی پٹی اپنی کمر پر باندھی اس کے بعد وہ اپنے کمرے سے نکلا تربیت گاہ کے میدان میں جو کمرے بنے ہوئے تھے ان کی راہداریوں پر وہ ایک طرف ہو لیا تھا یہاں تک کہ وہ ایک کمرے کے سامنے جا رکا اور دروازے پر اس نے دستک دی تھی۔

شارون بن علبون کے دستک دینے پر وہ دروازہ نہیں کھلا تھا بلکہ اندر سے کسی کی آواز آئی تھی کون ہوں اور رات کے اس وقت کیا چاہتے ہو اس پر شارون بن علبون اپنی آواز کسی قدر بدلتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ اگر تم ایاقیم ہو تو فوراً دروازہ کھول دو اس لئے کہ میں تمہارے لئے تمہارے دوست تمہارے عزیز اور رشتہ دار زربائیل کی طرف سے ایک انتہائی اہم پیغام لے کے آیا ہوں اس لئے کہ جہاں زربائیل کی زندگی خطرے میں ہے وہاں ایاقیم تمہارے سر پر بھی موت اور خطرات کے سائے منڈلا رہے ہیں۔

شارون بن علبون کی اس گفتگو کے بعد دروازہ کھل گیا اور دروزہ کھولنے والا خود ایاقیم تھا ایاقیم نے جب دروازہ کھولنے کے بعد دروازے پر شارون بن علبون کو اپنے ہاتھ میں ننگی تلوار لئے کھڑا دیکھا تو وہ کانپ گیا اس نے دروازہ بند کرنا چاہا لیکن شارون بن علبون نے ایسا زوردار دھکا دیا کہ ایاقیم دروازے سے فرش پر جا گرا پھر شارون بن علبون نے اندر داخل ہو کر دروازے کو اندر سے چٹخنی لگادی تھی۔ اس وقت تک ایاقیم نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنی تلوار کی طرف لپکنا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی شارون بن علبون اس کی طرف آیا اور اس کی پیٹھ پر تلوار کی نوک رکھتے ہوئے کہنے لگا اگر تم نے ذرا بھی حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں تیری گردن اڑادوں گا منہ میری طرف کرکے کھڑے ہو جاؤ اور جو کچھ میں پوچھنا چاہتا ہوں جواب دو اگر تم نے جھوٹ اور غلط بیانی سے کام لیا تو یاد رکھنا رات کی تاریکی میں جبکہ چاروں طرف سناٹے چھائے ہوئے ہیں میں تجھے قتل کر دوں گا اور کسی کو

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کان و کان خبر تک نہ ہونے پائے گی۔

ایا قیم نے مڑتے ہوئے اپنا رخ شارون بن علبون کی طرف کر لیا پھر وہ گلے شکووں سے بھرپور آواز میں شارون بن علبون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا دیکھ ابن علبون تو نے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے میرے کمرے کا دروازہ کھلوایا ہے دیکھ تیری میری کیا دشمنی ہے تو میرے ساتھ ایسا معاملہ کیوں کر رہا ہے اور تو مجھ سے کیا جاننا چاہتا ہے اس پر شارون بن علبون نے اپنے بھاری بھر کم اور چوڑے پھل کی تلوار کی نوک ایا قیم کی گردن پر رکھی پھر کمرے میں اسکی دھیمی رازدار مگر کھولتی ہوئی آواز بلند ہوئی تھی۔ دیکھ ایا قیم پہلی بات جو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کیا وہ عرب تاجر جو اشدود کی شرقی سرائے میں ٹھہرے ہوئے تھے انہیں تم، زربائیل، اماؤس، یورام، نحسون اور ابیاہ نے قتل کیا تھا دیکھ جھوٹ مت بولنا میں اس معاملہ کی کافی حد تک تحقیق کر چکا ہوں اور یہ بھی یاد رکھنا کہ میں تمہارے رشتہ دار زربائیل کو پہلے ہی موت کے گھاٹ اتار چکا ہوں اس لئے اگر تمہارے بیانات زربائیل سے نہ ملے تو میں اس کمرے میں تمہیں بڑی بھیانک موت ماروں گا۔

شارون بن علبون کے ان الفاظ سے سر سے لے کر پاؤں تک ایا قیم کانپ گیا تھا پھر اس کی کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

دیکھ شارون بن علبون۔ میں جھوٹ نہیں بولوں گا جبکہ تم بتا چکے ہو کہ تم زربائیل کو قتل کر چکے ہو تو میرے خیال میں زربائیل خود تمہیں ساری حقیقت سے آگاہ کر چکا ہو گا ہم چھ نے مل کر عرب تاجروں کو قتل کیا تھا اور ان کی پونجی لوٹی تھی دیکھ جو کچھ تو نے پوچھا ہے میں نے سچ کہہ دیا ہے۔

ایا قیم کے ان الفاظ سے شارون بن علبون کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے ایا قیم کو مخاطب کیا۔ دیکھ ایا قیم شہر کی فصیلیں اونچی کرنے پر بھی سورج ان کے اندر جھانک لیتا ہے ایا قیم رخنے بند کر لینے سے ہواؤں کا رخ تبدیل نہیں ہوتا۔ ایا قیم کیا تم اور تمہارے ساتھی یہ خیال کرتے تھے کہ تم عرب تاجروں کو قتل کرنے کے بعد اس زمین پر بے خوف اور پرامن ہو کر دندناتے پھرو گے ہرگز نہیں تم نے اپنے زعم میں یہ سمجھ لیا تھا کہ کوئی ان عرب تاجروں کی دادرسی کرنے کے لئے ان کے پیچھے

نہیں آئے گا اگر تم نے ایسا سوچا تو یہ تمہاری غلطی تھی سنو میں اس اشدود شہر میں تیغ زنی کے مقابلوں میں حصہ لینے کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ میرا یہاں آنے کا مقصد صرف اور صرف عرب تاجروں کے قاتلوں سے انتقام لینا تھا دیکھ ایا قیم اب جبکہ تم اپنے منہ سے اپنے جرم کا اقرار کر رہے ہو اور یہ تسلیم کر چکے ہو کہ تم عرب تاجروں کے قاتل ہو تو خود ہی بتاؤ تمہیں جینے اور زندہ رہنے کا حق ہے ایا قیم کے جواب دینے سے پہلے ہی شارون بن علبون اپنی تلوار حرکت میں لایا اور پھر اس زور سے اس نے اپنی تلوار گرائی کہ اس کی تلوار ایا قیم کو کاٹتی ہوئی نکل گئی تھی۔

ایا قیم فرش پر گرا اور دم توڑ گیا شارون بن علبون نے اس کے بستر سے اپنی تلوار کو خوب اچھی طرح صاف کیا پھر اس نے دروازہ کھولا پہلے دائیں بائیں دیکھا کوئی بھی نہیں تھا دبے پاؤں وہ باہر نکلا اور ایا قیم کا دروازہ اس نے کھلا ہی رہنے دیا پھر وہ بڑی تیزی سے اپنے کمرے کیطرف چلا گیا تھا۔

OOOO

فضاؤں کے ستم اور دھرتی کے ادھار کی طرح پھیلے گہرے اندھیرے، خاموشی سے استادہ ہر شئے پر سانپ کی طرح بل کھا کر گزرتے ہوئے اپنے انجام کو پہنچنے والے تھے مشرق سے سحر کی روشنی آہستہ آہستہ نمودار ہونا شروع ہو گئی تھی ایسے میں تربیت گاہ کے اطراف میں اماؤس نحسون اور ابیاہ نے اپنے چوتھے ساتھی یورام کے دروازے پر دستک دی تھی یورام نے فوراً اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو اپنے سامنے اس نے اماؤس، نحسون اور ابیاہ کو کھڑے دیکھا تو وہ کسی قدر پریشان اور فکر مند ہو گیا۔ دروازہ سے ایک طرف وہ ہٹ گیا اور کہنے لگا میرے رفیقو میرے دوستو خیریت تو ہے تم ایسے بے وقت مجھ سے ملنے کیوں آئے ہو آؤ اندر بیٹھو اور بتاؤ کیا معاملہ ہے۔ اس پر وہ تینوں اندر بیٹھ گئے پھر اماؤس نے گفتگو کا آغاز کیا۔

یورام ہم تیرے لئے ایک انتہائی بری خبر لے کر آئے ہیں اور وہ بری خبر یہ ہے کہ آج رات کے وقت کوئی ایا قیم پر حملہ آور ہوا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ابھی تھوڑی دیر پہلے تربیت گاہ کے نگرانوں کو ایا قیم کے کمرے سے اس کی لاش ملی ہے نگہبان

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

وہاں سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے الیاقیم کے دروازے کے اندر سے بہہ کر باہر نکلا ہوا خون دیکھا جس پر وہ فکر مند ہوئے اور جب انہوں نے دروازہ کھولا تو اندر خون میں لت پت الیاقیم کی لاش پڑی ہوئی تھی پھر انہوں نے الیاقیم کی موت کو سب کو آگاہ کر دیا ہم الیاقیم کی لاش کو تینوں دیکھ کے آ رہے ہیں دیکھ یورام اگر ہم اس طرح اس تربیت گاہ میں پڑے رہے تو یاد رکھنا الیاقیم کی طرح ہمیں بھی وہ پر سرار قوت جو ہمارے پیچھے لگ گئی ہے موت کے گھاٹ اتار دے گی دیکھو یورام اب مجھے بھی یقین ہو گیا ہے کہ زربائیل بھی مارا جا چکا ہے اور اس رات الیاقیم بھی ختم ہو گیا اب آنے والی راتوں میں سے ہم چاروں میں سے کسی ایک کا نمبر آئے گا اس سے پہلے پہلے ہمیں اپنی حفاظت کا کچھ سامان کر لینا چاہیئے یا اگر ہم اپنی بقا چاہتے ہیں تو اس شارون بن علبون کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہیئے۔

جواب میں یورام کچھ سوچتا رہا اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے اس نے اس مسئلہ کا کوئی حل تلاش کر لیا ہو پھر وہ اپنے تینوں ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھیو! پہلے مرحلہ میں تو ہمیں یہ جاننا ہو گا کہ زربائیل اور الیاقیم کا قاتل کون ہے ہمیں خواہ مخواہ شارون بن علبون پر حملہ آور ہو کر اس کی دشمنی مول نہیں لینی چاہیئے اگر اس کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے ہماری کوششیں ناکام ہوئیں تو یاد رکھنا یہ شارون بن علبون ایک روز اپنے دوست اور رفیق جالوت کے ساتھ مل کر ہم چاروں کے جسموں کی بوٹی بوٹی اور ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا تم جانتے ہو کہ جالوت کے تعلقات شارون بن علبون سے دوستانہ اور گہرے ہیں اور وہ دیوانگی کی حد تک شارون بن علبون کو پسند کرتا ہے اور اس کا کام کرنے کے لئے ہم سب پر ترجیح دیتا ہے لہٰذا شارون بن علبون پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہمیں یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ واقعی زربائیل اور الیاقیم کا قاتل وہی ہے یہ ثابت ہو گیا تو ہمیں موت کے دروازے پر کیوں نہ دستک دینی پڑے ہم اس شارون علبون کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے خواہ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں جالوت کے خون سے بھی ہاتھ رنگنے پڑیں۔ اس لئے کہ یہ ثابت ہونے کے بعد کہ قاتل شارون بن علبون ہے۔ ل اور الیاقیم کے بعد، ہم چاروں کی زندگیاں بھی خطرے میں پڑ جائیں گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد یورام جب خاموش ہوا تب ابیاہ نے اسے مخاطب کیا۔

دیکھ یورام میرے رفیق۔ لیکن ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ زربائیل اور الیاقیم کا قاتل یہ شارون بن علبون ہے۔ جواب میں یورام تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر وہ دوبارہ بول پڑا۔

دیکھو میرے ساتھیو! یہ راز جاننے کے لئے بھی میں نے ایک راستہ تلاش کر لیا ہے سنو میں تمہیں اس کے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں۔

میرے ساتھیو! میرے بھائیوں۔ فلسطین کے ایک قصبے عین دور میں ایک عورت رہتی ہے۔ جس کا نام عیرا ہے کہنے والے کہتے ہیں اس عورت کے قبضے میں کچھ جنات ہیں۔ اور وہ بہت سے سری علوم رکھتی ہے جس کی بنا پر وہ گمشدہ چیزیں یا اس قسم کے رازوں سے پردہ اٹھاتی ہے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ہم عین دور کی اسی عیرا نام کی عورت کی طرف جائیں گے اور اس سے زربائیل اور الیاقیم کے قاتلوں کے متعلق سوال کریں گے مجھے امید ہے کہ وہ قاتل کی نشاندہی کر دے گی اور جب ہمیں قاتل کا پتہ چل جائے گا تو پھر وہ کسی بھی صورت ہم سے بچ نہ پائے گا لیکن ہمیں ایک احتیاط کرنی چاہیئے۔ ہم چاروں کو ایک ساتھ عین دور کی اس عورت کے پاس نہیں جانا چاہیئے بلکہ ہمیں بکھر کر رہنا چاہیئے ان دنوں ہمیں اشدود شہر میں قیام نہیں کرنا چاہیئے۔

یورام کی اس گفتگو کے جواب میں اماوس فوراً بول پڑا۔

دیکھ یورام تیرا کہنا درست ہے یہ بھی بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے اور کس سمت کا رخ کرنا چاہیئے اس پر یورام پھر بول پڑا۔

سنو میرے عزیزو۔ جہاں تک میں نے سوچا ہے اس کے مطابق میں اور اماوس فلسطین میں عین دور کی اس عورت عیرا کی طرف جائیں گے اور اس سے قاتل کی نشاندہی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے جہاں تک نحسون اور ابیاہ دونوں کا تعلق ہے ان دونوں کو بھی ہمارے ساتھ اشدود شہر چھوڑ دینا چاہیئے ورنہ زربائیل اور الیاقیم کا قاتل ان کو بھی موت کے گھاٹ اتار دے گا اب سوچنا یہ ہے کہ جب ہم عین دور کا رخ کریں گے تو یہ نحسون اور ابیاہ کس سمت جائیں گے کہاں قیام کریں گے اور پھر جب ہم عین دور کی اس عورت سے قاتل کا نام جان چکیں گے تو پھر ہم چاروں کس جگہ جمع ہو کر قاتل کے خلاف حرکت میں آسکیں گے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جواب میں نحسون بول پڑا۔

دیکھو میرے عزیزو! یورام اور اماوس عین دور کی عورت عیرا کے پاس چلے جائیں اور اس سے قاتل کا حلیہ اور اس کا نام جاننے کی کوشش کریں جہاں تک میرا اور ابیاہ کا تعلق ہے تو ہم تم دونوں کے ساتھ ہی اشدود سے نکل جائیں گے میں اور ابیاہ دونوں مدین کا رخ کرینگے مدین میں ایک سرائے کا مالک میرا دور کا عزیز ہے ہم اس کی سرائے میں قیام کریں گے یہاں سے روانگی کے وقت میں اس سرائے کا پورا پتہ تم دونوں کو بتادوں گا لہذا عین دور کی کاہنہ سے فارغ ہونے کے بعد تم دونوں بھی مدین کا رخ کرنا اسی سرائے میں ہم سے ملنا اس وقت تک تم شاید قاتل کا نام جان سکو گے پھر ہم چاروں صلاح مشورہ کرنے کے بعد قاتل کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور اسے ہر صورت ٹھکانے لگا کر رکھ دیں گے

یورام کے علاوہ باقی ساتھیوں نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر اسی روز یورام اور اماوس عین دور کی عورت عیرا کی طرف روانہ ہو گئے تھے جبکہ نحسون اور ابیاہ مدین کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

OOOO

بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت ایک روز اپنے قصبہ جبعہ سے باہر اپنے چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک وہاں اللہ کے نبی سیموئیلؑ پہنچے سیموئیلؑ کو دیکھتے ہوئے سب لوگ کھڑے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے سیموئیل نے سب کو بیٹھنے کے لئے کہا پھر انہوں نے طالوت کو مخاطب کیا۔

دیکھ طالوت میں تیرے لئے خداوند قدوس کا ایک انتہائی اہم پیغام لے کر آیا ہوں یوں جانو۔ تمہاری وساطت سے خداوند ایک قوم پر عذاب طاری کرنے والا ہے سو جو کچھ میں کہنے لگا ہوں اسے غور سے سن اور اس پر حرف بحرف عمل کرنے کی کوشش کرنا۔ دیکھ طالوت خداوند یوں فرماتا ہے کہ جب اللہ کے نبی موسیٰؑ اور ہارونؑ کی سربراہی میں بنی اسرائیل مصر سے نکل کر دشت طیبہ کی طرف آئے تو راستے میں عمالیقی ان پر حملہ آور ہوئے تھے۔

عمالیقیوں نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کی سربراہی میں سفر کرنے والے بنی اسرائیلیوں پر ہر طرح سے حملے کئے اور انہوں نے تنگ کرنے کی کوشش کی لہذا خداوند قدوس نے اس

قوم کی مہلت تمام کی ہے تمہارے اور تمہارے لشکر کی صورت میں خداوند قدوس اس قوم پر عذاب طاری کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔

دیکھ طالوت۔ اب تو خداوند قدوس کے حکم پر جا۔ ایک بڑا لشکر تیار کر کے عمالیقیوں پر حملہ آور ہو اور ان سب کو نابود کر دے۔ ان پر ہرگز رحم مت کرنا۔ اس لئے کہ سارا حملہ اس قوم کے لئے ایک عذاب ہے سب مرد۔ عورت اور بھیڑ بکریاں اونٹ اور گدھے سب کو قتل کر ڈالنا۔

یہاں تک کہنے کے بعد اللہ کے نبی سیموئیلؑ نے جب اپنی بات ختم کردی تب طالوت نے ان سے گذارش کی کہ وہ بیٹھیں تاکہ میں ان کی مہمان نوازی کروں لیکن اللہ کے نبی سیموئیل وہاں نہیں بیٹھے اور طالوت کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے دیکھ طالوت میں نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا ہے اب میں واپس جاتا ہوں اس کے ساتھ سیموئیلؑ وہاں سے چلے گئے تھے۔

سیموئیلؑ کی طرف خداوند قدوس کا یہ حکم ملنے کے بعد طالوت فوراً حرکت میں آیا اپنے تیز رفتار قاصد ان جگہوں کو پہنچائے جہاں اس نے اپنے لشکر متعین کر رکھے تھے چنانچہ جلد ہی اپنے پاس ایک ایسا لشکر جمع کرنے میں طالوت کامیاب ہو گیا جس کی تعداد دو لاکھ دس ہزار کے قریب تھی اس کے بعد طالوت نے اس لشکر کے ساتھ عمالیقیوں سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کیا اور اپنے آگے آگے اس نے کچھ قاصد بھجوائے یہ قاصد قینیوں کی طرف روانہ کئے گئے تھے یہ خانہ بدوش قبیلے تھے جنہوں نے بنی اسرائیل کی اس وقت بہترین آؤ بھگت کی تھی جس وقت وہ مصر سے نکل کر فلسطین کی طرف موسیٰؑ اور ہارونؑ کی رہبری میں آ رہے تھے قینیوں کو طالوت نے پیغام بھجوایا کہ وہ ایک عذاب کی صورت میں عمالیقیوں وارد ہونے والا ہے تم نے چونکہ بنی اسرائیل کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا لہذا تم عمالیقیوں کے اندر سے نکل کر کسی اور سمت چلے جاؤ تاکہ تم ہماری قتل و غارتگری سے بچ جاؤ۔

الوت کی طرف سے یہ پیغام ملنے کے بعد قینی قبائل فوراً حرکت میں آئے اور وہ عمالیقیوں کے اندر سے نکل کر دوسری سمتوں کی طرف چلے گئے تھے عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج کو خبر ہو گئی تھی کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت اس پر حملہ آور ہونے کے لئے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کر رہا ہے لہٰذا وہ بھی اپنے مرکزی شہر سے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ نکلا اور طالوت اور اس کے لشکر کے راہ روک کھڑا ہوا اس طرح صحرائی سرزمینوں میں دونوں لشکر جنگ کرنے کے لئے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر گئے تھے۔

دونوں لشکر دو دن تک ایک دوسرے کے سامنے پڑے رہے لہٰذا تیسرے دن صبح سویرے ہی دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں دونوں لشکروں کے اندر پرجوش انداز میں نعرے بلند ہو رہے تھے دفیں بجائی جا رہی تھیں بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا تھا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا دوسرے حصے کی کمانداری اس نے اپنے بیٹے یوتن کو دی تھی جبکہ تیسرے حصے کا کماندار اس نے اپنے چچازاد بھائی نیر کو بنایا تھا اور یہ نیر طالوت کے چچا ابنر کا بیٹا دوسری جانب عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج نے بھی اپنے لشکر کو تین ہی حصوں میں تقسیم کیا تھا درمیان کا حصہ اس نے اپنی کمانداری میں رکھا جبکہ دائیں بائیں جانب دوسرے دو حصوں پر اس نے اپنے نامور سالار مقرر کئے تھے۔

جنگ کی ابتدا خود طالوت نے کی تھی اور وہ دشمن کے لشکر پر لالہ قبا اور بدن شعلہ پوش آرزوؤں اور ہر فن مولے ہو نکال دینے والے شیشہ گر وقت کی طرح حملہ آور ہوا تھا طالوت کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا بیٹا یوتن بھی حرکت میں آیا اور وہ بھی صدیوں کے بن باس کو فسوں کار روشنائی ابد کے پار جاتے راستوں کی دھول اور راہیں روکتی جد ائی کی طرح ٹوٹ پڑا تھا طالوت کا چچازاد بھائی نیر بھی پیچھے نہ رہا تھا اس نے بھی ریت کی مورت بنی ساحلوں کی اداسی اور اجنبی جزیروں کے کنارے کھولتے منڈلاتے بھنور کی طرح عمالیقیوں پر حملہ کر دیا تھا۔

عمالیقی بھی جنگجو تھے لڑائی اور جنگ کا ہر حربہ وہ جانتے تھے لہٰذا جب بنی اسرائیل حملہ آور ہو چکے تو انہوں نے جوابی کارائی کی اور اس جوابی کاروائی کے نتیجے میں سب سے پہلے خود عمالیقیوں کا بادشاہ اجاج بھاگتے مناظر میں بحر کی آندھیوں کے جوش اور رات کی اندھی مسافت میں انا کے تازیانے کی طرح بنی اسرائیل پر ٹوٹ پڑا تھا اپنے بادشاہ اجاج کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے لشکر کا دوسرا حصہ بھی واپسی کو مسدود کرتی وقت کی پیشانی

پر لکھی زہریلی تحریروں اور سرابوں کے سایوں میں کندوں کے حلقوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ تیسرا حصہ بھی بنی اسرائیل پر شام و سحر کی تقویم کے تحمل میں شور کی بے تال ضربوں کی طرح نزول کر گیا تھا۔

دونوں جانب کے لشکر اپنی طرف سے پوری کوشش کرنے لگے تھے کہ وہ دشمن کو شکست دینے میں کامیاب ہوں ہر کوئی دوسرے کا حلقہ کاٹنے لگا تھا صحرا کا وہ خونی حصہ خونی غسل کرنے لگا تھا وقت کی تہوں میں انگنت روحیں جسموں سے جدا ہونے لگی تھیں تشنگی کے مارے تڑختا دھرتی کا جسم خون سے اپنی پیاس بجھانے لگا تھا۔

دوپہر تک دونوں لشکروں میں ہولناک اور خوفناک جنگ ہوتی رہی جس کے نتیجے میں بنی اسرائیل کو فتح نصیب ہوئی اور اجاج عمالیقیوں کا بادشاہ بدترین شکست اٹھا کر بھاگا طالوت نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑے زوردار انداز میں اپنے سامنے بھاگتے ہوئے عمالیقیوں کا تعاقب کیا تھا اس تعاقب میں طالوت نے انگنت عمالیقیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اور ان کے بادشاہ اجاج کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔

عمالیقیوں کی طاقت کو ختم کرنے کے بعد طالوت اپنے لشکر کے ساتھ عمالیقیوں کی سرزمینوں میں پھیل گیا یہاں تک کہ وہ حویلہ سے لے کر شور تک جو مصری حدود کے پاس ہیں عمالیقیوں کو روندتا چلا گیا تھا اس جنگ کے نتیجے میں رفیدیم میں جو عمالیقیوں کا عشتار دیوی کا مندر تھا اس پر بھی بنی اسرائیل قابض ہو گئے اور مندر کے اندر جس قدر پجاری اور دیوداسیاں تھیں ان سب کو گرفتار کر لیا گیا روت بے چاری بھی اسیر ہو کر طالوت کے لشکر میں پہنچا دی گئی تھی۔

مصر کی حدود تک عمالیقیوں کے سارے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد انہیں جگہ جگہ شکست سے دوچار کرتے ہوئے بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت نے رفیدیم شہر کے نواح میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا یہ پڑاؤ ہونے کے بعد رفیدیم شہر سے باہر دور دور تک طالوت کے لشکر کے خیموں کا ایک شہر آباد ہو گیا تھا پھر طالوت اپنے بیٹے یوتن اور اپنے چچازاد بھائی نیر کے ساتھ اپنے خیمے میں داخل ہوا جب سب خیمے میں لگی نشستوں پر بیٹھ گئے تب اپنے چچازاد بھائی نیر اور اپنے بیٹے یوتن کو مخاطب کرتے ہوئے طالوت نے پوچھا۔

نیر میرے بھائی اور یوتن میرے بیٹے۔ دونوں مجھے غور سے سنو۔ میں ایک

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

چھوٹے سالار کا انتخاب کر چکا ہوں جس کی کارکردگی اس جنگ کے دوران سب سے اعلیٰ اور سرفروشانہ رہی ہے اور اسے میں ایک بہت بڑے انعام سے نوازنے کا تہیہ بھی کئے ہوئے ہوں لیکن اپنی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے میں تم سے بھی پوچھوں گا کہ کیا تمہاری نگاہوں میں بھی کوئی ایسا شخص ہے جس کی کارکردگی عمالیقیوں کے ساتھ جنگ میں سب سے بہتر رہی ہو۔

طالوت کے اس سوال پر اس کا بیٹا یوتن اور چچازاد بھائی نیر آپس میں صلاح مشہور کرنے لگے تھے تھوڑی دیر تک وہ کھسر پھسر کرتے رہے اس کے بعد یوتن نے طالوت کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے میرے باپ ہم ایک ایسے نام پر متفق ہوئے ہیں جس نے عمالیقیوں کے ساتھ جنگ میں سب سے بہترین کارکردگی اور سرفروشانہ انداز کا مظاہرہ کیا اس پر بڑے غور سے طالوت نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے میرے فرزند۔ وہ کون ہے جس کی طرف تمہارا اشارہ ہے۔ بتاؤ تاکہ میں جانوں کہ تم لوگوں کی نگاہیں کس پر متفق ہو گئی ہیں ایک نام میرے ذہن میں بھی ہے جس کی کارکردگی میرے اور چند دیگر سالاروں کے مطابق سب سے اعلیٰ اور سب سے اچھی رہی ہے طالوت جب خاموش ہوا تو اس کا بیٹا یوتن بول پڑا۔

اے میرے باپ۔ ہمارے فیصلے کی بنیاد عام لشکری اور کچھ چھوٹے سالار ہیں جو اس نام کی تعریف کرتے رہے ہیں جس کا میں آپ کے سامنے ذکر کرنے لگا ہوں اے میرے باپ۔ گذشتہ جنگ میں ہم دونوں کے مطابق سب سے بہترین کارکردگی آپ کے لشکر میں شامل چھوٹے سالار یونام کی رہی ہے اپنے بیٹے یوتن کی اس گفتگو سے طالوت کی آنکھوں میں ایک انوکھی سی چمک پیدا ہوئی پھر اس نے اپنے چچازاد بھائی نیر اور یوتن کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ نیر اور یوتن تم نے بہترین فیصلہ کیا ہے قسم خداوند قدوس کی ہم تینوں ایک ہی نام پر متفق ہوئے ہیں جنگ کے بعد میں نے سارے چھوٹے سالاروں اور عام لشکریوں سے بھی مشورہ کیا اور انہوں نے یہی کہا کہ چھوٹا سالار یونام جو میرے حصے کے لشکر میں اپنی کارکردگی دکھاتا رہا ہے وہ اپنی کارکردگی اور جذبے کی بنا پر بہترین رہا ہے میں

تم دونوں کی تعریف کرتا ہوں کہ تم بھی اسی نام پر متفق ہوئے ہو۔ جو میں نے منتخب کیا ہے یہاں تک کہنے کے بعد طالوت تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر اس نے اپنے بیٹے یوتن کو مخاطب کیا۔

دیکھ میرے بیٹے۔ میں اس یونام کو پہلے ہی ایک خاصی بڑی رقم سے نواز چکا ہوں اور اب میں اسے ایسا انعام دینا چاہتا ہوں جو اس کی ساری زندگی کا سکون بنا رہے گا میرے بیٹے تو اپنی جگہ سے اٹھ اور یونام کو بلا کر میرے خیمے میں لا۔ اس پر یوتن اپنی جگہ اٹھ کھڑا ہوا اسی لمحہ طالوت نے اپنے چچازاد بھائی نیر کو مخاطب کیا۔

نیر تو بھی میرے بھائی اٹھ۔ اور اس حسین ترین اور خوبصورت دیوداسی کو میرے پاس لے کر آ جو رفیدیم کے نواحی مندر سے ہمارے ہاتھ لگی ہے ہمارے سب لشکریوں کا کہنا ہے کہ ایسی خوبصورت اور حسین لڑکی انہوں نے کہیں اور کبھی نہیں دیکھی جا اس لڑکی کو بلا کر لا۔ میں اس روت کے نام کی دیوداسی کو انعام کے طور پر یونام کو عطا کرنا چاہتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوتن اور نیر دونوں طالوت کے خیمے نکل گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ایک ساتھ یوتن اور نیر پھر طالوت کے خیمے میں داخل ہوئے ان کے ساتھ روت اور یونام نام کا وہ نوجوان تھا جس کی کارکردگی عمالیقیوں کے ساتھ جنگوں میں سب سے بہتر رہی تھی خیمے میں داخل ہونے کے بعد یوتن اور نیر اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے جہاں وہ پہلے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ بائیں جانب کی نشستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طالوت نے روت اور یونام کو بھی وہاں بیٹھنے کے لئے کہا۔ طالوت کا اشارہ پاتے ہوئے دونوں چپ چاپ بیٹھ گئے روت اداس اور افسردہ تھی۔ اس بیچاری کی گردن غم اور دکھ کے باعث جھکی ہوئی تھی۔

خیمے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد طالوت نے اپنے اس چھوٹے سالار یونام کو مخاطب کیا تھا۔ دیکھ یونام یہ جو لڑکی تیرے پاس بیٹھی ہے اس کا نام روت ہے میں جانتا ہوں جہاں تو تلوار اور تیغ کا دھنی ہے وہاں تو الفاظ کا بھی جادوگر اور بادشاہ ہے ذرا اس لڑکی کی طرف غور سے دیکھ اور بتا یہ تجھے کیسی لگی پھر میں تجھے اپنا فیصلہ دوں گا۔

طالوت کے کہنے پر یونام تھوڑی دیر تک اپنے قریب بیٹھی روت کو بڑے غور سے دیکھتا رہا آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلتی رہی۔ پھر وہ طالوت کی طرف

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk
uploader by salimsalkhan

دیکھتے ہوئے کہہ اٹھا۔

اے مالک یہ جو لڑکی میرے قریب بیٹھی ہے جس کا نام آپ نے روت بتایا ہے یقیناً یہ لڑکی مشیت و تقدیر کے طلسماتی فروغ اور مہ وہ کہکشاں کی دنیا میں افق سے گریزاں صبح کی تنویر کی مانند ہے۔ حسن و جمال میں یقیناً سلامتی کی دعا مانگتی صبا۔ خوشبو کے دوش پر نکلی بہار۔ اور رعنائیوں کا اجالا ہے اپنے جسم کی کشش خیزی میں یہ ملائم سبز پتوں پر پڑی شبنم۔ ہری شاخوں میں ناچتے مسکراتے شگوفے۔ اور عروس نو کے خوابوں کی مانند ہے اے آقا۔ جہاں تک میں اس لڑکی کا اندازہ کر سکا ہوں یہ اپنی ذات میں طلائی کام میں رکھے اثمار تازہ منقش جام سیمیں میں بھری شراب۔ شاخ شگفتہ پر چہکتا کوئی پرند خوش گلو۔ لگتی ہے۔ اس کا چہرہ گلنار۔ اس کا حسن رنگو کا انبار۔ اس کی آنکھیں چاہت کی مہکار۔ اس کے ہونٹ تعلق کی کونپل۔ اس کے گال عکس جمال اور اس کا جسم قدم قدم پھیلتا خوشبو کا الاؤ ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یونام جب خاموش ہوا تو طالوت مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

یونام میرے عزیز۔ تو نے کیا خوب اس لڑکی کے حسن اس کی خوبصورتی کی تعریف کی ہے جو الفاظ تو نے اس کے لئے استعمال کئے ہیں یہ واقعی ان الفاظ کی حقدار ہے یونام ہم سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ عمالیقیوں کی جنگوں میں تمہاری کارکردگی سب سے عمدہ اور اچھی رہی ہے۔ تمہاری اسی کارکردگی کی بنا پر یہ لڑکی جس کا نام روت بتایا گیا ہے اور جو تمہارے قریب بیٹھی ہے میں اسے تمہیں عطا کرتا ہوں اب تو اسے اپنی بیوی بنا کر اپنے ساتھ اپنے خیمے میں رکھ۔ دیکھ یہ لڑکی کبھی عمالیقیوں کی چاند دیوی عشتار کے مندر میں دیوداسی تھی بس اسی مندر سے یہ ہمارے ہاتھ لگی ہے بس تو جا اور اس لڑکی کو بھی اپنے ساتھ لے جا۔

طالوت کا یہ حکم سن کر جہاں یونام کے چہرے اور آنکھوں میں نور اتر آیا تھا اور خوشیاں اور سکون بکھر گیا تھا وہاں دکھ اور غم میں روت کی گردن مزید جھک گئی تھی اور اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی یونام اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا لیکن دکھ اور غم کی ماری روت اپنی جگہ پر بیٹھی رہی اس پر طالوت نے روت کو مخاطب کیا۔ دیکھ لڑکی تجھے میں یونام نام کے

اس چھوٹے سالار کے حوالے کر چکا ہوں اب تو اس کے ساتھ جا تو اس کی بیوی ہے اور اس کے خیمے میں پر سکون زندگی بسر کر۔ طالوت کا یہ حکم سن کر روت اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور یونام کے پیچھے پیچھے خیمے سے نکل گئی تھی۔

یونام کے ساتھ روت طالوت کے خیمے سے نکل کر ابھی چند قدم ہی آگے گئی تھی کہ وہ ٹھٹھک کر رہ گئی اس لئے کہ وہ اپنے سامنے دیکھتے ہوئے دنگ رہ گئی سامنے کی طرف سے شارون بن علبون اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آرہا تھا جونہی روت نے شارون کو پہچانا وہ اس کی طرف بھاگی اسے دیکھتے ہوئے اسکے قریب آکر شارون نے اپنے گھوڑے کو روک لیا روت بھاگ کر آگے بڑھی اور شارون کی ٹانگوں سے لپٹتے ہوئے روتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

دیکھ ابن علبون میری مدد کر۔ مجھے ان اسرائیلیوں نے مندر سے اسیر بنایا ان کا بادشاہ طالوت مجھے اس شخص کے حوالے کر کے نیلام اور بیچ چکا ہے اور زبردستی مجھے اس کی بیوی بنا کر اس کے ساتھ کر دیا ہے دیکھ ابن علبون مجھے بچا۔ میری تیری منت کرتی ہوں اس سے پہلے بھی تو دو بار میری جان میری عزت کا محافظ بن چکا ہے میری تم سے گذارش اور التماس ہے کہ مجھے اس شخص کے ہاتھ بکنے سے بچا میں کسی بھی صورت اس کی بیوی نہیں بننا چاہتی۔

گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے شارون بن علبون نے تسلی دیتے ہوئے اپنا ایک ہاتھ روت کے سر پر رکھا اور کہنے لگا دیکھ روت تجھے پریشان اور فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کوئی بھی تجھے تیری مرضی کے خلاف اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا اس کے ساتھ ہی شارون بن علبون روت سے اپنی ٹانگ چھڑاتے ہوئے اپنے گھوڑے سے کود گیا اس دوران یونام قریب آیا اور کھولتے ہوئے لہجے میں وہ شارون بن علبون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ لڑکی جس کا نام روت ہے اسے میرا بادشاہ طالوت مجھے دے چکا ہے۔ میرے حوالے کر چکا ہے اور سن اجنبی اگر اس لڑکی کو کسی نے مجھ سے چھیننے کی کوشش کی تو یاد رکھنا وہ شخص یقیناً اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اس لئے کہ یہ لڑکی اب میرا ورثہ میری متاع اور پونجی ہے جواب میں شارون بن علبون نے گھورتے ہوئے یونام کی طرف دیکھا، پھ

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کھولتے لہجے میں وہ کہہ اٹھا۔

دیکھ اسرائیلی۔ میں تیرا نام نہیں جانتا اور نہ ہی میں یہ جانتا ہوں کہ تمہارے بادشاہ طالوت کے لشکر میں تمہاری کیا حیثیت ہے لیکن میں تمہیں یقین دلاؤں کہ اب جبکہ میں بنی اسرائیل کے لشکر میں داخل ہو چکا ہوں اور اس روت سے میری ملاقات ہو چکی ہے کسی کی جرأت نہیں کہ اب اس لڑکی کو اس کی مرضی کے خلاف لے جا سکے ہاں یہ اگر اپنی مرضی اپنی رضا مندی سے کسی کیساتھ جانا چاہے تو یہ اور بات ہے اور اگر تم نے بھی زبردستی اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہا تو یاد رکھنا میں تیرے لئے ایسی مزاحمت بنوں گا جو تیری جان کا روگ تیرے گلے کی پھانس بن کر رہ جائے گا۔

یونام نے شارون بن علبون کی اس گفتگو کو انتہا درجہ ناپسند کیا ایک جھٹکے ساتھ اس نے اپنی تلوار بے نیام کی اور شارون کے سامنے اپنی تلوار کو لہراتے ہوئے اس نے دھمکی آمیز لہجے میں شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

میں اس لڑکی کو اپنے ساتھ لے جانے لگا ہوں اگر تو ہمت اور جرأت رکھتا ہے تو اسے روک کر دکھا۔ شارون بن علبون نے بھی ایک جھٹکے کیساتھ اپنی تلوار بے نیام کی عین اسی وقت یونام نے اس پر حملہ کر دیا اس کی تلوار کو شارون بن علبون نے اپنی تلوار پر روکا پھر ایسا زور دار جھٹکا دیا کہ یونام لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا یونام پھر آگے بڑھ کر شارون بن علبون پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا کہ تلواروں کے ٹکرانے کی آواز پر طالوت یوتن اور نیر اپنے خیموں سے بدحواس ہو کر باہر نکلے۔

طالوت نے جب دیکھا کہ اس کے خیمے کے قریب شارون بن علبون کھڑا ہے اور یونام اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہا ہے تب وہ دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح غصے اور غضبناکی میں کھول اٹھا اور کھانے والے انداز میں اس نے یونام کو مخاطب کیا۔

یونام فوراً اپنی تلوار نیام میں کر لو۔ اور اگر تم نے اس نوجوان پر جو تمہارے سامنے کھڑا ہے حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو یاد رکھنا میں کھڑے کھڑے میں تیری گردن کٹوا دوں گا اس میں شک نہیں کہ تیری کارکردگی دیکھتے ہوئے میں نے روت نام کی لڑکی کو تیرے حوالے کیا تھا لیکن لکھ رکھ اور سن جس جوان پر تو حملہ آور ہو رہا ہے میں اسے اپنے بیٹوں جیسا عزیز رکھتا ہوں۔

طالوت کے حکم پر یونام نے اپنی تلوار نیام میں کر لی اور ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا پھر طالوت آگے بڑھا اور والہانہ انداز میں اس نے شارون بن علبون کو گلے لگاتے ہوئے پیشانی چوم لی طالوت کے بعد باری باری نیر اور یوتن بھی شارون بن علبون سے گلے ملے تھے پھر طالوت نے شارون بن علبون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ابن علبون۔ میرے بیٹے۔ تم کئی ماہ بعد مجھ سے مل رہے ہو کہو جس کام کے سلسلے میں تم اشدود کی طرف گئے تھے اس کا کیا بنا اور کیا اس وقت جو تم میرے لشکر میں داخل ہو رہے ہو تو میری طرف سے تمہیں کسی مدد یا کسی شئے کی ضرورت ہے اس پر شارون بن علبون مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ طالوت میرے محترم! اشدود میں میں اپنے دو دشمنوں کا خاتمہ کر چکا ہوں اب باقی صرف چار ہیں مجھے امید ہے کہ ان کا بھی میں خاتمہ کر دوں گا اس وقت تمہارے لشکر میں میں اس لڑکی کے لئے آیا ہوں جو میرے قریب کھڑی ہے جس کا نام روت ہے مجھے جب خبر ہوئی کہ تم نے عمالیقیوں پر حملہ کیا ہے عمالیقیوں کو شکست دی ہے اور بہت سے لوگوں کو اسیر بنا لیا ہے مجھے شک ہو گیا تھا کہ تم مندر کے سارے عملے کو بھی اپنا اسیر بنا لو گے میرے اندیشے درست ثابت ہوئے دیکھ طالوت۔ میرے محترم۔ یہ لڑکی جس کا نام روت ہے جو میرے قریب کھڑی ہے میری پرانی جاننے والی ہے۔ ایک بار میں نے اسے اشدود میں آزادی دلائی تھی دوسری بار میں اپنے عرب تاجروں کے قاتلوں میں سے ایک کے ہاتھوں اس کی جان اور عزت محفوظ کی تھی میں اب تمہارے لشکر میں اسی کے لئے آیا ہوں دیکھ طالوت میرے محترم میں تمہارے لشکر میں قیام نہیں کروں گا بس یہ لڑکی مجھے سونپو اور میں یہاں سے کوچ کروں۔

شارون بن علبون کے اس انکشاف پر طالوت نے کچھ سوچا۔ پھر یونام کو مخاطب کیا۔

دیکھ یونام تو اب جا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لڑکی میں نے تمہیں سونپی تھی پر اب میں اپنا فیصلہ واپس لیتا ہوں یہ لڑکی یہ جو نوجوان میرے پاس کھڑا ہے جس کا نام شارون بن علبون ہے اس کے ساتھ جائے گی طالوت کا حکم پر یونام وہاں سے چلا گیا تھا اس کے بعد طالوت نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دیکھ شارون بن علبون — یہ ممکن ہی نہیں کہ تم میرے ہاں اور میرے پاس قیام کئے بغیر ہی کوچ کر جاؤ۔ تم خواہ ناراض ہو یا ناپسند کرو تمہیں میرے پاس کم از کم دو روز قیام کرنا ہوگا شارون بن علبون کہنے لگا۔ اچھا میں دو دن بعد ہی یہاں سے کوچ کروں گا۔ اور واپس اشدود کی طرف جاؤں گا۔ پھر طالوت سے کہا۔ طالوت میرے بزرگ — یہ جو لڑکی ہے جس کا نام روت ہے اس کا قیام کسی اچھی اور محفوظ جگہ کرو۔ اس پر طالوت فوراً بول پڑا۔

دیکھ شارون بن علبون — تیرے حوالے سے یہ لڑکی اب ہمارے لئے بڑی عزت دار اور محترم ہو گئی ہے تو چونکہ دو دن میرے پاس قیام کرے گا لہٰذا دو دن یہ لڑکی میرے اہل خانہ کے ساتھ گذارے گی پھر طالوت نے یوتن کی طرف دیکھا میرے بیٹے اس لڑکی کو میرے اہل خانہ میں چھوڑ کر آؤ۔ روت چپ چاپ یوتن کے ساتھ ہو لی جبکہ شارون بن علبون طالوت کے ساتھ جا رہا تھا۔

دو دن تک وہاں قیام کرنے کے بعد شارون بن علبون نے روت کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا جبکہ طالوت بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر چکا تھا وہاں قیام کے دوران روت نے کسی پر یہ ظاہر نہ کیا تھا کہ وہ عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج کی بیٹی ہے نہ ہی بنی اسرائیل میں سے کسی نے اس پر یہ انکشاف کیا کہ گذشتہ جنگوں میں اس کے باپ اجاج کو زندہ گرفتار کر لیا گیا ہے اس لئے کہ وہ ابھی تک اسیری کی حالت میں بنی اسرائیل کے پاس تھا۔

OOOO

عمالیقیوں کی سرزمین سے نکل کر طالوت اپنے لشکر کے ساتھ کرمل آیا۔ یہاں اس نے اپنی فتح کی یادگاریں تعمیر کیں اس کے لشکر میں اب بھیڑ بکریوں اونٹ اور گائے کی صورت میں بیشمار جانور تھے جو انہوں نے عمالیقیوں کے علاقوں سے حاصل کر لئے تھے گو اللہ کے نبی سیموئیل کی طرف سے انہیں حکم ملا تھا کہ عمالیقیوں پر انہیں عذاب بن کر ٹوٹنا ہے اور ان کی ہر شئے کو نیست و نابود کر دینا ہے لیکن طالوت اور اس کے لشکریوں نے اجاج کو زندہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی بھیڑ، بکریوں، گائے، بیلوں اور ان کے موٹے موٹے بچھڑوں کو اپنے پاس محفوظ کر لیا اور جو چیز بھی انہیں عمالیقیوں کے یہاں سے اچھی لگی انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور جو شئے عمالیقیوں کے یہاں ناقص اور نکمی تھی وہ انہوں نے نیست و

نابود کر دی تھی طالوت نے اپنی فتح کی یادگاریں تعمیر کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ کرمل سے جلجال شہر کا رخ کیا۔

طالوت جس وقت جلجال پہنچا تو سیموئیل بھی وہاں پہنچ گئے۔ سیموئیل کو دیکھتے ہی جلجال میں طالوت نے ان کی بڑی آؤ بھگت اور مہمان نوازی کی پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا خداوند کی طرف سے مبارک ہو کہ میں خداوند کے حکم پر عمل کیا اور میں عمالیقیوں پر عذاب بن کر ٹوٹا۔

اس وقت چونکہ طالوت کے لشکر میں بے شمار وہ جانور بندھے ہوئے تھے جو وہ عمالیقیوں سے حاصل کر کے آئے تھے لہٰذا سیموئیل نے استفہامیہ سے انداز میں طالوت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اگر تو نے خداوند کے حکم پر عمل کیا ہے تو یہ تمہارے لشکر میں بھیڑ بکریوں کے ممیانے اور بیلوں کا ڈکارنا کیسا ہے جو میں سنتا ہوں۔

جواب میں طالوت شرمندہ سا ہوا اور کہنے لگا یہ میرے لشکر کے لوگ ان جانوروں کو عمالیقیوں کے یہاں سے لے آئے ہیں اس لئے کہ عمالیقیوں کے اچھے اچھے بیل اور اچھی اچھی بھیڑ بکریوں کو میرے لشکریوں نے ہلاک نہیں کیا کہتے تھے ان سب کو اپنے ساتھ لے جائیں اور خداوند کے لئے قربانی کریں گے۔ باقی ہر شئے کو ہم نے اللہ کو حکم کے مطابق نیست و نابود کر دیا ہے۔

طالوت کا یہ جواب سن کر سیموئیل تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر کہنے لگے اگر یہ بات ہے تو ٹھہر جا۔ میں تجھے وہ حکم سناتا ہوں جو گذشتہ رات خداوند نے مجھے تیرے متعلق جاری کیا ہے۔ بڑی فکر مندی سے سیموئیل کی طرف دیکھتے ہوئے طالوت پوچھنے لگا۔ خداوند نے آپ کیا حکم دیا ہے جواب میں سیموئیل پھر بول پڑے۔

دیکھ طالوت تو اپنی نظر میں حقیر تھا پھر بھی تو بنی اسرائیل کے قبیلوں کا سردار بنایا گیا اور خداوند نے تجھے مسح کیا تاکہ تو بنی اسرائیل کا بادشاہ ہو۔ اور خداوند نے تجھے ایک کام سونپا اور حکم دیا کہ جا اور گنہگار عمالیقیوں کو نیست و نابود کر جب تک وہ فنا نہ ہو جائیں تو ان سے لڑتا رہ۔ پر تو نے خداوند کی بات کیوں نہ مانی۔ بلکہ لوٹ پر ٹوٹ وہ کام کر گذرا جو خداوند کی نظر میں برا ہے۔

اس پر طالوت بڑی فکر مندی سے سیموئیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

میں خداوند کا حکم یقیناً مانا اور اس راہ پر چلا جس پر اس نے مجھے بھیجا عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج کو لے آیا ہوں عمالیقیوں کو میں نے خوب نیست و نابود کر دیا لوگ لوٹ کے مال میں سے بھیڑ۔ بکریاں اور گائے بیل یعنی اچھی اچھی چیزیں اپنے ساتھ لے آئے ہیں انہیں نیست و نابود نہیں کیا۔ انکا ارادہ تھا کہ جلجال میں یہ چیزیں خداوند کے حضور قربانی کریں گے۔ تب سیموئیل نے بڑی سختی سے ڈانٹ دینے کے انداز میں طالوت کو مخاطب کیا

دیکھ طالوت۔ کیا خداوند سوختنی قربانی اور ذبیحوں سے اتنا ہی خوش ہوتا جتنا اس بات سے کہ خداوند کا حکم مانا جائے دیکھ طالوت فرمانبرداری قربانی سے اور بات ماننا مینڈھوں کی چربی سے بہتر ہے کیونکہ بغاوت اور جادوگری برابر ہیں اور سرکشی ایسی ہے جیسی مورتیوں اور بتوں کی پرستش۔ کیونکہ تو نے خداوند کے حکم کو رد کیا ہے اس لئے خداوند نے تجھے رد کیا ہے۔ اب تو بنی اسرائیل کا بادشاہ نہیں رہے گا۔

طالوت پریشان ہو گیا تھا اور سیموئیل سے منت کرنے کے انداز میں کہنے لگا

اے اللہ کے نبی میں نے گناہ کیا کہ میں نے خداوند کے فرمان کو اور تیری باتوں کو ٹال دیا میں لوگوں سے ڈرا اور ان کی بات سنی سو اب میں تیری منت کرتا ہوں کہ میرا گناہ بخش دے اور میری رہائش گاہ چل تا کہ میں تیری موجودگی میں خداوند کو سجدہ کروں اور خداوند سے اپنے کئے کی معافی مانگوں اس پر سیموئیل نے ڈانٹ دینے کے انداز میں کہا۔

دیکھ طالوت۔ میں تیرے ساتھ نہیں لوٹوں گا جبکہ تو نے خداوند کے کلام کو رد کیا اور خداوند نے تجھے رد کر دیا ہے اب اسرائیل کا بادشاہ نہیں رہا یہ بات کہنے کے بعد سیموئیل وہاں سے جانے کو مڑا اور جیسے ہی سیموئیل مڑا طالوت نے اس کے جبہ کا دامن پکڑ لیا اور اس طرح سیموئیل کا وہ جبہ چاک ہو گیا تب سیموئیل رکے اور ایک بار پھر طالوت کو مخاطب کیا۔

دیکھ طالوت۔ جس طرح میرا یہ جبہ چاک ہوا ہے اسی طرح خداوند نے اسرائیل پر تیری بادشاہی آج ہی چاک کر کے چھین لی ہے تیرے ایک پڑوسی کو جو تجھ سے بہتر ہے دیدی ہے۔ وہ نیا شخص جسے اسرائیل کا بادشاہ بنایا جا رہا ہے اس اسرائیل کی قوت ہو گا وہ نہ جھوٹ بولتا ہے نہ پچھتاتا ہے اس لئے کہ وہ انسان ہی نہیں جو پچھتائے اس کے بعد

سیموئیل نے عمالیقیوں کے بادشاہ اجاج کو پیش کرنے کا حکم دیا جب وہ پیش ہوا تو سیموئیل نے اس کے قتل کا حکم دیا اس کی موجودگی میں اجاج کو قتل کر دیا گیا اس کے بعد طالوت سے مزید گفتگو کئے بغیر سیموئیل اپنے شہر رامہ کو چلے گئے تھے۔

oooo

ادھر شارون بن علبون اور روت جب طالوت کے لشکر سے نکل کر رفیدیم میں عشتار دیوی کے مندر کے قریب آئے جب جس گھوڑے پر روت سوار تھی اور جسے طالوت کی طرف سے مہیا کیا گیا تھا اسے نے روکا پھر اس نے شارون بن علبون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے ابن علبون۔ یہ تیسرا موقع ہے کہ آپ میری جان میری عصمت کے محافظ بن کر سامنے آئے ہیں میرے پاس الفاظ نہیں جنہیں میں استعمال کر کے آپ کے ان کارناموں آپ کے ان احسانات کا شکریہ ادا کر سکوں اگر آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت کے لشکر میں بروقت نہ پہنچتے تو یقیناً طالوت نے اپنے جس سردار کے حوالے مجھے کیا تھا وہ یقیناً اب تک مجھے بے عصمت اور بے آبرو کر چکا ہوتا کبھی کبھی میں سوچتی ہوں ابن علبون آخر کب تک آپ یونہی میرے کام آتے رہیں گے۔

شارون بن علبون نے روت کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس نے بات کا رخ بدلتے ہوئے روت سے پوچھا۔

دیکھ روت۔ اب جبکہ بنی اسرائیل نے حملہ آور ہو کر عشتار دیوی کے اس مندر کو ویران کر دیا ہے اور سارے پجاریوں کو وہ پکڑ کر لے گئے ہیں اور میں نے سنا ہے ان میں سے اکثر کو انہوں نے اسیر بنانے کے بعد قتل کر دیا ہے بڑا پجاری کفتور بھی مارا جا چکا ہے ان حالات میں میرا تم سے پہلا سوال یہ ہے کہ تم کہاں رہنا پسند کرو گی مجھے بتاؤ میں تمہیں وہیں چھوڑ کر آؤں گا اس پر تیز نگاہوں سے روت نے شارون بن علبون کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

دیکھ ابن علبون۔ کوئی حتمی فیصلہ کرنے سے پہلے میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ کے خیال میں مجھے کہاں رہنا چاہیئے جواب میں سر کو جھکاتے ہوئے شارون بن علبون نے کچھ سوچا۔

دیکھ روت اگر تم مجھ سے ہی پوچھتی ہو تو میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

فلسطیوں کے شہر اشدود میں بجاری اخیم کے پاس جا کر رہنا چاہئے وہ تمہیں اپنی بیٹیوں کی طرح سمجھتا ہے اور وہاں تم ہر سمت سے محفوظ رہ کر پر سکون زندگی بسر کر سکتی ہو بڑی تیز نگاہوں سے شارون بن علبون نے روت کی طرف دیکھتے ہوئے یہ مشورہ دیا تھا۔

جواب میں روت تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتی رہی پھر اپنے لبوں پر انتہائی پرکشش مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے وہ کہنے لگی ابن علبون یقیناً آپ نے میرے خیالات کی ترجمانی کی ہے میں بھی بڑے بجاری اخیم ہی کے پاس جانا چاہتی ہوں اس لئے کہ وہاں میری دلچسپی کا ایک سامان بھی ہے اس پر چونک کر شارون بن علبون نے روت سے پوچھا دیکھ روت وہاں تیری دلچسپی کا کیا سامان ہے جواب میں روت تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی شاید وہ جواب دینے کے لئے مناسب الفاظ تلاش کرتی رہی اس کے بعد وہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ دھیمے دھیمے تبسم میں کہنے لگی۔

دیکھ ابن علبون ۔ اشدود شہر میں ایک ایسا جوان ہے جس کی خاطر میں وہاں رہنا چاہتی ہوں گو اس جوان کا میں نے تم سے پہلے ذکر نہیں کیا نہ ہی ایسا کوئی موقع آیا کہ میں اس کا ذکر کرتی اب جبکہ میں اس مندر سے بے دخل کر دی گئی ہوں میرا کوئی ٹھکانہ نہیں وہ میں اسی کے پاس جا کر رہوں گی شارون بن علبون نے فوراً پوچھ لیا وہ جوان جس کا تم ذکر کر رہی ہو وہ کون ہے روت نے ایک بار ٹیڑھی ترچھی نگاہوں سے شارون کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی۔

دیکھ ابن علبون ۔ جس جوان کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ میری جوان سال امنگوں کا خواب، میری مہکتی شاداب تمناؤں کا سہاگ ہے وہ میری جوانی کا فروزاں لمحہ میری شاموں کی شفق، میری صبحوں کا جمال، میری جلوت کا طلسم میری خلوت کا فسوں ہے اگر میں مزید اس کے متعلق کہنا چاہوں تو میں یہ بھی کہہ سکتی ہوں کہ وہ جوان میرا شوق وفا، میرا ناز الفت، میرے ناموس کا محافظ میری محبت کا بادبان میری نبض کی حرکت میرے نغموں کی لہک، میرے جسم کی سجاوٹ، میرے حسن کا نکھار، میرے آغوش کے گہوارے میں نغموں کا الاؤ میرے تخیل کی رو، میرے شبستان کی رونق ہے۔

روت جب خاموش ہوئی تو شارون بن علبون نے ہلکا ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا دیکھ تو نے اس نوجوان کی تعریف تو خوب کی ہے پر یہ تو بتا اس کا کوئی نام بھی تو ہو گا کہ

بس یوں ہی تو اس کی تعریف کئے جا رہی ہے روت کہنے لگی فی الحال میں اس کا نام نہیں بتا سکتی جب وقت آئے گا تو ابن علبون میں اس کا نام بلکہ اس کا پتہ بھی بتا دوں گی کیا ایسا ممکن نہیں کہ اب ہم یہاں سے کوچ کریں اور اشدود کا رخ کریں شارون بن علبون نے روت کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے ایک اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور انہیں خلیج سوئز کے ساتھ ساتھ اشدود کی طرف جانے کے لئے سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

بحیرہ قلزم یعنی خلیج سوئز کے کنارے شارون بن علبون اور روت دونوں نے ابھی لگ بھگ دس میل کا ہی سفر طے کیا تھا کہ ایک دم شارون بن علبون نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روک دیا اس کی طرف دیکھتے ہوئے روت نے بھی فوراً باگیں کھینچتے ہوئے اپنے گھوڑے کو روک لیا تھا پھر بڑے تجسس سے اس نے شارون بن علبون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے ابن علبون ۔ یہ اچانک اپنے گھوڑے کو دوڑاتے دوڑاتے آپ نے روک کیوں دیا کیا آپ اپنے اور میرے لئے ان ویرانوں میں کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں اس پر شارون بن علبون نے دور ذرا فاصلے پر ہیولے کی صورت میں نظر آتے دو سواروں کی طرف اشارہ کیا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

دیکھ بنت اجاج ۔ ذرا اپنے سامنے دیکھو خلیج سوئز کے کنارے وہ سوار کھڑے ہیں میرا دل کہتا ہے وہ یوں ہی ان ویرانوں میں نہیں کھڑے وہ ہماری راہ روکیں گے میرے اندازے بتاتے ہیں کہ یہ یا تو میرے وہ دشمن ہیں جن سے میں نے نپٹنا ہے یا یہ ان لوگوں میں سے ہی جو تمہیں حاصل کرنے کے لئے بڑے بے چین اور بے قرار ہیں دیکھ روت ۔ شارون بن علبون مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ بیچ میں بولتے ہوئے روت نے اس کی بات کاٹ دی ۔

دیکھ ابن علبون ۔ وہ سوار ابھی کافی دور ہیں اور ہیولوں کی صورت میں دکھائی دے رہے ہیں کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم خلیج سوئز کا یہ کنارہ چھوڑ دیں اور دائیں جانب دور ہٹتے ہوئے آگے نکل جائیں اس پر طنزیہ سی مسکراہٹ میں شارون بن علبون کہنے لگا۔

دیکھ روت ۔ یہ تجویز جو تم پیش کر رہی ہو یہ میری سرشت کے سراسر خلاف ہے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ویسے بھی ہم ان سے پہلو تہی کر کے نہیں گزر سکتے اگر ہم نے دائیں جانب سے آگے نکلنا چاہا تو وہ بھی خلیج کا یہ کنارہ چھوڑ کر دائیں جانب ہوتے ہوئے ہمارے سامنے آن کھڑے ہوں گے دیکھ میں نے گھوڑے کو اس لئے روکا ہے کہ اگر ان سے میرا ٹکراؤ ہو تو اس ٹکراؤ کے درمیان تمہیں کیا کرنا ہے میں تم کو سمجھا دوں۔

دیکھ روت۔ میں جانتا ہوں تو فن سپاہ گری سے بالکل واقف نہیں تو اپنا دفاع تک نہیں کرنا جانتی اگر سامنے کھڑے دشمن تمہارے ہیں یا میرے۔ ایک ہی بات ہے جس وقت میں ان سے ٹکراؤں تم صرف یہ کام کرنا کہ اپنے گھوڑے کو میرے پیچھے پیچھے رکھنا اس طرح تمہاری حفاظت کے لئے نہ تو میں پریشان اور فکر مند ہوں گا اور نہ ہی تمہاری حفاظت کے لئے مجھے کوئی نیا محاذ کھولنا پڑے گا بلکہ اپنے دشمنوں سے ٹکراتے ہوئے میں مطمئن ہوں گا کہ تم میرے پیچھے پشت پر محفوظ ہو۔

شارون بن علبون جب خاموش ہوا تو روت کہنے لگی اے ابن علبون آپ بالکل مطمئن رہیں جس طرح آپ نے کہا ہے میں ویسا ہی کروں گی روت کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد شارون بن علبون نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی اس کی طرف دیکھتے ہوئے روت بھی اپنا گھوڑا ہانک چکی تھی وہ پہلے کی طرح اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے شارون بن علبون اور روت جب سامنے دکھائی دیتے سواروں کے قریب گئے تو ان میں ایک سوار نے اپنی ننگی تلوار فضا میں بلند کرتے ہوئے انہیں رکنے کا اشارہ کیا اس صورتحال پر شارون بن علبون نے فوراً پشت پر بندھی ہوئی ڈھال اتار کر اپنے بائیں ہاتھ میں لے لی تھی جبکہ جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار بھی بے نیام کر لی تھی پھر جس سوار نے تلوار فضا میں بلند کر کے انہیں رکنے کا اشارہ کیا تھا۔ اسے شارن بن علبون نے مخاطب کیا۔

تم کون اور کیوں ہمیں رکنے کا اشارہ دیتے ہو وہ سوار غضبناک آواز میں بول اٹھا۔

دیکھ اجنبی تمہارے اس سوال کے جواب میں ہم روت کے لئے نہیں صرف تیرے لئے کراں تا کراں پھیلے دشت میں فنا رتوں، موسموں کی ترنگ میں قہر بکھیرتے بگولوں، حبسوں کی امنگ میں جیون کے خونی سفر جیسے ثابت ہوں گے تم کیا سمجھتے تھے کہ

تم روت کو لے کر سلامتی کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچ جاؤ گے ہرگز نہیں ہم تو ان ویرانوں اور دشت میں تیرے شیشۂ جاں کو ریزہ ریزہ تیرے قریۂ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کریں گے یوں جانو تیری زندگی کا سفر اب تمام ہوا سمندر کے اس کنارے تیری سانسوں کے تسلسل میں سلگتے نغمیں اور تیرے جسم کے بن باس میں اذیتوں کے نصاب بھر دیں گے۔

جواب میں شارون بن علبون نے اس سوار کی طرف دیکھا وہ اسے پہچان گیا وہ بنی اسرائیل کے لشکر کا وہی چھوٹا سالار تھا جس کا نام یونام تھا اور جس کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت نے اس کے حوالے روت کو کیا تھا پر اچانک شارون بن علبون نے وہاں پہنچ جانے کے باعث طالوت نے یونام کے بجائے روت کو شارون کے حوالے کر دیا تھا اور یونام نام کے اس جوان کے ساتھ دوسرا اس کا کوئی ساتھی تھا تھوڑی دیر تک ان دونوں کا جائزہ لینے کے بعد شارون بن علبون قہر بھرے انداز میں بول پڑا۔

سنو میری راہ روکنے والو۔ اگر میرے خدا کی مشیت یہی ہے کہ میں ان ویرانوں ان صحراؤں میں تمہارے لئے پیچ در پیچ سلسلے قہر و جفا، ظلم کی آندھی، جبر کا طوفان اور خواب در خواب عذابوں کا نیا بار گراں بنوں تو سنو۔ اپنی موت کو گلے لگانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سنو عقل رنداں کے طلبگارو! ظلمت شب کے رہزنو! ان ویرانوں میں تم دونوں کے جسم کو میں آتش و آب۔ خاک و باد سے محروم کر دوں گا مفلوج عدل گاہوں کے پرستارو! اپنے ذہن میں لکھ رکھو ان ویرانوں میں تمہارا اول بھی فنا تمہارا آخر بھی فنا ہو گا مجھے موت اور مرگ کی دھمکیاں دینے والو میں تو خود تم دونوں کی زندگی کی خلائی عبارت کے طشت بے نام میں مرگ کے خون ٹپکتے دوہے بھرنے کے بعد روت کو بہ سلامت اپنے ساتھ لئے اپنی منزل کی طرف نکل جاؤں گا۔

کسی دھوکے فریب اور غلط فہمی میں نہ رہنا کہ ان ویرانوں میں تم دو ہو اور میں اکیلا یاد رکھنا میرا نام شارون بن علبون ہے میں صحرائے عرب کا وہ بدو ہوں جسے اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے ورثے میں تلوار اور اس کی صناعی کے سوا کچھ نہیں ملا آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو پھر دیکھو انجام کس کا خون آلود ہوتا ہے۔

شارون بن علبون کی ان دھمکی آمیز باتوں کا ان دونوں نے کوئی جواب نہ دیا

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ایک بار انہوں نے جواب طلب نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا شارون ہی اشاروں میں کوئی فیصلہ کیا پھر اپنے گھوڑوں کو انہوں نے ایڑلگائی اور انگڑائیاں لیتی موت۔ جہاں فریبیوں کے زعم، بے نواالاؤ کی ان کہی وحشت کی طرح وہ شارون بن علبون پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

شارون بن علبون بھی بڑے معجزاتی انداز میں حرکت میں آیا تھا ایک کے وار کو اپنی ڈھال پر اور دوسرے کے وار کو اس نے اپنی تلوار پر روکا تھا پھر وہ خود بھی نئے موسموں کی بشارت اور ٹہنیوں سے کھیلتے کرنوں کے جال کی طرح حرکت میں آیا اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے اس نے ایک دم بائیں جانب موڑا پینترا بدلا اور پھر اس خونخواری سے یونام کے اس جوان کے ساتھی پر حملہ آور ہوا کہ اپنے پہلے ہی وار میں شارون بن علبون نے اسے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

اپنی ساتھی کے یوں مرجانے پر یونام فکر مند ہو گیا تھا اس موقع پر شارون بن علبون نے ایک ہولناک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا دیکھ یونام میں تو صحرائے عرب کا وہ تیز بگولا ہوں جو حروف کے کناروں پر خون اور دھوپ کی طابوں میں زہر بھرتا چلا جاتا ہے۔

اپنے ساتھی کے مارے جانے پر یونام تھوڑی دیر تک ماضی کی اندھی گھپاؤں جیسا افسردہ۔ دل کی کشت میں غموں کی فصل اور بے کراں کرب تخلیق کے سلسلوں جیسا ملول ہو کر رہ گیا تھا جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر اس کے چہرے پر غصے اور غضبناکی میں قہرمانیاں برسنے لگیں اور اپنی تلوار اپنے سامنے ہراتے ہوئے اس نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

دیکھ میرے ساتھی کے قاتل۔ یہ مت خیال کرنا کہ میرے ساتھی کے مارے جانے کے بعد تو مجھ پر آندھی اور طوفان کی طرح حاوی ہو جائے گا میں تیغ زنی کا فن خوب جانتا ہوں اور تجھے یقین دلاتا ہوں کہ ان ویرانوں میں میں تیرے دل میں تشکیک کی بے اماں سرد اور بے مہر لہریں بھر دوں گا تیری حالت مرگ کے زرد آثار۔ اور سرگریباں اور حزین جرموں جیسی بنا کر رکھوں گا یہاں تک کہنے کے بعد اچانک یونام نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی پھر اس نے شارون بن علبون پر حوادث میں پلتی سلگتی گود، تنہائی اور ہجر کی آگ اور کوؤں کی طرح منڈیروں پر منڈلاتے وسوسوں کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

شارون بن علبون نے بڑی آسانی کے ساتھ یونام کے اس حملے کو روک دیا تھا۔ اس موقع پر شارون بن علبون امرت گھلی رگوں، کھلتے راز صداقت انگنت شاداب مناظر میں نفاست کے نقیب جیسا پرسکون اور آسودہ تھا تھوڑی دیر تک یونام بڑھ چڑھ کر شارون بن علبون پر حملے کرتا رہا جبکہ شارون اس کے سامنے بڑی آسانی سے اپنا دفاع کرتا رہا پھر اچانک انقلاب اور تبدیلی رونما ہوئی شارون بن علبون نے دفاع کا لبادہ اتار پھینکا وہ خون بھرے طوفانوں کی طرح جارحیت پر اترا اور یونام پر ایسے وار اور حملے کرنے لگا جن سے بچنا یونام کے لئے انتہائی مشکل اور دشوار نظر آرہا تھا۔

شارون بن علبون اپنے گھوڑے کو دائیں بائیں ایڑ لگاتے ہوئے آگے پیچھے اور پہلوؤں کی طرف بار بار موڑتا چلا جا رہا تھا لیکن اب لگتا تھا کہ شارون بن علبون اس پر پوری طرح چھا جانے کا تہیہ کئے ہوئے ہو جس سمت بھی یونام رخ بدلتا اسی سمت سے طوفانوں کی طرح شارون بن علبون اس پر حاوی ہوتا چلا جا رہا تھا ایک موقع پر جبکہ دونوں کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں تو اس زور سے شارون بن علبون نے اپنی تلوار کو پیچھے جھٹکا دیا کہ یونام اپنے گھوڑے سے نیچے گر گیا بس اسکا گھوڑے سے نیچے گرنا تھا کہ شارون بن علبون بھی ایک سیدھی جست کے ساتھ نیچے اترا اور قبل اسکے کہ یونام اٹھ کر پھر سنبھلتا اور مقابلے کو جاری رکھتا شارون بن علبون نے اپنی تلوار بلند کرتے ہوئے گرائی اور اسکی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

شارون بن علبون کی اس کارگزاری پر گھوڑے پر سوار روت یاقوت و مرجان کی تابندگی اور انگاروں کی طرح دہکتی شفق جیسی خوش کن اجالے کی نوید عشرت آگیں اور امید کے روشن لعل و گہر جیسی پر فشاں، گلابی دھوپ اجلی چاندنی رات کی اوس میں بھیگے سبزے اور کرنوں کی پنہاں برکھا جیسی پر کشش ہو کر رہ گئی تھی بے پناہ خوشی کے باعث دور دور تک اس کی آنکھوں اس کے چہرے پر خوشیوں اور مسرتوں کے قہقہے سے برس رہے تھے تھوڑی دیر تک روت اجالے کی گود میں قطبی سمندر کی برفیلی موجوں کی جھاگ جیسی نرمی کے ساتھ شارون بن علبون کی طرف دیکھتی رہی اس لمحہ اس کی حالت سے لگتا تھا جیسے شارون بن علبون کے سامنے اس کے سراب گوں چہرے کا سارا طلسم اور فسوں سب رنگوں ہو کر رہ گیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

یوں کام کا خاتمہ کرنے کے بعد شارون بن علبون ریت پر بیٹھ گیا اور مرنے والے کے لباس سے اپنی تلوار صاف کرنے لگا تھا اس دوران اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر آہستہ آہستہ روت اس سے قریب ہوئی پھر شہد برساتی اور فضاؤں میں رس گھولتی اپنی آواز میں اس نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

اے ابن علبون۔ میرے پاس الفاظ نہیں جو میں آپ کا شکریہ ادا کر سکوں اس لئے کہ یہ چوتھی بار ہے کہ آپ میری جان میری عصمت کے محافظ بن کر میرے سامنے آئے ہیں اب آپ کی اس کارگزاری کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میں کیا کہہ سکتی ہوں کاش میں یوں بے گھر نہ ہوتی کاش میں عشتار دیوی کے مندر میں ہوتی یا اپنے باپ کے پاس ہی قیام کیا ہوتا تو اے ابن علبون۔ میں آپ کو اسطرح نوازتی کہ آپ یقیناً اپنی ان کارگزاریوں پر فخر محسوس کرتے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جواب میں شارون بن علبون اپنی تلوار صاف کرنے کے بعد اسے نیام میں کرتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا چھلانگ لگاتے ہوئے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور کہنے لگا دیکھ روت تمہیں میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ مجھے کرنا چاہیئے تھا وہ کچھ میں نے کیا ہے آؤ اب یہاں سے کوچ کریں اب زیادہ دیر ہمیں یہاں قیام نہیں کرنا چاہیئے روت نے شارون بن علبون کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں نے ایک ساتھ اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور خلیج سوئیز کے کنارے کنارے وہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سیموئیل اس نافرمانی کی وجہ سے جو طالوت نے خداوند سے کی تھی بڑے اداس اور غمگین رہنے لگے تھے پھر ایسا ہوا کہ خداوند نے وحی کے ذریعے انہیں ڈھارس دی کہ سیموئیل کب تک طالوت کا غم کھاتا رہے گا تیرے خدا نے اسے بنی اسرائیل کا بادشاہ ہونے سے رد کر دیا ہے بس تو ایسا کر ایک سینگ میں تیل بھر اور بیت لحم میں یسی نام کے شخص کے پاس چلا جا کیونکہ میں نے اس کے بیٹوں میں سے ایک کو اپنی طرف سے بنی اسرائیل کے بادشاہ کی حیثیت سے چن لیا ہے۔

سیموئیل پر جب یہ وحی نازل ہوئی تو انہوں نے خداوند سے گذارش کی کہ اے میرے خداوند۔ میں کیوں کر جاؤں۔ اگر میرے اس کام کو طالوت نے سن لیا تو وہ یقیناً مجھ پر حملہ آور ہوگا اور مجھے مار ڈالے گا اس پر سیموئیل کو پھر حکم ہوا۔

اے سیموئیل تو ایک بچھیا اپنے ساتھ لے جا اور کہنا کہ میں خداوند کے لئے قربانی کرنے کو آیا ہوں اور بیت لحم کے شخص یسی کو قربانی کی دعوت دینا پھر تیرا خداوند تجھے بتائے گا کہ تجھے کیا کرنا ہے اور پھر وہ جس کا نام تیرا خداوند تجھے بتائے اس سے تو اپنے خداوند کی طرف سے مسح کرنا بس اپنے خداوند کے اس حکم کے مطابق اللہ کے نبی سیموئیل رامہ سے بیت لحم کو روانہ ہوئے۔

سیموئیل جب بیت لحم پہنچے تو وہاں کے لوگ انہیں دیکھتے ہوئے فکر مند ہوئے وہ یہ گمان کرنے لگے کہ کہیں اس شہر کے لوگوں سے کوئی غلطی نہ ہوئی ہو جس کی بنا پر اللہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

نے نبی انہیں تنبیہ کرنے کے لئے آئے ہوں اس بنا پر انہوں نے کانپتے ہوئے سموئیل سے پوچھا کیا آپ صلح کے خیال سے آئے ہیں جواب میں سموئیل نے بڑی نرمی سے کہا ہاں میں صلح ہی کے خیال سے آیا ہوں میں یہاں بیت لحم میں خداوند کے لئے قربانی چڑھانے آیا ہوں سو تم لوگ بھی اپنے آپ کو پاک صاف کرو میرے ساتھ قربانی کے لئے آؤ ساتھ ہی سموئیل نے خداوند کے حکم کے مطابق بیت لحم کے شخص یسی اور اس کے بیٹوں کو بلا کر پاک صاف کیا اور انہیں بھی قربانی کی دعوت دی۔

جب یسی اور اس کے بیٹے سموئیل کے پاس آئے تو سب سے پہلی نگاہ سموئیل کی یسی کے بیٹے الیاب پر پڑی اس کے دیکھتے ہی ان کے دل میں خیال آیا کہ شاید خداوند کا ممسوح یہی ہے اسی لمحہ خداوند کی طرف سے سموئیل کو وحی کی گئی کہ تو اس کے چہرے اسکے قد کی بلندی کو نہ دیکھ اس لئے کہ میں نے اسے ناپسند کیا ہے اس لئے کہ خداوند انسان کی مانند نظر نہیں کرتا اس لئے کہ انسان ظاہری صورت کو دیکھتا ہے اور خداوند دل پر نظر رکھتا ہے۔

تب اللہ کے نبی سموئیل کے کہنے پر یسی نے اپنے دوسرے بیٹے ابیناداب کو بلایا اور اسے سموئیل کے سامنے پیش کیا خداوند کی طرف سے حکم ملنے پر سموئیل نے اسے بھی رد کر دیا پھر یسی نے اپنے تیسرے بیٹے سمہ کو آگے کیا خداوند کی رہنمائی میں سموئیل نے اسے بھی نہ چنا اس طرح یسی نے باری باری اپنے سات بیٹوں کو سموئیل کے سامنے پیش کیا پر خداوند کی رہنمائی میں سموئیل نے ان سب کو رد کر دیا پھر یسی کو مخاطب کرتے ہوئے سموئیل نے پوچھا۔

تیرے سب لڑکے یہی ہیں یسی نے بڑے مؤدب طریقے سے سموئیل کو جواب دیتے ہوئے کہا میرا سب سے چھوٹا بیٹا رہ گیا ہے اسے میں ابھی تک آپ کے سامنے پیش نہیں کر سکا اس لئے کہ وہ بھیڑ بکریاں چراتا ہے یسی کا جواب سن کر سموئیل بڑے خوش ہوئے اور یسی کو حکم دیا کہ اپنے اس بیٹے کو بھی بلا بھیج جب تک وہ یہاں نہ آئے ہم اس کا انتظار کریں گے پھر یسی وہاں سے اٹھ گیا اور اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو بلایا۔

جب وہ بیٹا اللہ کے نبی سموئیل کے سامنے آیا تو انہوں نے دیکھا وہ سرخ رنگ، خوبصورت اور حسین تھا اسی لمحہ خداوند کی طرف سے سموئیل کو وحی کی گئی اور فرمایا کہ

سموئیل اٹھ اور اسے مسح کر کیونکہ یہی وہ ہے جو نہ صرف تمہاری جگہ لے گا بلکہ بنی اسرائیل کا بادشاہ بھی ہوگا۔

خداوند کی طرف سے یہ حکم ملنے کے بعد سموئیل نے وہ تیل جسے وہ سینگ میں لے کر آئے تھے لیا اور اسے اس کے بھائیوں کے درمیان مسح کیا یسی کا وہ بیٹا سب سے چھوٹا وہ اللہ کا نبی داؤد تھا جسے خداوند کا برگزیدہ اور چنا ہوا بنانے کے بعد اللہ کے نبی سموئیل واپس اپنے شہر رامہ کی طرف چلے گئے تھے۔

OOOO

اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے ایک روز شارون بن علبون اور روت دونوں فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود میں داخل ہوئے تھے شہر میں داخل ہونے کے بعد درمیانہ روی سے اپنے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے وہ دجون دیوتا کے مندر میں داخل ہوتے اس وقت اتفاقاً دجون دیوتا کے مندر کا بڑا پجاری اخیم اپنے کمرے سے باہر کھڑا تھا اس نے شارون بن علبون اور روت دونوں کو مندر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا جونہی وہ اس کے نزدیک اپنے گھوڑوں سے اترے گھوڑوں سے بندھی ہوئی اپنے گھوڑوں کی چمڑے کی خرجینوں کو اتارا تب اخیم کے اشارے پر کچھ پجاری حرکت میں آئے اور ان دونوں کے گھوڑوں کو مندر کے اصطبل کی طرف لے گئے تھے پھر اخیم والہانہ انداز میں آگے بڑھا پہلے گلے لگا کر وہ شارون بن علبون سے ملا پھر اس نے پدرانہ شفقت میں روت کی پیشانی چومی اسے پیار کیا اس کے بعد وہ دونوں کو لے کر اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

جب تینوں کمرے کی نشستوں پر آ کر بیٹھ گئے تب اخیم نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

دیکھ شارون میرے بیٹے۔ گو مجھے روت کے یہاں آنے کی بے حد خوشی ہے لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم روت کو کس سلسلے میں یہاں لے کر آئے ہو اس پر شارون کہنے لگا دیکھ بزرگ اخیم۔ روت اب ہمیشہ کے لئے یہیں آپ کے پاس رہے گی میں اپنے تاجروں کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے سرائے میں ایک روز اپنے کمرے میں سوچ بچار میں غرق تھا کہ کچھ تاجر وہاں آئے اور انہوں نے یہ خبر دی کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت نے عمالیقیوں پر حملہ کر دیا ہے عمالیقیوں کے بادشاہ یعنی روت کے باپ اجاج کو اس نے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

شکست دی ہے اور اب وہ عمالیقیوں کی سلطنت میں اندر تک گھستا چلا جا رہا ہے۔ یہ خبر سننے کے بعد میں بڑا فکر مند ہوا مجھے اندیشہ تھا کہ اگر عمالیقیوں پر بنی اسرائیل کے لوگ قابض ہو گئے تو وہ نہ صرف یہ کہ عمالیقیوں کے مندروں کو نقصان پہنچائیں گے بلکہ مندروں کی دیوداسیوں اور پجاریوں کو بھی گرفتار کر لیں گے لہذا میں روت کو رفیدیم کے مندر سے نکالنے کے لئے فوراً آپ کو بتائے بغیر سرائے کے اس کمرے سے رفیدیم کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

میرے جانے سے پہلے اسرائیلیوں نے روت اور اس کے مندر کے کچھ پجاریوں کو قیدی بنا لیا تھا پر روت کی خوش قسمتی کہ میں عین وقت پر جا پہنچا آپ جانتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا موجودہ بادشاہ طالوت میرا بہترین جاننے والا ہے مجھے اپنے بیٹوں کی طرح چاہتا ہے بس میں اس سے بات کر کے روت کو اپنے ساتھ لے آیا۔ اب روت ہمیشہ کے لئے آپ کے پاس رہے گی اس کے ساتھ ہی شارون بن علبون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

محترم اخیم۔ میں اب اپنے کمرے کی طرف جاتا ہوں آپ روت کے قیام اور آرام کا بندوبست کریں کیونکہ لگاتار سفر کرتے ہوئے یہ بڑی تھکاوٹ محسوس کر رہی ہو گی اس پر اخیم بڑی شفقت اور بڑے پیار سے کہنے لگا دیکھ شارون میرے بیٹے تو کہیں نہیں جائے گا آج تو مندر میں میرے پاس ہی قیام کرے گا اس لئے کہ میں تجھ پر ایک بہت اچھا انکشاف کرنا چاہتا ہوں پھر میری خواہش بھی ہے بیٹے کہ تو آج میرے پاس رہے اس لئے کہ تو جانتا ہے کہ میں نے جب کبھی تجھے اپنے پاس رہنے کے لئے کہا تو نے میری بات نہیں مانی اور سرائے میں ہی رہا بس میری یہ خواہش ہے کہ آج تم میرے پاس رہو اس پر شارون بن علبون دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور پوچھنے لگا آپ مجھ پر کونسا انکشاف کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال میں آپ کی یہ بات مانتا ہوں آج کی رات میں آپ کے ساتھ مندر میں ہی قیام کروں گا بتائیں آپ کونسا انکشاف کرنا چاہتے ہیں۔

شارون بن علبون کے اس جواب پر جہاں اخیم خوش ہو گیا تھا وہاں روت کے چہرے پر بھی خوشیاں اور مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں پھر اخیم نے اسے مخاطب کیا۔

دیکھ بیٹے جیسا کہ تو جانتا ہے کہ تیرے کہنے پر میں نے اپنے کچھ آدمی تیرے قبیلے کے تاجروں کے قاتلوں کے پیچھے لگائے ہوئے تھے ان میں سے دو کو تو پہلے ہی موت کے

گھاٹ اتار چکا ہے اب تیری غیر موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے باقی کے چار یہاں سے بھاگ چکے ہیں ان میں سے دو مدین کی طرف گئے ہیں وہاں کہتے ہیں مدین شہر کے جنوب میں سمندر کے کنارے ایک سرائے ہے اس سرائے کا مالک قاتلوں میں سے ایک کا عزیز و رشتہ دار ہے کچھ دن اسی سرائے میں قیام کریں گے دراصل وہ اپنے دو ساتھیوں کے مارے جانے پر پریشان اور فکر مند ہیں اور قاتل کی تلاش میں ہیں۔

جب کہ دوسرے دو فلسطی کے شہر عین دور کی طرف گئے ہیں وہاں عیرانام کی ایک عورت رہتی ہے اس کے قبضے میں جنات ہیں اور وہ ان کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو گذرے ہوئے حالات سے آگاہ کرتی ہے تمہارے دو دشمن عیرانام کی اسی عورت کے پاس گئے ہیں وہ اس سے یہ پتہ لگائیں گے کہ ان کے دو ساتھیوں کا قاتل کون ہے میرے خیال میں یہ جاننے کے بعد پھر وہ چاروں مل کر تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے اخیم کے اس انکشاف پر شارون بن علبون خوش ہو گیا تھا پھر کہنے لگا۔

دیکھ بزرگ اخیم اب وہ چاروں میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکیں گے مدین چھوڑ کر وہ اس سے بھی کہیں دور چلے جائیں فلسطی کی عیرانام کی عورت کے سوا وہ کہیں بھی جا کر میرے متعلق پوچھتے رہیں پر میں انہیں چھوڑوں گا نہیں قسم خدائے واحد اور لاشریک کی جس نے اپنے نبی اپنے رسول کو آگ سے بچایا۔ اگر یہ چاروں قاتل زمین کی تہہ میں اتر جائیں تب بھی میں انہیں وہاں سے نکالوں گا اور انہیں ان کے انجام بد تک ضرور پہنچاؤں گا

اخیم نے اس موقع پر گفتگو کا موضوع بدلا۔

دیکھ شارون میرے بیٹے۔ تم اور روت بہت تھکے ہوئے ہو پہلے میں کھانا منگواتا ہوں تینوں مل کر کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد روت اسی کمرے میں قیام کرے گی جس میں یہ پہلے قیام کر چکی ہے اور میں تمہیں اپنے ساتھ والا جو کمرہ ہے اس میں ٹھہراتا ہوں شارون بن علبون اور روت دونوں نے اس تجویز سے اتفاق کیا پہلے تینوں نے مل کر کھانا کھایا پھر آرام کرنے کے لئے اپنے کمروں کی طرف چلے گئے تھے۔

OOOO

دوسرے روز صبح ہی صبح دجون دیوتا کے مندر کی ایک دیوداسی نے روت کو

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جب گیا تھا طہارت خانے سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ باہر نکلی تو سب سے پہلے وہ اس کمرے کی طرف گئی جس میں شارون بن علبون کو ٹھہرایا گیا تھا اس نے دیکھا کمرہ خالی پڑا تھا اور شارون بن علبون اس کمرے میں نہ تھا اپنے ساتھ ساتھ چلتی اس دیوداسی کو روت نے مخاطب کیا جس نے اسے جگایا تھا۔

یہ اس کمرے میں شارون بن علبون ٹھہرا ہوا تھا۔ کیا یہ بیدار ہو چکا ہے یا کہیں باہر گیا ہے اس پر اس دیوداسی نے بڑے غور سے روت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ابن علبون تو رات کے پچھلے حصے میں ہی یہاں سے کوچ کر چکے ہیں وہ کہیں گئے ہیں کہاں گئے ہیں مجھے نہیں خبر اس کی تفصیل تو آپ کو صرف بزرگ اخیم ہی بتا سکتے ہیں اس دیوداسی کے اس انکشاف پر روت بیچاری آوارہ بھٹکتے ستاروں اور بے برگ خیالات جیسی ویران نمناک تحریروں بے رنگ سے دن رات کی ناگفتنی حالات جیسی الجھی الجھی کسی مجبور کنواری کے آنسو کی طرح بے بس نغموں اور تعبیر کی خوشبو سے عاری خوابوں جیسی ملول ہو کر رہ گئی تھی تھوڑی دیر تک اس کمرے کے پاس کھڑے ہو کر وہ عجیب سے جذبے میں کمرے کے اندر دیکھتی رہی پھر وہ وہاں سے ہٹی اور بڑے بیچاری اخیم کے کمرے کی طرف گئی تھی۔

آہستہ آہستہ روت اخیم کے کمرے میں داخل ہوئی اخیم اس وقت کمرے کے بیچ میں ایک نشست پر بیٹھا ہوا تھا قبل اس کے کہ روت آگے بڑھ کر اخیم کو مخاطب کرتی اخیم نے اس کی حالت کا بغور جائزہ لیتے ہوئے مخاطب کر لیا۔

روت بیٹی۔ کیا بات ہے تمہارا چہرہ تمہاری تھکی تھکی چال بتاتی ہے کہ تم اداس اور غمزدہ ہو کیا اس مندر میں کسی نے تمہاری دل شکنی کی ہے کوئی تمہاری دل آزاری کا باعث بنا ہے اگر ایسی کوئی بات ہے تو کہو میری بیٹی۔ میں فوراً اس کا ازالہ کروں گا اس پر تھکی تھکی چال چلتی روت اخیم کے قریب آ کر بیٹھ گئی پھر اس نے بوجھل آواز میں روہانسی سی آواز میں اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

میرے محترم۔ میرے بزرگ یہ شارون بن علبون کہاں گیا روت کے اس سوال پر اخیم تھوڑی دیر تک عجیب سے جذبوں سے بھرے احساسات لئے روت کی طرف دیکھتا رہا اس کی آنکھوں میں اس وقت انگنت سوالات رقص کر رہے تھے تھوڑی دیر تک

روت کا جائزہ لینے کے بعد وہ بول پڑا۔

دیکھ روت بیٹی۔ وہ تو رات ہی یہاں سے کوچ کر گیا تھا تجھے خبر ہے کہ وہ اپنے تاجروں کے چھ قاتلوں میں سے دو کو اس نے پہلے ہی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے باقی چار رہ گئے ہیں ان چار میں سے دو فلسطی کی طرف ہیں اور دو مدین کی طرف گئے ہوئے ہیں شارون بن علبون نے پہلے مدین کا رخ کیا ہے ان دو قاتلوں سے نپٹنے کے بعد میرے خیال میں وہ یہاں آئے گا اس کے بعد باقی بچنے والے دو کے خلاف کوئی جتن کرے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد اخیم خاموش ہو گیا تھا اس کے بعد پھر وہ استفہامیہ اور چبھتے انداز میں روت کی طرف دیکھنے لگا تھا روت بے چاری اپنا سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی اخیم نے اس موقع پر دیکھا اس کی آنکھوں میں نمی تھی چہرہ اترا ہوا تھا اور جھکی ہوئی گردن اس بات کی غمازی کرتی تھی کہ وہ انتہائی غمزدہ اور فکرمند ہے اس پر بات کو آگے بڑھانے کے لئے یا روت کو کریدنے کی خاطر اخیم پھر بول پڑا۔

پر دیکھ میری بیٹی۔ تو اس شارون بن علبون کے متعلق کیوں اتنی فکرمند ہے اس میں شک نہیں کہ وہ تیرا محسن ہے مربی ہے چار مرتبہ وہ تیری جان تیری موت کی حفاظت کر چکا ہے پر اس کے باوجود تیرے لئے وہ ہے تو اجنبی۔ اس لئے کہ تو ایک دیوداسی ہے ایک ایسی دیوداسی جس نے زندگی بھر کسی بھی مرد کو اپنا ساتھی نہ بنانے کا تہیہ کیا ہوا ہے تو پھر تو ایک ایسے شخص کے متعلق کیوں فکرمند اور اداس ہوتی ہے جو صحرائے عرب کا ایک بدو ہے اس سے کہ بدو ہے تو تو استادرجے کی نفرت کرتی ہے۔

اخیم کے ان چبھتے ہوئے الفاظ کے جواب میں تھوڑی دیر تک روت گردن جھکائے خاموش رہی پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنا چہرہ اٹھایا تھکی تھکی نگاہوں سے اخیم کی طرف دیکھا پھر بکھرے بکھرے غمزدہ لہجے میں بول پڑی۔

محترم اخیم۔ اب میں کہہ سکتی ہوں کہ میری زیست کی صبح نے ایک نیا جنم لیا ہے میرے تفکرات حیات نے ایک نئی کروٹ بدلی ہے اب میں وہ پہلے جیسی روت نہیں رہی ہوں میری محبت کے اجڑے نگر میں کوئی غنچوں کا وارفتہ تحرکا ادیب واصل ہو چکا ہے جس سے میرے دل کے [illegible] میری زندگی کے [illegible] افسانہ درد افسانہ داستاں درد داستاں محبت کی تنہا صنم خانگی کرا دیا ہے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

محترم اخیم اب میں وہ پہلے جیسی خشک دیوداسی نہیں رہی اس لئے کہ کسی نے میرے جذبوں کے جنگل میں جدت کے الاؤ روشن کر دیئے ہیں میری وادیٔ ذہن و قلب میں محبت بھری صداؤں کے شہر آباد کر دیئے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد روت جب رکی تب بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اخیم نے پوچھ لیا۔

دیکھ روت میری بیٹی۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں وہ خوش قسمت کون ہے جس کی محبت کا تو شکار ہوئی ہے اور جس نے تیری زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے اس پر روت بے جھجک سی ہو کر بول پڑی۔

اخیم میرے محترم۔ مجھے اپنی محبت میں گرفتار کرنے والا اور مجھے ایک خشک دیوداسی سے چاہتوں کی خواہشمند کنواری میں تبدیل کرنے والا شارون بن علبون ہے اب یہی شارون بن علبون میری خلوت کدوں کی رونق اور میں اسکی ملوکیت کے محل کی ادنیٰ کنیز ہوں وہ میرے حال و مستقبل کا زمزمہ خواں۔ میں اس کی رہگزر کا غبار بے مول ہوں محترم اخیم۔ اس شارون بن علبون کی محبت کی کرامتوں نے مجھے مدفن تاجوراں، سند زندہ دلاں اور خواب گاہ رفتگاں سے چاہتوں کی رزمگاہ بنا کر رکھ دیا ہے آپ جانتے ہیں کبھی میں دیوداسی کی حیثیت سے تنہائی اور یکسوئی کی اوڑھنی اوڑھے بس عشتار دیوی کے مندر میں پڑی تھی پر یہ شارون بن علبون میری سوچوں کے ماہ و انجم میں اس طرح داخل ہوا جیسے رات کی دھڑکنوں میں بے ابدی ہوک یا منہ زور قدموں کی دھمک کی طرح پگھلی پگھلی کرنیں داخل ہوتی ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد روت تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر کچھ سوچا پھر وہ کہتی چلی گئی تھی۔

محترم اخیم۔ جہاں کبھی وہ دور تھا کہ میں کسی مرد کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتی تھی کبھی وہ وقت بھی تھا کہ صحرائے عرب کے بدوؤں سے مجھے سب سے زیادہ نفرت تھی اور اب یہ وقت بھی ہے کہ مجھے ان ہواؤں سے بھی محبت ہے جن میں شارون بن علبون سانس لیتا ہے جو اسے چھو کر آتی ہیں مجھے ان راستوں سے بھی چاہت ہے جہاں سے وہ گزرتا ہے اس کے سفر کی نرم آہٹوں کے نفس کی آتشیں صدائیں بھی اب میرے لئے انمول اور نایاب ہیں دیکھ محترم اخیم اب یہ شارون بن علبون ہی میری صنوبر زلفوں، میرے گل تر جسم کا

مالک ہے ماضی میں جہاں کبھی میں نے یہ عہد کر رکھا تھا کہ میں کسی بھی نوجوان کو اپنی زندگی کا ساتھی نہیں بناؤں گی اس شارون بن علبون کی وجہ سے مجھے اپنے یہ سارے عہد توڑنے پڑے۔ اور اسی شارون بن علبون ہی کی وجہ سے میں ضمیر دل کی اندھیروں سے نکل کر ماضی کے آئینے توڑ چکی ہوں اب شارون بن علبون کے بغیر زندگی بسر کرنا میرے لئے انتہائی دشوار اور تکلیف دہ ہے۔

روت کی اس ساری گفتگو کے جواب میں اخیم تھوڑی دیر سر جھکا کر کچھ سوچتا رہا اس کے بعد اس نے روت کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

روت میری بیٹی رفیدیم سے اس طرف آتے ہوئے کیا راستے میں تو نے شارون بن علبون پر اپنی محبت کا اظہار کیا میرے خیال میں اگر تو نے ایسا کیا ہوتا وہ یوں تجھے بتائے بغیر رات کے پچھلے پہر اپنے دشمنوں کی طرف روانہ نہ ہو جاتا میرا دل کہتا ہے ابھی تک تو نے اس پر اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا اس پر روہانسی سی آواز میں روت کہنے لگی۔

آپکا اندازہ درست ہے محترم اخیم۔ اس شارون بن علبون سے گفتگو سہل ہے لیکن اس کے سامنے مجھ جیسی لڑکی کے لئے اپنی محبت کا مدعا بیان کرنا بڑا اوق ہے اس کے سامنے محبت کے سلسلے میں اظہار کی ساری پیچیدگیاں مجھ سے دست و گریبان ہو جاتی ہیں لہٰذا میں انہی وجوہات کی بنا پر آج تک اس کے سامنے اپنے دل کا احوال بیان نہ کر سکی عمالیقیوں کے یہاں سے رہائی ملنے کے بعد دبے دبے لفظوں میں میں نے اس سے کہا تھا کہ میں نے اشدود میں قیام کرنا ہے وہاں ایک ایسا نوجوان ہے جسے میں پسند کرتی ہوں کاش اس موقع پر میں نے اسے بتا دیا ہوتا کہ وہ نوجوان جسے میں پسند کرتی ہوں وہ شارون بن علبون کے علاوہ کوئی اور نہیں کاش میں اس پر اپنی محبت کا اظہار کر چکی ہوتی اور اس پر یہ عیاں کر چکی ہوتی کہ میں اب اپنی ہر چیز اس کے لئے حوالے کر چکی ہوں اگر میں نے ایسا کر دیا ہوتا تو وہ آج یوں مجھ سے پوچھے بغیر یا مجھ سے ملے بغیر اجنبیوں کی طرح اپنے دشمنوں کی تلاش میں رات کی تاریکی میں نہ نکل جاتا۔

روت کے ان سارے انکشافات پر اخیم خوش ہو گیا تھا تھوڑی دیر تک وہ اپنے چہرے پر تبسم لئے ان انکشافات پر لطف اندوز ہوتا رہا پھر روت کو اس نے مخاطب کیا۔

دیکھ روت میری بیٹی۔ تو اب فکر مند نہ ہو تو دجون دیوتا کے اس مندر میں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

پرسکون رہ اگر تو اپنی محبت کا مدعا شارون بن علبون کے سامنے بیان کرتے ہوئے اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتی ہے تو اسے واپس آنے دے تیری طرف سے میں شارون بن علبون سے بات کروں گا مجھے امید ہے کہ وہ بھی تجھ سے اپنی پسندیدگی اور محبت کا اظہار کرے گا اس موقع پر روت پھر بول پڑی۔

دیکھ محترم اخیم۔ اگر ایسا ہو جائے تو میں سمجھوں گی مجھے دنیا جہان کی ساری نعمتیں میسر ہو گی ہیں اس پر اخیم اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا دیکھ بیٹی تو فکر مند اور غمزدہ نہ ہو آؤ میرے ساتھ صبح کا کھانا کھائیں مجھے امید ہے کہ شارون بن علبون بہت جلد لوٹے گا اس کے بعد میں اس سے تیرے سلسلے میں بات کروں گا سن میری بیٹی صرف بات ہی نہیں کروں گا تجھے اور اسے دونوں کو ایک دوسرے کی زندگی اور زیست کا ساتھی اور رفیق بنانے کی بھی کوشش کروں گا۔ اخیم کے اس فیصلے پر روت خوش ہو گئی تھی۔ پھر وہ کھانا کھانے کے لئے اخیم کے ساتھ ہو لی تھی۔

○

اپنی گذشتہ شکست کا بدلہ لینے کے لئے فلسطیوں کے بادشاہ معوک اور اس کے بیٹے نے بہترین جنگی تیاریاں کیں ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور بنی اسرائیل سے انتقام لینے کے لئے وہ اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر اشدود سے نکلے بنی اسرائیل سے جنگ کرنے کے لئے ایلہ کی وادیوں کے کنارے آکے انہوں نے ڈیرے ڈالے تھے دوسری طرف بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت بھی بنی اسرائیل کے ایک جرار لشکر کو لے کر نکلا اور اسی ایلہ کی وادی کے دوسرے سرے پر وہ اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوا تھا۔

اب صورتحال یہ تھی کہ وادی ایلہ کے ایک طرف کوہستانی سلسلے تک فلسطیوں کا لشکر تھا جس کی کمانداری ان کا سپہ سالار اعلیٰ جالوت خود کر رہا تھا جبکہ وادی ایلہ کے دوسرے کنارے کوہستانی سلسلے کے اوپر بنی اسرائیل کا لشکر تھا۔

جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے پھر فلسطیوں کے لشکر سے ان کا سپہ سالار اعلیٰ جالوت نکلا بنی اسرائیل نے دیکھا وہ ایک دراز قد انتہائی مضبوط جسم کا جوان تھا اس کے سر پر پیتل کا خود تھا۔ اور وہ پیتل ہی کی زرہ پہنے ہوئے تھا اس کی ٹانگوں پر پیتل کے دو ساق پوش تھے اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان پیتل کی ایک برچھی حفاظت کے لئے تھی اس کے بھالے کی چھڑ ایسی بھاری اور

وزنی تھی جیسے جلاہے کا تیر۔ جالوت کے ساتھ ایک نوجوان تھا جو اس کی ڈھال اٹھائے ہوئے تھا دونوں لشکروں کے درمیان آکر جالوت نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا پھر بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

اے بنی اسرائیل کے لوگو! تم کتنے احمق ہو کہ ہمارے خلاف آکر تم نے صف آرائی کی کوشش کی سو اب جب کہ تم ہمارے مقابل آہی چکے ہو تو اپنے میں سے کسی شخص کو چنو جو میدان جنگ میں اترے اور میرے ساتھ انفرادی مقابلہ کرے سنو بنی اسرائیل کے لوگو! جو سورما جو جنگجو تم مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے نکالو اگر وہ مجھ سے لڑ سکے اور مجھے قتل کر ڈالے تو ہم سب فلسطی تمہارے خادم ہوں گے اور تمہارے اشاروں پر اپنی آئندہ زندگی بسر کریں گے اور اگر میں تمہارے پہلوان یا جنگجو پر غالب آؤں اور اسے قتل کر ڈالوں تو تم ہمارے خادم ہو جانا اور آئندہ کے لئے ہماری خدمت کرنا جب جالوت کی اس للکار پر مقابلے کے لئے کوئی اسرائیلی نہ نکلا تو اس نے بنی اسرائیل کو پھر مخاطب کیا۔

دیکھو بنی اسرائیل والو! تمہاری خاموشی مجھے کاٹتی ہے تمہاری اس بزدلی پر میں تمہارے لشکر کی فضیحت کرتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ اپنے میں سے کوئی مرد نکالو کسی جنگجو کو میدان میں اتارو جو مجھ سے مقابلہ کرے مجھ سے جنگ کرے مجھ سے لڑے جالوت اور اس کے لشکریوں نے جالوت کی یہ باتیں سنیں تو وہ بڑے فکر مند ہوئے بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی یہ ہمت اور جرأت نہیں کر رہا تھا کہ وہ جالوت سے مقابلہ کرے لہذا جالوت پورے بنی اسرائیل کو للکارنے کے بعد واپس چلا گیا تھا

پھر ایسا ہوا کہ بیت لحم کے اس شخص کے بیٹے بھی طالوت کے لشکر میں شامل تھے جس کا نام یسی تھا اور جو داؤد کا باپ تھا یسی کے آٹھ بیٹے تھے اور یسی چونکہ بوڑھا اور عمر رسیدہ ہو چکا تھا لہذا جنگ میں بنی اسرائیل کا ساتھ دینے کے لئے اس نے اپنے تین بیٹوں کو طالوت کے لشکر میں شامل کیا تھا ان میں سے جو جنگ میں شامل ہوئے۔ الیاب، ابینداب اور سمہ تھے باقی بیٹے اپنے باپ کے پاس تھے جبکہ سب سے چھوٹا بیٹا داؤد بیت لحم میں اپنے باپ کی بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا۔

پھر ایسا ہوا کہ یسی نے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے داؤد کو ایک روز کہا کہ وہ لشکر میں شامل اپنے بھائیوں کے لئے بھنا ہوا اناج اور روٹیاں لے کر جائے اور کچھ پنیر کی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ٹکیاں بھی انہیں پہنچائے ساتھ ہی یہ بھی معلوم کر کے آئے کہ جنگ میں شامل ہونے والے اس کے تین بھائیوں کا کیا حال ہے۔

اپنے باپ کے حکم کے مطابق داؤد میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے اور وہ بھی بھیڑ بکریاں جو وہ روزانہ چرایا کرتے تھے انہیں ایک نگہبان کے پاس چھوڑا سب چیزیں لے کر جب وہ بنی اسرائیل کے لشکر میں پہنچے اپنے بھائیوں کو وہ سامان دیا جو وہ ساتھ لے کر آئے تھے ساتھ ہی اپنے بھائیوں کی انہوں نے خیریت بھی پوچھی اور ابھی داؤد اپنے بھائیوں سے باتیں ہی کر رہے تھے کہ دیکھو جالوت پھر اس روز بھی اپنے لشکر سے نکلا اور مقابلے کے لئے اس نے بنی اسرائیل کو للکارا اس کی اس للکار کو داؤد نے بھی سنا۔

جب جالوت میدان جنگ میں نکلا اور بنی اسرائیل کو للکارتے ہوئے اس نے مقابلے کے لئے بلایا تو داؤد نے یہ محسوس کیا جالوت کی اس للکار کے جواب میں بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی مقابلے کے لئے نہ نکلا بلکہ سب لوگ اس کی پکار پر خوفزدہ اور سہمے سے ہوگئے تھے داؤد نے لوگوں کو مخاطب کر کے پوچھا کیا بات ہے فلسطیوں کا یہ پہلوان بنی اسرائیل کی بے عزتی بھی کر رہا ہے ہمارے لئے برے الفاظ بھی استعمال کر رہا ہے اور ہم ایک خدا کو ماننے والے اس کے سامنے چپ اور خاموش ہیں اور کوئی اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے بھی نہیں نکلتا تھوڑی دیر تک داؤد حالات کا جائزہ لیتے رہے پھر ایک شخص جو ان کے بھائیوں کے پاس ہی کھڑا تھا سے مخاطب کر کے پوچھا اے شخص جو اس فلسطی پہلوان جالوت کو مار کر بنی اسرائیل سے اس کا گھمنڈ دور کرے اور اس سے ہمارا بادشاہ کیا سلوک کرے گا اس پر اس شخص داؤد کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

دیکھ داؤد یقیناً فلسطیوں کا یہ سپہ سالار جالوت بنی اسرائیل کی فضیحت کر رہا ہے ہمارے لئے برے برے الفاظ استعمال کر رہا ہے پر بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی ہمت اور جرأت کر کے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے نہیں نکلتا ہمارے بادشاہ طالوت نے اعلان کر رکھا ہے کہ جو کوئی بھی فلسطیوں کے اس پہلوان سے مقابلہ کرے گا اور اسے مار ڈالے گا اسے ہمارا بادشاہ طالوت بڑی دولت سے نہال کرے گا اور اپنی بیٹی بھی اس سے بیاہ دے گا اور اس کے باپ کے گھرانے کو اسرائیل کے درمیان آزاد کر دے گا۔ اس پر داؤد نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

یہ تو ہمارے لئے انتہائی بے عزتی کی بات ہے کہ ایک فلسطی پہلوان میدان میں نکل کر پورے بنی اسرائیل کو مقابلے کے لئے للکارے اور بنی اسرائیل کی بے عزتی اور دل آزاری کا باعث بنے اس کے مقابلے کے لئے کسی نہ کسی کو تو بہرحال نکلنا چاہیئے داؤد کی یہ گفتگو جب اس کے بڑے بھائی الیاب نے سنی تو وہ داؤد سے بے انتہا خفا ہوا اور داؤد کو مخاطب کر کے کہنے لگا تو یہاں کیوں آیا ہے اور وہ تھوڑی سی بھیڑ بکریاں جو ہماری ملکیت ہیں تو جنگل میں کسی کے پاس چھوڑ آیا ہے میں دیکھتا ہوں تیرے دل میں کوئی عجیب سے جذبے اٹھ رہے ہیں لگتا ہے تو یہ جنگ اور لڑائی دیکھنے کا بہت شوقین ہے۔

داؤد نے جو جرأت آمیز باتیں لشکر میں کیں تھیں وہ چند لشکریوں کے ذریعے بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت تک جا پہنچیں تب طالوت نے داؤد کو بلا بھیجا۔ داؤد طالوت کے سامنے پیش ہوئے تو طالوت نے پوچھا اے نوجوان تیرے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ تو ہمارے لشکر میں بڑی جرأت آمیز باتیں کر رہا تھا اور اپنے ان جذبات کا اظہار کیا کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نہ کسی کو نکل کر اس پہلوان کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اس پر داؤد جھٹ سے بول پڑے۔

اے بادشاہ یہ جو فلسطیوں کو پہلوان ہے اس کے سبب سے کسی بنی اسرائیلی کا دل نہیں گھبرانا چاہیئے اے بادشاہ اگر تو اجازت دے تو میں تیرا خادم جا کر اس فلسطی سے جنگ کروں گا جواب میں طالوت نے بڑے غور سے داؤد کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

دیکھ ابھی تو اس قابل نہیں ہے کہ تو نو عمر ہے یہ جالوت اپنے بچپن ہی سے جنگی تربیت حاصل کرتا رہا ہے اور اب یہ تیغ زنی اور میدان جنگ کے ہتھیار استعمال کرنے میں ایسا ماہر ہو چکا ہے کہ کوئی اس کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرتا جواب میں اپنے اندرونی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے داؤد پھر بول پڑے

دیکھ بادشاہ میں تیرا خادم جنگل اور کوہستانوں میں اپنے باپ کی بھیڑ بکریاں چراتا ہوں اور کئی بار ایسا ہوا کہ میرے ریوڑ پر شیر بھیڑیا اور ریچھ آکر حملہ آور ہوئے اور کبھی بھیڑیا اس کے بچے کو وہ اٹھا کر لے جاتے تو یقین کریں میں ان کے پیچھے پیچھے جا کر انہیں مارتا اور ان سے اپنی بھیڑیا ان کے بچے چھڑا کر لاتا تھا اور جب شیر یا ریچھ میں سے کوئی مجھ پر جھپٹتا تو میں اس کی داڑھی پکڑ کر اسے مارتا یا ہلاک کر دیتا ہوں بادشاہ اگر میں اپنے ریوڑ کی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

حفاظت کرتے ہوئے جنگلی درندوں کے سامنے آسکتا ہوں تو بنی اسرائیل کی عزت و ناموس بچانے کے لئے کیا میں اس فلسطی پہلوان سے جنگ کرتے ہوئے گریز کر سکتا ہوں اتنا کہنے کے بعد داؤد تھوڑی دیر کے لئے رکے پھر دوبارہ وہ کہتے چلے گئے۔

دیکھ بادشاہ وہ خدائے ذوالجلال جو مجھے جنگلی درندوں سے بچاتا رہا وہ خدائے وحدہ لاشریک اس فلسطی پہلوان سے بھی مجھے بچائے گا اور اس کے سامنے مجھے کامیاب و کامران کرے گا طالوت داؤد کی ان باتوں سے بے حد متاثر ہوا پھر فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا دیکھ داؤد اگر تو اس فلسطیوں کے پہلوان سے مقابلہ کرنے کا عزم کر ہی چکا ہے تو پھر جا خداوند تیرے ساتھ رہے۔

تب طالوت نے اپنے کپڑے داؤد کو پہنائے اور پیتل کا خود ان کے سر پر رکھا اور انہیں زرہ بھی پہنائی اس کے بعد داؤد نے طالوت کی تلوار بھی اپنے کپڑوں پر باندھ لی اور چلنے کی کوشش کی لیکن چونکہ اس سے پہلے داؤد نے نہ تو کسی جنگ میں حصہ لیا تھا نہ ایسے جنگی کپڑے پہنے تھے نہ ہی اپنے جسم پر انہوں نے پہلے ایسے جنگی ہتھیار سجائے تھے لہذا ان سب چیزوں کو پہننے کے بعد وہ اچھی طرح چل نہ سکتے تھے تب داؤد نے پھر طالوت کو مخاطب کیا۔

دیکھ بادشاہ۔ میں یہ لباس پہننے اور ان ہتھیاروں کو اپنے جسم پر سجانے کے بعد صحیح طرح سے چل نہیں سکتا کیونکہ میں نے کبھی اس سے پہلے نہ انہیں استعمال کیا ہے اور نہ میں نے کبھی یہ کام کیا ہے سو اس کے بعد داؤد نے طالوت کا لباس بھی اتار دیا اور جو ہتھیار انہوں نے اپنے جسم پر سجائے تھے وہ بھی اتار دیئے داؤد نے اپنا وہ عصا سنبھالا جسے وہ اپنا ریوڑ چراتے ہوئے استعمال کرتے تھے پھر فلسطی پہلوان جالوت سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلے آگے بڑھتے ہوئے ایک نالے میں سے انہوں نے پانچ چکنے چکنے پتھر اٹھا کر اس تھیلے میں ڈال لئے تھے جو عموماً چرواہے اپنے پاس رکھتے ہیں اور اس موقع پر داؤد کا گوپھن یعنی غلیل بھی ان کے پاس تھا پھر اپنے گوپھن پتھروں اور عصا کے ساتھ داؤد فلسطیوں کے سپہ سالار اعلیٰ جالوت کے قریب گئے۔

داؤد جالوت کے قریب گئے جالوت کی نگاہ داؤد پر پڑی تو اس نے اپنے سامنے داؤد کو ناچیز جانا کہ وہ محض لڑکا تھا سرخ رو اور نازک چہرے والا اس موقع پر جالوت نے

داؤد کا مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

دیکھ میرے مقابلے پر آنے والے کیا میں کتا ہوں جو تو لاٹھی لے کر میرے پاس آیا ہے جالوت نے فلسطی دیوتاؤں کا نام لے کر داؤد پر لعنت کی جواب میں جالوت کو مخاطب کرتے ہوئے داؤد کہنے لگے۔

دیکھ جالوت تو میرے پاس آ۔ میرے ساتھ مقابلہ کر پھر دیکھ کیسے میں تیرا گوشت جنگلی جانوروں اور پرندوں کی خوراک بناتا ہوں جالوت تو اپنی تلوا بھالا برچھی سنبھالے میرے مقابلے پر آ میں اس خداوند کا نام لے کر تیرے مقابلے پر آیا ہوں جس کی تو نے فضیحت کی ہے وہی تیرے مقابلے میں میری مدد کرے گا مجھے کامیاب و کامران رکھے گا اور دیکھ جالوت لکھ رکھ آج کے دن میرا خداوند تجھ کو میرے ہاتھ سے ختم کر دے گا اور میں تجھے مار کر تیرا سر تیرے تن سے اتار لوں گا اور سن آج کے دن فلسطیوں کے لشکر کی لاشیں پرندوں اور زمین کے جنگلی جانوروں کی خوراک بنیں گی تاکہ لوگ جان لیں کہ جو کوئی بھی ایک خدا کی بندگی اور عبادت کرتا ہے اور ضرورت کے وقت اسے پکارتا ہے وہ ہی کامیاب و کامران رہتا ہے ساتھ ہی لوگ یہ بھی جان لیں خداوند خدا تلوار اور بھالے کے ذریعے نہیں بچاتا اس لئے کہ ساری کائنات کا پیدا کرنے والا وہی ہے اور اپنے بندوں کو کامیابی اور کامرانی عطا کرنے کے لئے اس کے پاس انگنت اور بے شمار ذرائع ہیں۔

بنی اسرائیل کے بادشا طالوت نے داؤد کو جالوت کے مقابلے پر کھڑا دیکھا تو اس نے اپنے لشکر کے سالار اور اپنے چچازاد بھائی نیر کو مخاطب کر کے پوچھا نیر میرے بھائی کیا تو جانتا ہے یہ لڑکا جس نے اپنا نام داؤد بتایا ہے اور جو فلسطیوں کے سپہ سالار اعلیٰ جالوت سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلا ہے کون ہے جواب میں نیر نے اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے طالوت تیری جان کی قسم میں نہیں جانتا داؤد نام کا یہ نوجوان کون ہے تب طالوت نے اپنے چچازاد بھائی نیر کو حکم دیا کہ وہ تحقیق کرے یہ نوجوان کون ہے اور کس کا بیٹا ہے۔

OOOO

داؤد مقابلہ کرنے کے لئے جالوت کے مقابل گئے تو جالوت ان کی طرف بڑھا جب جالوت داؤد کے نزدیک آیا تو داؤد نے جلدی کی اور اس سے مقابلہ کرنے کے لئے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

انہوں نے اپنے تھیلے میں ہاتھ ڈالا اور اس میں جو پانچ پتھر بھرے تھے ان میں سے ایک نکالا اور اس پتھر کو اپنے غلیل میں رکھا اور تاک کر ایسا نشانہ جالوت کے مارا کہ وہ پتھر جالوت کی پیشانی پر جا لگا اور اس زور سے لگا کہ پیشانی کے اندر گھس گیا بس وہ ایک پتھر لگنے سے ہی دیو پیکر جالوت زمین پر منہ کے بل گر گیا اور بس ایک پتھر سے ہی جو اس غلیل سے نکلا تھا داؤد اس جالوت جیسے دیو پیکر پر غالب آئے۔

داؤد چونکہ اس موقع پر نہتے تھے خالی ہاتھ تھے لہذا جب ان کا پتھر لگنے سے جالوت اوندھے منہ زمین پر گر گیا تب داؤد بڑی تیزی سے آگے بڑھے زمین پر گرے ہوئے جالوت ن تلوار اس سے انہوں نے چھینی اسے خوب بلند کر کے گرایا اور ایک ہی جھٹکے میں انہوں نے جالوت کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

جالوت کا خاتمہ کرنے اور اس کا کٹا ہوا سر اپنے ہاتھ میں لئے داؤد لوٹے تو طالوت کا چچازاد بھائی ابنیر اور اس کا بیٹا یوتن داؤد کا استقبال کرنے کے لئے آگے بھاگے اور انہیں گلے مل کر ان کی کارگزاری پر شاباش دی پھر وہ دونوں داؤد کو لے کر طالوت کے پاس آئے تب طالوت نے داؤد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے نوجوان تو کس کا بیٹا ہے جواب میں بڑے غور سے اپنے بادشاہ طالوت کی طرف دیکھتے ہوئے داؤد کہنے لگے دیکھ بادشاہ میں بیت لحم کے ایک شخص یسی کا سب سے چھوٹا بیٹا داؤد ہوں قبل اس کے کہ داؤد سے طالوت مزید گفتگو کرتا قریب کھڑا اس کا بیٹا یوتن داؤد کی اس کارگزاری سے اتنا خوش ہوا کہ ایک بار اس نے پرجوش انداز میں داؤد کو گلے لگایا پھر بے پناہ محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے یوتن نے وہ قبا جو وہ پہنے ہوئے تھا اتار کر داؤد کو پہنائی اس کے علاوہ اپنی بہترین پوشاک اپنی تلوار اپنی کمان اور اپنا کمر بند تک اس نے عقیدت اور محبت سے مجبور ہو کر داؤد کے حوالے کر دیا۔

فلسطیوں نے جب دیکھا کہ ان کا پہلوان ان کا سپہ سالار اعلیٰ جالوت مارا گیا ہے تو وہ ایسے بددل ہوئے کہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگے اس موقع پر طالوت نے فلسطیوں پر عام حملہ آور ہونے کا حکم دیدیا تھا بس طالوت کا یہ حکم ملنا تھا کہ بنی اسرائیل کے جنگجو فلسطیوں پر ٹوٹ پڑے بنی اسرائیل نے بڑی بری طرح اپنے آگے آگے بھاگتے ہوئے فلسطیوں کا تعاقب کیا اور اکرون شہر تک انہیں کاٹتے چلے گئے تھے اس طرح اس جنگ میں

جہاں فلسطیوں کو اپنے سپہ سالار اعلیٰ جالوت سے ہاتھ دھونے پڑے انہیں بدترین شکست کا سامنا بھی کرنا پڑا ان کے اَنگنت جنگجو بھی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے تھے۔

جب یہ جنگ ختم ہوئی اور طالوت ایک فاتح کی حیثیت سے اپنے علاقوں کو لوٹا تو بنی اسرائیل کا لشکر جس جس شہر سے گذرتا تھا وہاں کی عورتیں ناچتی گاتی ہوئی دفوں پر خوشی کے نعروں اور باجوں کے ساتھ طالوت اور اس کے لشکریوں کے استقبال کو نکلیں وہ عورتیں ناچتی اور گاتی جاتی تھیں کہ ہمارے بادشاہ طالوت نے ہزاروں کو اور ہمارے داؤد نے تو لاکھوں کو ڈھیر کیا۔

ان عورتوں کے یہ الفاظ سن کر طالوت کے دل میں داؤد کے لئے کدورت پیدا ہوئی اس نے ان الفاظ کو انتہا درجہ ناپسند کیا کیونکہ وہ بات اسے بری لگی تھی اور وہ کہنے لگا ان عورتوں نے داؤد کے لئے لاکھوں اور میرے لئے صرف ہزاروں ٹھہرائے ان حالات میں طالوت کے دل میں بغض نفرت اور کدورت بٹھا دیا تھا گو وعدے کے مطابق اس جنگ کے بعد طالوت نے اپنی بیٹی میکل داؤد کے نکاح میں دے دی تھی لیکن اندر ہی اندر وہ داؤد سے دشمنی کرنے لگا تھا اور ان کو اپنی راہ سے ہٹانے کے متعلق سوچنے لگا تھا اس لئے کہ اسے وہم ہو گیا تھا کہ اس کی جگہ بنی اسرائیل میں داؤد لے گا حیرت کی بات یہ ہے کہ جس قدر طالوت داؤد سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرنے لگا تھا اس سے کہیں زیادہ اس کا بیٹا یوتن داؤد سے محبت کرنے لگا تھا اب وہ ہمہ وقت داؤد کے ساتھ رہتا اسے اپنے ہمراہ رکھتا اور ان کی سب ضروریات کا خیال رکھتا تھا۔

OOOO

شارون بن علبون ایک روز درمیانہ روی سے اپنے گھوڑے کو ہانکتا ہوا مدین شہر کے نزدیک نمودار ہوا یہ شہر خلیج عقبہ کے کنارے پر تھا اسے حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے مدین نے آباد کیا تھا سامی قومیں عموماً اپنی آبادی اور قومیت کو اپنے بزرگان نسل کے نام سے موسوم کرتی رہی ہیں لہذا اس شہر کا نام بھی اس کے بانی خاندان مدین بن ابراہیمؑ کی طرف منسوب ہوا تاریخ کے اسٹیج پر مدین کے لوگ اس وقت نمودار ہوتے ہیں جب اہل مدین کا ایک کاروان حضرت یوسفؑ کو کنوئیں سے نکال کر مصر میں جا کر بیچتا ہے۔

مدین کے لوگوں کا کاروبار تقریباً وہی تھا جو تمام سامی قوموں کا ہمیشہ سے رہا

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہے یعنی گلہ بانی یہی وہ شغل ہے جو ابراہیم اسحاق اور یعقوب کا پیشہ تھا اور یہ پیشہ حضرت موسیٰ کو چونکہ مصر کی متمدن زندگی میں میسر نہ تھا لہٰذا بنو سام کے پیغمبر کے لئے ضروری تھا کہ وہ جہاں بانی سے پہلے گلہ بانی کا سبق لیں اس لئے قضائے الٰہی نے حضرت موسیٰ کو بھی مصر کے تمدن زار سے نکال کر عرب کے خشک اور سادہ ملک میں بھیج دیا مصر سے نکل کر وہ مدین آئے اسی شہر میں بھیڑ بکریاں چراتے رہے گلہ بانی کی اور پھر گلہ بانی کے بعد خداوند قدوس نے انہیں جہاں بانی عطا کی۔

اسی مدین شہر کو رقیم اور پیڑا کے نام سے بھی پکارا گیا ہے مؤرخین نے اس کا نام نباتیہ بھی لکھا ہے۔

oooo

رات خوب ڈھل چکی تھی شارون بن علبون مدین شہر کے جنوب میں خلیج عقبہ کے کنارے ایک سرائے میں داخل ہوا۔ گو چاروں طرف ایک سناٹا اور سکوت تھا سرائے کے دائیں جانب کے ایک حصے میں روشنی ہو رہی تھی پر اس وقت بھی ایک لڑکا بھاگا بھاگا شارون بن علبون کے پاس آیا اس نے گھوڑے کی باگ پکڑی پوچھنے لگا۔

اجنبی اس سرائے میں میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں اگر تم یہاں قیام کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو میں تمہارے گھوڑے کو اصطبل میں باندھ کے اس کے دانے چارے کا انتظام کرتا ہوں اتنی دیر تک تم سرائے کے مالک سے اپنے لئے کمرہ حاصل کرو پھر جو کمرہ تمہیں ملے گا تمہارے گھوڑے سے بندھا ہوا سامان میں اسی کمرے میں پہنچا دوں گا۔

اس لڑکے کی اس گفتگو سے شارون بن علبون کے چہرے پر تبسم سا پھیلا تھا پھر اپنے گھوڑے سے وہ نیچے اترا بڑے شفقت آمیز انداز میں اس نے اس لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھا جس کا لباس پرانا پیوند لگا ہوا تھا اس لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے شارون بن علبون نے کچھ سوچا پھر رات کی تاریکی میں اپنا منہ وہ اس لڑکے کے کان کے قریب لے گیا تھوڑی دیر تک وہ اس سے سرگوشی کرتا رہا جسے وہ لڑکا بڑے غور سے سنتا رہا پھر شارون بن علبون نے اپنے لباس کے اندر سے چند سکے نکالے اور اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اس کی ہتھیلی پر رکھ دیئے تھے سکے پا کر وہ لڑکا بے حد خوش اور مسرتوں سے شرابور دکھائی دینے لگا تھا پھر وہ شارون بن علبون کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اصطبل کی طرف لے گیا جبکہ اس کے کہنے پر شارون بن

علبون سرائے کے اس حصے کی طرف گیا جہاں روشنی ہو رہی تھی۔

بھدی سی میز پر وہاں ڈھلی ہوئی عمر کا ایک بوڑھا بیٹھا تھا آہستہ آہستہ چلتے ہوئے شارون بن علبون اسکے سامنے آیا شارون اسے مخاطب کر کے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ اس بوڑھے نے پہلے ہی شارون بن علبون کو مخاطب کر لیا۔

اجنبی میں سرائے کا مالک تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں کہو تم اپنے قیام کے لئے کمرہ چاہتے ہو اس پر شارون بن علبون کے سامنے جو بھدی سی میز تھی اس پر وہ کہنیوں کے بل اس پر جھک گیا پھر غور سے اس کی طرف دیکھنے کے بعد پوچھا۔

دیکھ سرائے کے مالک۔ قیام تو میں یہاں ضرور کروں گا پر قیام سے پہلے میں تم سے تھوڑی سی وضاحت چاہتا ہوں اس بات کو تم یوں کہہ لو کہ میں تم سے کچھ اطلاعات حاصل کرنا چاہتا ہوں شارون بن علبون کے ان الفاظ نے سرائے کے اس بوڑھے مالک کو چونکا دیا تھا اس کے چہرے کی حالت بدل گئی تھی اس کی بدلتی ہوئی کیفیت کو شارون بن علبون نے بھی خوب محسوس کیا تھا پھر شارون نے دوبارہ اسے مخاطب کیا اگر میں تم سے یہ پوچھوں کہ کیا تمہاری اس سرائے میں دو ایسے جوانوں نے قیام کر رکھا ہے جن میں سے ایک کا نام نحسون اور دوسرے کا نام ابیاہ ہو شارون بن علبون کے اس سوال پر سرائے کے مالک کے چہرے کی حالت اور زیادہ بگڑ گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ اپنے اندر اٹھنے والے جذبات پر قابو پاتا رہا پھر اس نے شارون بن علبون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

دیکھ اجنبی اس میں شک نہیں کہ نحسون اور ابیاہ نام کے ان جوانوں نے میری سرائے میں قیام کیا ہوا تھا لیکن گزشتہ دو دن سے وہ یہاں نہیں ہیں میرے خیال میں وہ اپنے کسی کام کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں تاہم انہوں نے اس سرائے میں جو کمرہ حاصل کیا تھا وہ چھوڑا نہیں ہے میرے خیال میں وہ واپس آئیں گے اور اسی کمرے میں قیام کریں گے دیکھ اجنبی جو کچھ تو نے پوچھا اس کا جواب میں نے سچائی سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا پر تو یہ تو بتا کہ تو نحسون اور ابیاہ نام کے ان دو نوجوانوں کا دوست ہے یا دشمن اور دیکھ اگر تو ان کا دشمن ہے تو میں تمہیں بتاؤں کہ نحسون کا تعلق کینیوں سے ہے اور ابیاہ کا تعلق حمیلیوں سے ہے اور تو یہ بھی جانتا ہو گا کہ دونوں انتہا درجہ کے خونخوار قبیلے ہیں اور ان قبیلوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنے دشمنوں کو لہو لہو کر کے کوؤں اور گدھوں کی خوراک بنا دیتے ہیں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سرائے کے مالک کے ان الفاظ نے شارون بن علبون کو ایک طرح سے بھڑکا کر رکھ دیا تھا پر اس نے ضبط کیا اور دوبارہ اسے مخاطب کیا۔

دیکھ سرائے کے مالک۔ لگتا ہے تیرا بھی تعلق کینیوں سے ہے یا حمیلیوں سے۔ تیری گفتگو مجھے اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ تیرا تعلق ان دو قبیلوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہے سرائے کا مالک فوراً بول اٹھا۔ دیکھ اجنبی۔ تیرا اندازہ درست ہے میرا تعلق کینیوں ہی سے ہے پر تو نے ابھی تک میرے اس سوال کا جواب نہیں دیا کہ تو ان دو جوانوں کے لئے جن کے نام تو نے نحسون اور ابیاہ بتائے ہیں ان کا دوست بن کر اس سرائے میں آیا ہے یا دشمن۔

شارون بن علبون تھوڑی دیر تک سرائے کے مالک کو غور سے دیکھتا رہا پھر کہنے لگا دیکھ سرائے کے مالک یہ دوستی اور دشمنی تو مختلف مواقع پر بدلتے جذبے ہیں کبھی دشمنی دوستی میں بدل جاتی ہے کبھی دوستی دشمنی کا لبادہ اوڑھ لیتی ہے بڑی گہری رفاقت چند اجنبیوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیتی ہے اور کبھی دشمنی دو بھائیوں کے درمیان حائل ہو کر انہیں بدترین دشمن بھی بنا دیتی ہے یہ جذبے ہیں جو بدلتے نکھرتے رہتے ہیں ان جذبوں سے مجھے نہ الجھاؤ۔ کیا تم مجھے یہ بتا سکو گے کہ نحسون اور ابیاہ نے اس وقت کہاں قیام کر رکھا ہے اس پر سرائے کا مالک کہنے لگا دیکھ اجنبی وہ میری سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں میرے جاننے والے بھی ہیں پر میں کسی کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتا میرے خیال میں وہ دو ایک روز تک آئیں گے تم خود ہی ان سے مل لینا اس پر شارون بن علبون پیچھے ہٹا چند قدم بڑھا پھر دوبارہ مڑتے ہوئے سرائے کے مالک سے کہنے لگا میں اب جاتا ہوں میرے یہاں کچھ جاننے والے ہیں میں ان کے یہاں قیام کروں گا دو روز بعد یہاں نحسون اور ابیاہ کا پتہ کرنے آؤں گا تم میری طرف سے انہیں یہ بتا دیا کہ ایک شخص ان سے ملنے کے لئے سرائے میں آیا تھا اس پر سرائے کا مالک فوراً بول پڑا اے اجنبی تم اپنا نام نہیں بتاؤ گے کہ میں ان سے کہوں کہ فلاں شخص تم سے ملنے آیا تھا اس پر شارون بن علبون کہنے لگا دیکھ سرائے کے مالک کچھ نام ایسے ہوتے ہیں جو بتانے کے نہیں ہوتے میرا نام بھی انہی ناموں میں سے ایک ہے بس تو ان سے یہ کہ دینا کہ ایک اجنبی تھا جو رات کی تاریکی میں آیا تھا اور تم دونوں کا پوچھتا تھا میرے خیال میں وہ سمجھ جائیں گے کہ میں کون ہوں اس کے

ساتھ شارون بن علبون وہاں سے ہٹ کر اصطبل کی طرف گیا تھا۔

شارون بن علبون ابھی اصطبل تک پہنچا بھی نہ تھا کہ جس جگہ سرائے کا مالک بیٹھا ہوا تھا اس کے عقبی حصے سے چار مسلح جوان نمودار ہوئے شاید وہ سرائے کے مالک کے محافظ ہوں گے جونہی وہ اس کے قریب آئے سرائے کے مالک نے بڑی رازداری سے انہیں مخاطب کیا۔

یہ جو نوجوان ابھی تھوڑی دیر پہلے تک مجھ سے گفتگو کر رہا تھا کیا تم نے اس کی بات چیت سنی اس پر ان میں سے جس کی داڑھی بھوری اور قد لمبا تھا کہنے لگا تمہارے ساتھ جو اس نے گفتگو کی ہے وہ پشتی کمرے کے دروازے کے پیچھے ہو کر ہم چاروں بڑے غور سے سنتے رہے ہیں یہ شخص اپنی گفتگو اپنے اطوار سے انتہائی خطرناک لگتا ہے یہ نحسون اور ابیاہ کا پوچھ رہا تھا دیکھ مالک نحسون اور ابیاہ نے یہاں قیام کرتے ہوئے پہلے ہی بتایا تھا کہ ایک دشمن ان کی تلاش میں ہے لہٰذا اس پر نگاہ رکھی جائے میرے خیال میں جس دشمن کی نشاندہی ان دونوں نے کی تھی وہ یہی ہے انہوں نے اپنے دشمن کا نام شاید شارون بن علبون بتایا تھا تمہارا کیا خیال ہے جواب میں سرائے کا مالک مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

تیرا اندازہ درست ہے نحسون اور ابیاہ نے اپنے دشمن کا نام شارون بن علبون ہی بتایا تھا دیکھو میرے محافظو۔ یہ نحسون اور ابیاہ اب دونوں میرے بیٹوں جیسے ہیں جبکہ ان میں سے ایک کا تعلق تو میرے قبیلے سے ہے لہٰذا میں ان دونوں کی سلامتی سے متعلق فکر مند ہوں تم ایسا کرو وہ نحسون اور ابیاہ کا پوچھ رہا تھا یقیناً وہ شارون بن علبون ہی ہے اصطبل کی طرف گیا ہے تم اس کے پیچھے جاؤ اصطبل میں اس کا کام تمام کر کے رات کی تاریکی میں قریبی قبرستان میں اس کو دفن کر دو تاکہ کسی کو کان و کان خبر تک نہ ہو کہ ڈھلتی رات میں کون اس سرائے میں داخل ہوا اور کس کی لاش کو قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

سرائے کے مالک کی اس گفتگو کے جواب میں وہی بھوری داڑھی اور لمبے قد والا کہنے لگا مالک تمہارا اندازہ اور تمہارا فیصلہ درست ہے میرے خیال میں ہم چاروں اصطبل کی طرف جاتے ہیں اور اس کا کام تمام کر کے ابھی لوٹتے ہیں اس کے ساتھ ہی وہ چاروں وہاں سے ہٹے اپنی اپنی تلواریں انہوں نے بے نیام کر لیں پھر وہ بڑی تیزی سے سرائے کے اصطبل کی طرف بڑھے تھے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

وہ چاروں تیزی سے چلتے ہوئے اصطبل کے پھاٹک نما دروازے پر آئے تو انہوں نے دیکھا اصطبل کے اندر جگہ جگہ مشعلیں روشن تھیں جن کی بناء پر اصطبل میں خوب روشنی ہو رہی تھی اصطبل میں تھوڑا آگے درمیانی حصے کے قریب کھٹکا کا بھی ہو رہا تھا جس سے انہوں نے یہی اندازہ لگایا کہ شارون بن علبون وہاں اپنے گھوڑے پر زین ڈال رہا ہو گا جونہی وہ اصطبل کے صدر دروازے کے اندر داخل ہوئے ایک انقلاب ایک خوفناک حادثہ نمودار ہوا صدر دروازے کے پیچھے سے اچانک شارون بن علبون نکلا طوفانی انداز میں ان پر حملہ آور ہوا اور ان میں سے دو کی گردنیں اس نے کاٹ دی تھیں باقی دو بری طرح بدکتے ہوئے اصطبل کے اندرونی حصے کی طرف بھاگے تھے صورتحال کو شارون بن علبون نے اپنے حق میں جانا اور وہ صدر دروازے پر کھڑا ہو گیا تا کہ باقی بچنے والے اصطبل سے باہر بھاگنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

اس دوران دو باقی بچنے والوں میں سے ایک نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا تم کون ہو اور رات کی تاریکی میں اس اصطبل میں داخل ہوتے ہوئے کیوں تم اچانک ہمارے دو ساتھیوں پر حملہ آور ہوئے اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا اس کی آواز ایسی تھی جیسے رات کے پس منظر میں بجھتے اور گھٹ گھٹ کر بین کرتے اندرون ذات کے دھڑکتے اندیشوں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو لگتا تھا جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اور دوبارہ اس نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا کہو تم کون ہو کیوں ہم سے ٹکرائے ہو جواب میں شارون بن علبون کہنے لگا۔

سنو بد بختو! تم جانتے ہو میں کون ہوں سرائے کے مالک نے تمہیں میرے پیچھے لگایا ہے کہ تم چاروں میرا کام تمام کر سکو اور یوں وہ نحسون اور ابیاہ کی زندگیاں میرے ہاتھوں بچا سکے پر میں ایسا نہیں ہونے دونگا جس طرح میں نے تم چاروں میں سے دو کے سر کاٹے ہیں ایسے ہی تم دونوں کے سر کاٹ کر میں اصطبل سے نکلوں گا شارون بن علبون کی اس گفتگو کے جواب میں اس بار دوسرا ساتھی بول پڑا۔

دیکھ ابن علبون تو بکواس کرتا ہے سن۔ اس اصطبل میں گھوڑوں کی لید کی سر چکرا دینے والی بھاری بھاری باس کے اندر ہم تمہیں دھواں بنا کر اڑا دیں گے تیری ذات کے الاؤ میں درد تیرے دل کے نہاں خانوں میں کرب بھر کر رکھیں گے۔ جبکہ تو خود ہی بتا

چکا ہے کہ تیرا نام شارون بن علبون ہے اور یہ کہ تو نحسون اور ابیاہ کی تلاش میں ہے اس کے علاوہ تو ہمارے دو ساتھیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار چکا ہے لہذا تو اس قابل ہے کہ تجھے لوہے کے کانٹوں بھرے دار پر لٹکایا جائے سن تو دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے بیشک ہمارے دو ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے میں کامیاب ہو چکا ہے لیکن اب ہم سے نپٹنا اتنا آسان نہیں۔ سن اجنبی ہم دونوں جب تجھ پر حملہ آور ہوں گے تو اجڑی شب کے پہلو میں تم ہمارے سامنے اس اصطبل کے اندر پناہ ڈھونڈتے پھرو گے لیکن ہم تمہیں کوئی پناہ نہیں ملنے دیں گے بلکہ راستہ روکتی جدائیوں کی طرح تمہارے سامنے آئیں گے۔

جواب میں شارون بن علبون تھوڑی دیر مسکرا کر ان کی طرف دیکھتا رہا پھر سچائی کے لحموں سے بھرپور اذانوں کی مقدس صداؤں جیسی اس کی آواز اصطبل میں بلند ہو گئی تھی۔

سنو نادانو! میرے کندھوں پر کسی آدرش کا بار گران ہے جب تک میں اس بوجھ کو اپنے سر اپنے کندھوں سے اتار نہیں پھینکتا اس وقت تک تمہیں میں اپنے آپ پر غلبہ نہ حاصل کرنے دوں گا۔ سنو مجھے ابھی اپنے چار دشمنوں کے سر کاٹنے ہیں جب تک میں ان سے انتقام نہیں لے لیتا سنو اس وقت تک میرے خداوند نے چاہا تو میں موت کو اپنی ذات سے بغلگیر نہیں ہونے دوں گا۔ سنو دونو بچنے والو۔ تم وہ لوگ ہو جن کے خواب نفرت سے گندھی نفرت ہی سے تشکیل پاتے ہی کسی غلط فہمی دھوکے فریب اور خوش فہمی میں مت مبتلا رہنا اس اصطبل میں جب میں کھنکتے نقرئی سکوں کی جھنکار کی طرح تم پر وارد ہوں گا۔ تو تمہارے خوابوں کو ادھوار تمہاری تشنہ خواہشوں کو تعمیر کو حسرتوں میں تبدیل کرتا چلا جاؤں گا سنو میں دیکھتا ہوں کہ بظاہر تم سلگتے لمس کے ریشم سے اسودہ نظر آتے ہو لیکن اپنے اندرون ذات اپنی انا کی توڑ پھوڑ کی جنگ اور خود شکستگی کے کانٹوں سے الجھے ہوئے سنو دونو بد بختو! رات کی تاریکی میں آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو پھر دیکھو کہ میں کیسے تمہارے حیات کو جان گسل مرحلوں میں تبدیل کرتا ہوں کیسے میں تلاش رزق کے راستوں پر ان دیکھی بلاؤں کے تسلط کی طرح تم پر وارد ہوتا ہوں آگے بڑھو مجھ سے ٹکراؤ وقت مت ضائع کرو پھر دیکھو کیسے میں تم دونوں کی حالت بے مہرگی کے دل شکن مناظر، شکم کی بھوک کی خاطر بدن نیلام کرتی قحبہ جیسی بنا کر رکھتا ہوں۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

شارون بن علبون کی اس گفتگو کے جواب میں ان دونوں نے تھوڑی دیر کے لئے آپس میں کھسر پھسر کی پھر اپنی تلواریں لہراتے ہوئے وہ آگے بڑھے اس کے بعد وہ دونوں جذبوں اور خواہشوں کی خونی فطرت کھولتے سیال لمحوں مجبوریوں کی چادر اوڑھے مٹیالی شب اور برسوں سے پیاسی صدیوں اور قرنوں کی طرح اصطبل کے صدر دروازے پر اکیلے کھڑے شارون بن علبون پر ٹوٹ پڑے تھے۔

ان دونوں کے اس حملے کے سامنے شارون بن علبون اقلیم دل کے کسی مخمور، شب کو گھناتے صبح کو کجلاتے لمحوں جیسا پرسکون تھا تھوڑی دیر تک وہ ان کے حملوں کو روک کر اپنی حالت کو استحکام بخشتا رہا پھر اس نے اپنا رنگ دکھانا شروع کیا دفاع کا لبادہ اس نے تار تار کر دیا تھا اور جارحیت سے اپنے آپ کو مسلح کرتے ہوئے وہ ان دونوں پر فضاؤں کی قدامت میں اترتی پاتال کی تاریکیوں سے لمحے لمحے سے زندگی کی نوید چھینتے خزاں کے بے امان سایوں، ہجر کی بدترین ذائقوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

ان دونوں پر یوں حملہ آور ہوتے ہوئے شارون بن علبون ایسا ہی بیباک اور نڈر دکھائی دے رہا تھا جس طرح دور کے ساحلوں سے دور گہرے کالے سمندر میں اپنی پوری درخشندگی اور استحکامات کے ساتھ کھڑی کوئی چٹان سمندری تھپڑوں کا منہ توڑتی ہوئی انہیں واپس ہٹنے پر مجبور کرتی ہے۔

شارون بن علبون بھی ان کے حملوں کو روکتے ہوئے ان پر جوابی حملے کر رہا تھا اور اس کے تیز اور جان لیوا حملوں کے سامنے اب لمحہ بہ لمحہ ان دونوں کی حالت شب کی سونی مانگ، ہواؤں پر لکھی تحریروں کے مفہوم سربستہ، اور آخر شب کے آوارہ برگ جیسی ہو کر رہ گئی تھی پھر اچانک شارون بن علبون کی تلوار ان دو میں سے ایک کے شانے پر گری اور اسے کاٹتی چلی گئی تھی دوسرا چونک کر جب اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہوا تو شارون بن علبون کی تلوار اس کی گردن کاٹتی ہوئی اسے لہولہان کر گئی تھی شارون بن علبون نے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا تھا کمرے میں سرائے کے مالک کے چاروں محافظوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

جس وقت چاروں محافظ سرائے کے مالک کے کہنے پر شارون بن علبون پر حملہ آور ہونے کے لئے اصطبل کی طرف گئے تھے سرائے کا مالک اپنی جگہ سے اٹھا بھاگتا ہوا سرائے کے ایک کمرے میں داخل ہوا وہاں نحسون اور ابیاہ گہری نیند سوئے ہوئے تھے

سرائے کے مالک نے جب ان دونوں کو جگایا تو چونک کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے پھر نحسون نے پوچھا کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہے جو تم نے رات کے وقت ہمیں جگا دیا ہے اس پر سرائے کا مالک کہنے لگا انھو موت تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے تمہارا وہ دشمن جس کا نام تم دونوں نے شارون بن علبون بتا تھا وہ اس سرائے میں داخل ہو چکا ہے وہ مجھ سے تمہارے متعلق پوچھ رہا تھا میں نے اسے بتایا کہ نحسون اور ابیاہ بے شک اسی سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں لیکن وہ دو دن پہلے اپنے کسی کام کے سلسلے میں باہر گئے ہوئے ہیں تاہم انہوں نے سرائے کا کمرہ نہیں چھوڑا وہ واپس آئیں گے۔

سنو! نحسون اور ابیاہ۔ میں تم دونوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ فوراً اپنا سامان سمیٹو اور یہاں سے بھاگ جاؤ۔ وہ شخص جس کا نام شارون بن علبون ہے مجھے کوئی انتہائی بھیانک اور خونخوار انسان لگتا ہے میں نے اپنے چار محافظوں کو اس کے پیچھے بھیجا ہے دیکھیں میرے خیال میں میرے چار محافظ اصطبل میں ہی اس کے ساتھ ٹکرائے ہوں گے ان کا انجام کیا ہوا اس کی مجھے خبر نہیں ہے اس پر ابیاہ تلخ لہجے میں سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم نے بڑی حماقت کی جس وقت تم نے چار اپنے محافظوں کو شارون بن علبون کے پیچھے بھیجا تھا اسی وقت ہمیں خبر کر دیتے ہم بھی ان چاروں کے ساتھ اس پر وارد ہوتے اور اس کے جسم کو لخت لخت ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیتے جبکہ وہ اشدود شہر سے ہمارا تعاقب کرتا ہوا یہاں مدین بھی پہنچ گیا ہے تو ہم بھاگیں گے نہیں ہم اس سے ٹکرائیں گے اور اس پر موت وارد کریں گے پر ایک بات عیاں ہوتی ہے اور وہ یہ کہ یہ جو شارون بن علبون اشدود سے ہمارا تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچا ہے تو اشدود شہر میں کوئی ایسا شخص ہے جو ہم پر نگاہ رکھتا ہے اور ہماری نقل و حرکت سے اسے آگاہ رکھتا ہے۔

ابیاہ جب خاموش ہوا تو نحسون بول پڑا اور اس نے سرائے کے مالک کو مخاطب کیا۔

میں اور ابیاہ دونوں تیار ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلح کرتے ہیں اتنی دیر تک تم جا کر دیکھو کہ وہ جو تمہارے چار محافظوں نے شارون بن علبون پر اصطبل میں حملہ کیا وہ اسے ختم کر چکے ہیں اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں گھبرانے یا فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

نحسون کی اس گفتگو کا سرائے کے مالک نے کوئی جواب نہ دیا وہ باہر نکل گیا تھا۔

ابیاہ اور نحسون جلدی جلدی اٹھے اور انہوں نے اپنے آپ کو مسلح کرنا شروع کر دیا تھوڑی ہی دیر بعد سرائے کا مالک تقریباً بھاگتا ہوا اسی کمرے میں داخل ہوا وہ بڑا گھبرایا ہوا تھا ہانپ رہا تھا پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

میں تم دونوں کو پھر مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی جانیں بچانے کی خاطر فوراً بھاگ جاؤ تم اپنی تیاری کر ہی چکے ہو یہاں سے سیدھے اصطبل کی طرف جاؤ اپنے گھوڑے وہاں سے نکالو اور کسی محفوظ جگہ کی طرف بھاگ جاؤ یاد رکھنا اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ شارون بن علبون تم دونوں کو کاٹ کر رکھ دے گا میں ابھی ابھی اصطبل سے لوٹ رہا ہوں اصطبل میں میرے چاروں محافظوں کی لاشیں پڑی ہیں سب خون میں لت پت ہیں اور یہ شارون بن علبون اپنے ہاتھ میں اپنی ننگی خون آلود تلوار پکڑے اسی جگہ کھڑا ہے جہاں میری نشست ہوتی ہے ظالم نے میرے چاروں محافظوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اس اکیلے کا میرے چاروں محافظوں پر قابو پانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ انتہا درجے کا خونخوار قسم کا تیغ زن ہے۔ نحسون اور ابیاہ میں پھر تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ بھاگ جاؤ ورنہ یہ شارون بن علبون اس سرائے میں میرے چار محافظوں کی طرح تمہیں بھی خون کا غسل دے دے گا۔

سرائے کے مالک کے اس انکشاف پر نحسون اور ابیاہ خوف اور ڈر کے مارے دونوں لال پیلے ہو کر رہ گئے تھے پھر ابیاہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا شروع کیا۔

دیکھ ہمارے بزرگ تو ٹھیک کہتا ہے یہ شارون بن علبون واقعی ایک انتہائی ہولناک شخص ہے ہمارے دو ساتھی فلسطی کی ایک کاہنہ کی طرف صرف یہ جاننے کے لئے گئے ہوئے ہیں کہ ہمارے کچھ ساتھیوں کو کس نے قتل کیا ہے اب ہم نے جان لیا ہے کہ قاتل شارون بن علبون ہی ہے یہ شارون بن علبون کس قدر ہولناک انسان ہے یہ اس بات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ تمہارے چار محافظوں کو اس اکیلے نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اب اگر وہ خون آلود اور ننگی تلوار لئے تمہاری نشست کے قریب ہے تو نہ وہ تمہیں چھوڑے گا اور نہ ہی ہمیں زندہ رہنے دے گا لہذا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ فی الحال تو بھی اسی رات کی تاریکی میں اپنی سرائے سے نکل جا تجھے بھی وہ اس بناء پر قتل کر دے گا کہ تو نے اپنے چار محافظوں کو اس کے پیچھے لگایا کہ اسے اصطبل میں قتل کر دیں اس پر سرائے کا

مالک بول پڑا۔

میرے عزیز تیرا کہنا درست ہے وہ شارون بن علبون اب مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا میں تمہارے پاس سے نکل کر پشتی راستے سے مدین شہر سے باہر البداع نام کی ایک بستی ہے وہاں جاتا ہوں وہاں میرے کچھ جاننے والے رہتے ہیں میں اس وقت تک وہاں قیام کروں گا جب تک یہ شارون بن علبون یہاں سے چلا نہیں جاتا اس دوران میں اپنے چند آدمیوں کی مدد سے اپنے سرائے کے عملے سے پوری طرح رابطہ رکھوں گا اب تم دونوں بتاؤ تم کدھر کا رخ کرو گے جلدی یہاں سے کوچ کر جاؤ ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

جواب میں نحسون بول پڑا۔

میں اور ابیاہ دونوں یہاں سے نکل کر خلیج عقبہ کے کنارے جائیں گے رات کی تاریکی میں گو وہاں روانگی کے لئے کشتی نہیں ملے گی لیکن خلیج کے کنارے ملاحوں کی ایک بستی ہے اس میں کچھ ہمارے جاننے والے ملاح رہتے ہیں ہم انہیں معقول معاوضہ دیں گے اور وہ ہمیں لے کر رات کی تاریکی میں خلیج عقبہ پار کرا دیں گے اس طرح خلیج عقبہ کو پار کرنے کے بعد ہم جبل سینا کا رخ کریں گے وہاں یہودیوں کی ایک بستی ہے وہ یہودی احتراماً وہاں رہتے ہیں کیونکہ ان کے قول کے مطابق وہ وہی جگہ ہے جہاں ان کے پیغمبر موسیٰ کو پہلی بار رات کی تاریکی میں نبوت عطا کی گئی تھی یہ بستی دور دراز کے علاقوں اور ویرانوں میں ہے شارون بن علبون کو پتہ بھی نہیں چل سکے گا کہ ہم نے وہاں پناہ لے رکھی ہے کچھ عرصہ وہاں قیام کریں گے اور اپنے دونوں ساتھیوں کا انتظار کریں گے میرے خیال میں وہ بھی اسرائیلی کاہنہ سے یہ جان جائیں گے کہ ہم نے اس وقت کہاں قیام کر رکھا ہے لہذا وہ بھی ادھر ہی کا رخ کریں گے پھر ہم چاروں اکٹھے ہو کر اس شارون بن علبون کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور کسی بھی صورت اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے اب آؤ اصطبل کی طرف چلیں اور پشتی دروازے سے نکل جائیں۔

اس کے ساتھ ہی تینوں بڑی رازداری سے اصطبل میں داخل ہوئے اصطبل کے پچھواڑے میں جو کمرہ تھا وہاں سے وہ اپنے گھوڑوں کے ساتھ نکلے اور سرائے کے پشتی دروازے سے وہ باہر چلے گئے تھے سرائے کا مالک مدین شہر کے نواح میں البداع نام کی بستی کی طرف چلا گیا تھا جبکہ نحسون اور ابیاہ رات کی تاریکی میں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہوئے خلیج عقبہ کے کنارے آئے اور وہاں معقول معاوضے کے عوض انہوں نے ملاح کو تیار کیا پھر اس کی کشتی میں وہ خلیج عقبہ کو پار کرتے ہوئے جبل سینا کی طرف چلے گئے تھے۔

شارون بن علبون اپنے ہاتھ میں ننگی اور خون آلود تلوار لئے کھڑا تھا کہ سرائے میں کام کرنے والا وہی لڑکا دوڑتا ہوا رات کی تاریکی میں اس طرف آیا یہ وہی لڑکا تھا جس کے ساتھ بڑی رازداری میں شارون بن علبون نے سرائے میں داخل ہوتے وقت گفتگو کی تھی اور اسے چند سکے بھی دیئے تھے وہ لڑکا جب قریب آیا تو اس کی طرف بڑے تجسس سے دیکھتے ہوئے شارون نے رات کی تاریکی میں رازدارانہ انداز میں پوچھا۔

دیکھ میرے ننھے بھائی۔ کیا تو میرے دشمنوں سے متعلق کوئی نئی خبر لے کر آیا

اس پر وہ لڑکا دھیمی سی رازدارانہ آواز میں کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی سرائے کا مالک تو مدین کے نواح میں البداع نام کی بستی کی طرف گیا ہے جو یہاں سے جانب مشرق ہے جہاں تک اس سرائے میں ٹھہرے ہوئے تمہارے دشمنوں نحسون اور ابیاہ کا تعلق ہے تو وہ دونوں اصطبل کے پشتی دروازے سے بھاگ چکے ہیں وہ خلیج عقبہ کو عبور کرنے کے بعد جبل سینا کے اس حصے کا رخ کریں گے جہاں یہودیوں کی ایک بستی ہے سرائے کے مالک کو ان دونوں میں سے ایک کہہ رہا تھا کہ یہ بستی جبل سینا کے دامن میں ہے اور یہیں پر پہلی بار بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ سے خداوند ہم کلام ہوا اور نبوت عطا کی۔

لڑکے کی اس گفتگو سے شارون بن علبون خوش ہو گیا تھا پھر کہنے لگا دیکھ میرے ننھے بھائی تیری بڑی مہربانی۔ شکریہ تو نے ایک طرح سے میرا سارا ہی کام کر دیا ہے اب میں سرائے کے مالک کو البداع کی طرف نہیں جانے دوں گا جہاں تک نحسون اور ابیاہ کا تعلق تو اب میں سمجھ گیا ہوں وہ کہاں پناہ لینے کے لئے بھاگے ہیں جہاں وہ پناہ لیں گے وہ علاقہ بھی میرا خوب دیکھا بھالا ہے۔ اس کے ساتھ ہی شارون بن علبون نے اپنے لباس کے اندر سے دو سکے نکالے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اس کی ہتھیلی کو ایک طویل بوسہ دیا پھر اس کی ہتھیلی پر وہ دو سکے رکھنے کے بعد کہنے لگا ننھے تیرا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی اپنی خون آلود تلوار شارون بن علبون نے سرائے کے مالک کی نشست پر رکھے ہوئے کپڑوں سے صاف کی پھر وہ تلوار کو نیام میں کرنے کے بعد اصطبل کی طرف بھاگا اپنے گھوڑے کو اس

نے اصطبل سے نکالا اس پر سوار ہوا ایڑ لگا کر وہ مدین کے شرقی حصے کی طرف جا رہا تھا۔

سرائے کا مالک مدین کے مشرق سمت البداع نام کی بستی کی طرف جانے کے لئے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا رہا تھا کہ ایک دم اپنے پیچھے اس نے کسی گھوڑے کے سرپٹ دوڑنے کی آواز سنی وہ بدک سا گیا تھا اس نے اپنے گھوڑے کو روکا اور مڑ کر دیکھنے لگا بس یہی اس کی غلطی تھی اتنی دیر تک شارون بن علبون اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اس کے سر پر پہنچ گیا پھر اس کی راہ روک کھڑا ہوا البداع نام کی بستی اب قریب ہی تھی سرائے کے مالک کی راہ روکتے ہوئے شارون بن علبون نے اپنی تلوار بے نیام کی اور اس نے سرائے کے مالک کو مخاطب کیا۔

دیکھ تو نے مجھے دکھوں میں ڈال کر بھاگنے کی کوشش کی تھی پر میں اپنے دشمن کو بچ کر جانے دینے والا نہیں ہوں دیکھ سرائے کے مالک ان ویرانوں میں رات کی اس تاریکی کے اندر نہ کوئی لرزاں سایہ ہے نہ کوئی پرتو مہتاب ہے نہ فضاؤں میں بھرپور اجالا ہے نہ مریضان الم کا سینہ چاک کرتی ہواؤں میں بکھری ہوئی کوئی چاپ ہے لہٰذا تیرے گناہوں کی وجہ سے میں تیری گردن کاٹوں گا تو کوئی دیکھنے والا نہیں ہوگا دیکھ سرائے کے مالک۔ آب و گل کے اس جہان پر محیط افق تا افق کاسۂ چشم جیسی خاموشی ہے یہاں میرے سوا کوئی نہیں صرف خداوند کی ذات ہے جو تیرے دل کے بھید جانتا ہے اور میرے دل کے بھیدوں سے بھی واقف ہے دیکھ سرائے کے مالک وقت کی عدالت میں سفر کرتے ہوئے تو نے بھی وصل و ہجر کے بڑے ذائقے چکھے ہوں گے جو ذائقہ موت کا میں تمہیں یہاں چکھاؤں گا وہ بڑا انوکھا اور نرالا ہوگا سرائے کے مالک درخشاں آسمان تلے بے کنار جذبوں میں ہر شے چپ ہے تصور کے کاروانوں میں فضا محو سماعت ہے اب تیری میری گفتگو کے علاوہ کوئی آواز ان فضاؤں میں نہ ابھرے گی سن تو نے جن دو بد معاشوں کی طرف داری کرتے ہوئے میرے پیچھے اپنے چار مسلح جوان لگائے اور میرا خاتمہ کرنا چاہا وہ شرافت کی تذلیل، حیا کی تحقیر کرنے والے جواں تھے تو بھول گیا تھا تو شاید سمجھا تھا کہ اپنے چار محافظوں کو میرے پیچھے لگا کر میرا خاتمہ کر دے گا اور نحسون اور ابیاہ سے اس معاملے میں انعام وصول کرے گا ہرگز نہیں میں اپنے دشمنوں کو ایسا کرنے کی مہلت ہی نہیں دیتا۔

میں اپنے مخالفوں پر اَبدیت کی گھٹن، خون کی گردش میں غلطیاں، ہو جانے والے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جذبوں اور تنفس کی رو میں رواں ہو جانے والا خوف وہراس بن کر ان کی رگوں میں حلول ہو جاتا ہوں میں اپنے دشمنوں کی تازہ صبحوں میں عیاں ہو کر کجلائی راتوں میں نہاں ہو کر وارد ہونے والا ہوں شمع کی لو میں یقین، گرداب کی رو میں گمان بن کر اپنے دشمنوں پر چھا جانے والا ہوں دیکھ سرائے کے مالک تو نے میرے ساتھ دھوکہ اور فریب کیا اب مرنے کے تیار ہو۔

جواب میں سرائے کا مالک ہکلاتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ شارون بن علبون۔ تو کیوں میری جان کے درپے ہے تیری میری کیا دشمنی ہے میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے پھر دھاڑتی ہوئی آواز میں شارون بن علبون کہہ اٹھا۔

دیکھ سرائے کے مالک تو نے دو بڑے گناہ کئے ہیں پہلا گناہ یہ کہ میری تیری کوئی دشمنی کوئی عداوت نہ تھی جس وقت میں اصطبل کی طرف گیا تھا تو نے اپنے چار محافظوں کو میرے پیچھے کیوں لگایا کہ وہ مجھے قتل کر دیں ظالم تو مجھے ایسا ہی غافل اور کچا خیال کرتا تھا تیری نشت سے ہٹنے کے بعد میں اوٹ میں چلا گیا تھا اور جو گفتگو تیرے اور تیرے محافظوں کے درمیان ہوئی تھی وہ ساری میں نے سن پھر بھاگ کر میں اصطبل کے دروازے کے پیچھے چھپ گیا پھر جونہی تیرے محافظ وہاں پہنچے میں ان پر حملہ آور ہوا اور انہیں کاٹ کر رکھ دیا۔

تیرا دوسرا جرم پہلے جرم سے بھی بڑا ہے اس لئے کہ تو چار جانوں کا قاتل ہے تیرے وہ چار محافظ جو میرے ہاتھوں مارے گئے ان کا اصل قاتل میں نہیں تو ہے اس لئے کہ نہ تو میرے پیچھے انکو لگاتا نہ وہ میرے ہاتھوں مارے جاتے لہٰذا ان چاروں کا قتل بھی تیرے کھاتے میں آتا ہے۔

سرائے کے مالک تو اپنے آپ کو بالکل بے گناہ خیال کرتا ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ چار آدمیوں کے قاتل کو معاف کر دینا چاہیے ہرگز نہیں۔ دیکھ البداع نام کی بستی کے نواح میں جس جگہ تو کھڑا ہے یہ جگہ کون سی ہے سن سرائے کے مالک یہ سارے علاقے میرے دیکھے بھالے ہیں اس لئے کہ میں ایک تاجر ہوں ان سب جگہوں کی طرف میرا آنا جانا ہے خصوصیت کے ساتھ اپنے دائیں جانب جو چاند کی چاندنی میں تو دو اندھے کنوئیں دیکھ رہا ہے جانتا ہے یہ کنوئیں کون سے ہیں اس پر سرائے کا مالک ہکلاتے ہوئے کہنے لگا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ان کھنڈروں کو جہاں اس وقت ہم کھڑے ہیں اور اس کے آس پاس کے علاقے کو مغارات شعیب کہا جاتا ہے اور جن دو کنوؤں کی طرف تم اشارہ کر رہے ہو ان میں سے ایک کنواں وہی ہے جس میں سے پانی نکال کر بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ نے مدین کے نبی شعیبؑ کی بیٹیوں کے ریوڑ کو پانی پلایا تھا یہ اس وقت رونما ہوا جب بنی اسرائیل کا نبی موسیٰ مصر سے نکل کر مدین کی طرف آیا اسی جگہ اسی کنوئیں سے اس نے اللہ کے نبی شعیبؑ کے ریوڑ کو پانی پلایا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد سرائے کا مالک جب خاموش ہوا تو فیصلہ کن انداز میں شارون بن علبون کہنے لگا۔

دیکھ سرائے کے مالک۔ اگر تو اس جگہ کو جانتا اور پہچانتا ہے پھر سن یہی اندھے کنوئیں جہاں اللہ کے نبی موسیٰ نے حضرت شعیبؑ کی محترم اور باعزت بیٹیوں کے ریوڑ کو پانی پلایا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ان کی بیٹیوں کے ریوڑ کو پانی پلانے کے بعد موسیٰ نے بیٹھ کر خداوند کے حضور اپنے لئے کسی ٹھکانے کی دعا کی تھی اسی جگہ کو میں تیرے گناہوں اور تیری بداعمالی کی وجہ سے تیرا مقام مرگ بناتا ہوں اس کے ساتھ ہی شارون بن علبون نے اپنی تلوار ہرا کر گرائی اور سرائے کے مالک کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی رات کی تاریکی میں لحہ بھر کے لئے سرائے کے مالک کی چیخ سنائی دی پھر چاروں سمت کاٹ کھاجانے والی خاموشی طاری ہو گئی تھی۔

شارون بن علبون نے گھوڑے سے اتر کر اپنی تلوار سرائے کے مالک کے لباس سے صاف کی پھر تلوار نیام میں ڈالی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اس کے بعد وہ خلیج عقبہ کے اس گھاٹ کی طرف جا رہا تھا جہاں سے جبل سینا کی طرف جانے کے لئے کشتیاں ملتی تھیں۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

یورام اور اماؤس دونوں اپنے گھوڑوں کو درمیانہ روی سے ہانکتے ہوئے بنی اسرائیل کی بستی عین دور میں داخل ہوئے بستی میں داخل ہونے کے بعد اچانک یورام نے اپنے گھوڑے کو اس جگہ روکا جہاں چھوٹا سا ایک بازار تھا پھر ایک آدمی کو اشارے سے پاس بلایا جب وہ اس کے قریب آیا تو یورام نے اسے مخاطب کیا۔

دیکھ میرے عزیز۔ عین دور نام کی اس بستی میں دونوں اجنبی ہیں ہم دور سے آئے ہیں اور عین دور کی کاہنہ عیرا سے ملنا چاہتے ہیں کیا تم ہمیں بتاؤ گے کہ اس کی رہائش کس طرف ہے۔

اس پر دوکان کے قریب بیٹھا ہوا ایک بوڑھا شخص جس نے شاید یورام کی گفتگو سن لی تھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر اشارے سے اس نے ایک لڑکے کو اپنے قریب بلایا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ میرے بچے۔ان دونوں اجنبی سواروں کو کاہنہ کے گھر کی طرف لے جا یہ اس سے ملنا چاہتے ہیں اس پر وہ لڑکا قریب آیا اتنی دیر تک بوڑھے نے پھر یورام اور اماؤس کو مخاطب کیا دیکھو اجنبیو یہ لڑکا تمہارے ساتھ جاتا ہے اور تمہیں کاہنہ کے گھر چھوڑ آتا ہے یورام اور اماؤس دونوں نے اس بوڑھے کا شکریہ ادا کیا ساتھ ہی دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر گئے اور اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے اس لڑکے کے ساتھ ہو لئے تھے۔

بڑی سی حویلی کے سامنے وہ لڑکا رک گیا پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ کاہنہ عیرا کا گھر ہے اب تم اندر داخل ہو کر اس سے مل سکتے ہو یورام نے اپنی جیب کے

اندر سے ایک سکہ نکالا اور اس لڑکے کو تھماتے ہوئے کہا دیکھ بیٹے تیری مہربانی۔اب تو جا اس کے ساتھ ہی وہ لڑکا خوشی سے بھاگتا ہوا واپس چلا گیا تھا یورام اور اماؤس اپنے گھوڑوں کی باگیں تھامے حویلی میں داخل ہوئے حویلی میں ایک کھلا صحن تھا وہاں گھوڑے باندھنے کے لئے کھونٹے لگے ہوئے تھے اپنے گھوڑوں کو ان کھونٹوں کے ساتھ باندھنے کے بعد وہ رہائشی عمارت کی طرف بڑھے اتنی دیر تک ایک کمرے سے ایک بوڑھا نکلا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا یقیناً تم کاہنہ سے ملنا چاہتے ہو گے اس پر یورام کہنے لگا اے میرے بزرگ تیرا اندازہ درست ہے بوڑھا پھر بول پڑا۔

میرے ساتھ آؤ۔میں تمہیں نشستگاہ میں بٹھاتا ہوں کاہنہ ابھی چند لوگوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہے انہیں جب وہ فارغ کر دے گی تو میں تمہیں اس کے پاس بھیجتا ہوں یورام اور اماؤس دونوں چپ چاپ اس بوڑھے کے ساتھ ہو لئے اس نے انہیں ایک نشستگاہ میں جا بٹھایا۔بوڑھا وہاں سے دوسرے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر تک ان دونوں کو وہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑا یہاں تک کہ وہ بوڑھا واپس آیا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا اب تم دونوں میرے ساتھ آؤ کاہنہ فارغ ہو چکی ہے میں معذرت خواہ ہوں کہ تم دونوں کو انتظار کرنا پڑا تم دونوں کی حالت اور گھوڑے بتاتے ہیں کہ تم کسی دور دراز جگہ سے آرہے ہو کاہنہ کے پاس بہت لوگ جمع تھے اور کاہنہ کو ان کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے وقت لگا بہر حال تم آؤ اور کاہنہ سے ملو اور اس سے کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو اس کے ساتھ ہی یورام اور اماؤس دونوں اٹھ کر اس کے ساتھ ہو لئے تھے۔

بوڑھا انہیں لے کر ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا۔جہاں کمرے کے وسط میں ایک بوڑھی عورت چھوٹے سے ایک قالین پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے سامنے بیٹھنے کے لئے نشستوں کا انتظام تھا کاہنہ نے ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا جب وہ دونوں بیٹھ گئے تب وہ بوڑھا بھی ایک کونے میں ہو بیٹھا۔اسکے بعد یورام نے کاہنہ کو مخاطب کیا۔

عظیم کاہنہ! ہم آپ کا چرچہ سن کر فلسطیوں کے شہر اشدود سے آئے ہیں دراصل ہم ایک ابتلا اور مصیبت میں مبتلا ہوئے ہیں اسی سلسلے میں آپ سے کچھ گذارش کرنا چاہتے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہیں جواب میں کاہنہ نے بڑے غور سے باری باری یورام اور اماوس کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی۔

کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو کیا پوچھنا چاہتے ہوں اس پر یورام پھر بول پڑا۔

کاہنہ! ہم چھ دوست فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود میں بڑی پر سکون زندگی بسر کر رہے تھے اور وہ ہم فلسطیوں کے بادشاہ معوک کے بہترین تیغ زنوں میں شامل تھے ہماری بڑی عزت تھی بڑا وقار تھا اور بادشاہ کی طرف سے ہمیں روزینے کے طور پر معقول رقم بھی مہیا کی جاتی تھی پھر ہم پر افتاد آن پڑی یکے بعد دیگرے ہمارے دو ساتھیوں کو کسی نے قتل کر دیا اس کے بعد ہم چاروں کو بھی اپنی جانوں کا خطرہ لاحق ہوا میں اور میرا یہ ساتھی تو بھاگ کر آپ کے پاس آگئے جبکہ ہمارے دو ساتھی جن کے نام ابیاہ اور نحسون ہیں وہ مدین کے ایک سرائے کے مالک کی طرف بھاگ گئے ہیں کیونکہ وہ ان کا جاننے والا ہے یوں جانو اس ناآشنا اور انجانے قاتل کے آگے آگے ہم بھاگتے پھرتے ہیں اب آپ کی خدمت میں ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہمیں بتائیں کہ ہمارے دو ساتھیوں کا قاتل کون ہے جب آپ اس کی نشاندہی کر دیں گی تو ہم چاروں مل کر اس کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

یورام کے خاموش ہو جانے پر کاہنہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتی رہی اس کی گردن بھی جھکی رہی لگتا تھا وہ کہیں مراقبے میں کھو گئی ہے اس کے بعد اس نے اپنی گردن سیدھی کی اور یورام کو مخاطب کیا۔

دیکھ اجنبی۔ پہلے اپنے مرنے والے دونوں ساتھیوں کے نام کہہ اس کے بعد میں اپنے طالع اور مطیع سے پوچھ کر بتاتی ہوں کہ ان کا قاتل کون ہے اس پر یورام کہنے لگا۔

عظیم کاہنہ! جو ہمارے دو ساتھی مارے گئے ہیں ان میں سے ایک کا نام زربائیل دوسرے کا نام الیاقیم ہے اور وہ دونوں عمالیقی تھے۔

یورام شاید مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اپنا ہاتھ کھڑا کرتے ہوئے کاہنہ نے اسے خاموش رہنے کو کہا ایک بار پھر وہ پہلے کی طرح مراقبے میں چلی گئی تھی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں تھیں چہرے پر سختی کے آثار نمایاں تھے ایسا لگتا تھا جیسے اس نے مئے پی لی ہو۔ اور اس پر گہرا نشہ طاری ہونا شروع ہو گیا ہو تھوڑی دیر تک اس کی یہی کیفیت رہی پھر وہ کہنے لگی سنو

دونوں اجنبیو! میرا مطیع میرا طالع کہتا ہے کہ تمہارے مرنے والے دو ساتھی جن کے نام زربائیل اور الیاقیم ہیں ان کا قاتل کھلی آستینوں والا ایک بدو ہے کیا تم ایسے کسی شخص کو جانتے ہو اس پر اماوس اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

کاہنہ! یقیناً ایک کھلی آستینوں والا بدو ہمارا دشمن ہے۔ پر کیا تم اپنے طالع اور مطیع سے یہ جان کر ہمیں نہ بتا سکو گی کہ کھلی آستینوں والے عرب کا نام کیا ہے اس پر کاہنہ پھر مراقبے میں چلی گئی تھی تھوڑی دیر تک اس پر نشہ سا طاری رہا اس کے بعد پھر اس نے اماوس اور یورام کو مخاطب کیا۔

سنو اجنبیو! میرا طالع میرا مطیع کہتا ہے کہ زربائیل اور الیاقیم کو ایک بدو نے قتل کیا ہے جس کا نام شارون بن علبون ہے اس پر یورام نے پھر پوچھ لیا۔

دیکھ کاہنہ! کیا ہمارے لئے آپ اپنے مطیع اور طالع سے یہ بھی پوچھیں گی کہ یہ شارون بن علبون اس وقت کہاں ہے؟

جواب میں کاہنہ پھر مراقبے میں چلی گئی تھی آنکھیں بند ہو گئیں تھیں چہرے پر سختی طاری ہو گئی تھی اس کے چہرے پر ہلکا ہلکا پسینہ بھی نمودار ہو گیا تھا پھر وہ کہنے لگی

دیکھو اجنبیو! میرا طالع کہتا ہے کہ شارون بن علبون جو انتہائی جفاکش عمدہ قسم کا تیغ زن ہے وہ اشدود سے مدین کی طرف گیا شاید اسے تمہارے ان دو ساتھیوں کی خبر ہو گئی تھی جو مدین کی طرف گئے تھے طالع کا کہنا ہے کہ شارون بن علبون اس سرائے میں داخل ہوا جس میں تمہارے ساتھی ابیاہ اور نحسون نے قیام کیا ہوا تھا سرائے کے مالک سے اس نے نحسون اور ابیاہ کے متعلق پوچھا تو سرائے کے مالک کو شک ہوا لہٰذا اس نے اپنے چار مسلح جوانوں کو اس پر ڈال دیا کہ اس کا خاتمہ کر دیں لیکن اس شارن بن علبون نے ان چاروں کو قتل کر دیا ان چاروں کے قتل پر سرائے کا مالک رات کی تاریکی میں مدین کے مشرق کی طرف بھاگا جبکہ تمہارے دونوں ساتھی ابیاہ اور نحسون خوف اور ڈر کے مارے اپنے گھوڑوں سمیت ایک کشتی میں خلیج عقبہ کو پار کرنے کے بعد جبل سینا کی طرف چلے گئے ہیں ان دنوں انہوں نے جبل سینا کے دامن میں ایک یہودی بستی میں قیام کر لیا ہے ان کا قیام ایک سرائے میں ہے یہودیوں کی یہ بستی جبل سینا کے دامن میں عین اس جگہ ہے جہاں اللہ کے نبی موسیٰ کو رات کے وقت نبوت عطا کی گئی تھی بالکل اس درخت کے پاس

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جہاں رات کے وقت انہوں نے روشنی دیکھی تھی جسے وہ آگ بجھا کر لیٹنے گئے تھے۔

سنو دونوں بھتیجو! جہاں تک سرائے کے مالک کا تعلق ہے تو اس کا تعاقب شارون بن علبون نے کیا۔ اسے مدین کے باہر موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد وہ بھی خلیج عقبہ کو عبور کرنے کے بعد تمہارے دونوں ساتھیوں کے تعاقب میں لگا ہوا ہے اسے خبر ہو چکی ہے کہ تمہارے دونوں ساتھی جبل سینا کی طرف گئے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب کاہنہ خاموش ہوئی تو اماوس نے یورام کو مخاطب کیا۔

میرے عزیز میرے رفیق! کاش یہ ایباہ اور محسون جبل سینا کی طرف بھاگنے کے بجائے یہاں ہمارے پاس عین دور کی بستی میں آتے اور ہم چاروں مل کر اس شارون بن علبون کا مقابلہ کرتے میرے خیال میں اس طرح ہم چاروں مل کر اسے موت کے گھاٹ اتار سکتے تھے۔ اس پر یورام کہنے لگا۔

اماوس میرے دوست میرے بھائی۔ تمہارا کہنا درست ہے اب جو ہونا تھا ہو چکا اب ہم جبل سینا سے کافی دور ہیں جبکہ کاہنہ کا کہنا ہے کہ شارون بن علبون خلیج عقبہ کو عبور کرنے کے بعد جبل موسیٰ کی طرف بڑھ گیا ہے اگر ہم انتہائی تیز رفتاری سے بھی جبل سینا کی طرف بڑھیں تو ہم ایباہ اور محسون کی مدد نہیں کر سکتے میرے خیال میں چند روز تک عین دور کی سرائے میں ہی قیام کرتے ہیں پھر دوبارہ کاہنہ سے ملیں گے اور اس سے یہ جانیں گے کہ جبل موسیٰ کے دامن میں جو یہودیوں کی بستی ہے وہاں کیا معاملہ پیش آیا کیا ہمارے دونوں ساتھیوں نے شارون بن علبون کا خاتمہ کر دیا یا وہ خود دونوں شارون بن علبون کے ہاتھوں مارے گئے۔

اس کے بعد یورام نے کاہنہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے کاہنہ! یہ جو آپ نے ہماری خاطر زحمت اٹھائی ہے اس کے لئے ہمیں آپ کو کچھ پیش کرنا ہے اس پر کاہنہ کہنے لگی نہیں جاؤ تم دونوں اجنبی ہو۔ غریب الوطنی کی حالت میں ہو میں تم سے کچھ نہیں لوں گی ویسے بھی میں اپنے طالع اور مطیع سے پوچھ کر جن لوگوں کو کچھ بتاتی ہوں کچھ لیتی نہیں ہوں ہاں اپنی مرضی سے کوئی خدمت کے طور پر دے دے تو وہ علیحدہ بات ہے۔ جاؤ۔ اس پر یورام پھر بول پڑا۔

اے کاہنہ! ہم یہاں چند روز تک عین دور کی سرائے میں قیام کریں گے اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور آپ سے یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ جبل سینا کے پاس شارون بن علبون اور ہمارے ساتھیوں میں سے کون غالب اور کون مغلوب رہا اس پر کاہنہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی

اب تم جاؤ۔ کچھ روز کا وقفہ ڈال کر میرے پاس آؤ میں تمہیں بتاؤں گی کہ غالب کون اور مغلوب کون رہا کاہنہ کے اس جواب سے اماوس اور یورام دونوں خوش ہو گئے تھے پھر وہ اس کمرے سے نکلے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے بستی کے شمالی جانب جو سرائے تھی اس میں انہوں نے قیام کر لیا تھا۔

OOOO

ایک روز وجون دیوتا کے مندر میں بڑا پجاری اخیم اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ حسین و خوبصورت روت بدحواس سی اس کے کمرے میں داخل ہوئی اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اخیم متفکر ہو گیا اور اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑا ہوا اتنی دیر تک روت اس کے قریب آ گئی فکر مندی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اخیم نے پوچھ لیا۔

روت میری بیٹی تو گھبرائی ہوئی ہے بدحواس ہے تیرے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں کیا کسی نے تمہیں کچھ کہا ہے کسی نے تمہیں دکھ پہنچانے کی کوشش کی ہے کسی نے اپنے رویہ سے تمہیں اذیت دی ہے یا کسی نے اس مندر میں تمہارے ساتھ بدسلوکی کی ہے کہو اگر ایسا معاملہ ہے تو اس بدبخت کا نام بتاؤ پھر دیکھو میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں۔

جواب میں روت کی گردن تھوڑی دیر تک جھکی رہی پھر وہ ایک نشست پر بیٹھ گئی اس کی طرف دیکھتے ہوئے اخیم بھی بیٹھ گیا اخیم پھر اسے مخاطب کر کے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ روت اس سے پہلے ہی بول پڑی

بزرگ اخیم نہ میرے ساتھ کسی نے بدسلوکی کی ہے نہ کسی نے مجھے اذیت دی ہے نہ میری دل شکنی ہوئی ہے میں نے گزشتہ رات ایک انتہائی پرعذاب اور ہولناک خواب دیکھا ہے بس اسی نے مجھے پریشان اور افسردہ کر دیا ہے جواب میں اخیم تھوڑی دیر

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تک بڑے غور سے روت کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا وہ خواب مجھ سے بھی بیان کرو تا کہ میں جانوں اس خواب کی کیا نوعیت تھی جس نے تمہیں پریشان اور فکر مند کر دیا ہے۔

جواب میں روت تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر بول اٹھی۔

محترم اخیم! خواب میں میں نے اپنی زندگی کے مدعا شارون بن علبون کو دیکھا وہ کسی انجانے ویرانے میں کھڑا تھا اس کا لباس بری طرح خون آلود تھا اور اس کے ہاتھ میں خون آلود تلوار تھی اس کے چہرے پر سختیوں میں چھپی تلخیاں اور غضبناکی کا لبادہ اوڑھے قہرمانیاں برس رہی تھیں محترم اخیم اسکے خون آلود لباس اور اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے میں فکر مند ہو گئی ہوں کہ کہیں وہ چاروں قاتلوں کے سامنے کسی مصیبت سے دوچار نہ ہو گیا ہو دیکھ بزرگ اخیم اگر ایسا ہوا اگر شارون بن علبون کو کوئی دکھ کوئی تکلیف پہنچی یا اس کی ذات کو کوئی نقصان پہنچا تو بزرگ اخیم روت اس کے بغیر جیتے جی مر جائے گی۔

یہ گفتگو کرتے کرتے روت کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی وہ اپنا سلسلہ کلام جاری نہ رکھ سکی اور خاموش ہو گئی اخیم اسکی تسلی اور ڈھارس کے لئے بول پڑا۔

دیکھ روت جو تو نے خواب دیکھا ہے میری بیٹی یہ برا نہیں اچھا خواب ہے تو نے جو خواب میں شارون بن علبون کو خون آلود کپڑوں اور ہاتھ میں خون آلود تلوار پکڑے دیکھا ہے تو یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یقیناً وہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں کامیاب ہوا ہے یا کامیابی حاصل کرے گا دیکھ میری بیٹی یہ خواب دیکھنے کے بعد فکر مند مت ہو۔

جواب میں روت ڈوبتی ہوئی آواز میں کہنے لگی بزرگ اخیم میں اس کے متعلق فکر مند کیوں نہ ہو اب وہ میری ذات کی داستانوں کا جمال میرے شوق میرے ناز کی حروف گل سے لکھی رمز ہے اس کا نام میرے دل کی نہاں خانوں میں میرے جسم کی پور پور میں درج ہے اس کے نام ہی سے میری دھندلائی ہوئی افسردہ آنکھوں کو آسودہ ٹھنڈک ملتی ہے اسلئے کہ وہ میری ذات کا اب روشن لمحہ ہے اس کے نام ہی سے میرے حلقوم سماعت میں لہجہ کی شبنم اتر جاتی ہے اس لئے کہ میں روت اب اس کی محبت میں پوری طرح فنا ہو چکی ہوں۔

نجانے وہ لمحہ کب آئے گا جب میں اس کے وصل کے بیچ لمس میں بھیگوں گی نجانے کب میں مثال آئینہ خود شارون بن علبون کی ذات کا عکس بنوں گی اس کے بغیر بزرگ اخیم میرے لئے لمحوں کا ہر سنگ میل صلیب ہے آخر میں کب تک اس سے اپنی محبت

کے رازوں کو اپنے گنگ سینے میں لئے پڑی رہوں گی کاش میں اس کی روانگی سے پہلے ہی آپ پر انکشاف کر چکی ہوتی کہ میں اسے چاہتی ہوں اس سے محبت کرتی ہوں لہذا آپ میری اس محبت کے سلسلہ میں اس سے کم از کم بات ہی کرتے محترم اخیم اب تو شارون بن علبون کے بغیر مہر و ماہ کے یہ خاکے یہ جھولتی شاخوں کی شادابیاں میرے لئے بالکل کوئی کشش نہیں رکھتیں۔ سوچتی ہوں کہیں اس کے انتظار میں چاند ستاروں کی روشنی کی طرح پگھل نہ جاؤں کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت کے بہاؤ کی لہریں اس کے انتظار میں میرے لئے ٹھہر جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی ذات سے وابستہ قربت احساس ہجر لمحوں میں تبدیل ہو جائے محترم اخیم میں ہر روز اپنے کمرے میں آئینہ کی شفاف سطح پر اپنی ملائم انگلیوں سے اس کے لئے مرحبا کا لفظ لکھتی ہوں پر جب وہ نہیں آتا تو مٹا دیتی ہوں۔

محترم اخیم ہر روز میں شام کے وقت دجون دیوتا کے مندر کے نواح میں چھتے زرد پھولوں سے لدی ننھی پہاڑی پر جا کے اس کی راہ دیکھتی ہوں وہاں پہاڑی کے اندر نقرئی چشموں کی روانی دھیمے سروں میں گنگناتی کھلکھلاتی میرا مذاق اڑاتی ہے سنہری دھوپ میں ہیرے کی طرح چمکتے اس پہاڑی کے پتھر میرا تمسخر اڑاتے ہیں کب شارون بن علبون آئے گا اور میری سوچوں کے سایوں کو شہر خوش باش اور خیابانوں کے راہگزار جیسا سکون ملے گا کب وہ آئے گا اور میرے دل کے گلستانوں میں رقص طاؤس میرے خیالوں میں خوش پیراہن گل بدن تتلیاں پرواز کریں گی کب وہ آئے گا اور میرے عشق جنوں خیز کی یادوں کے امین ماضی کے رنگوں میں ہلچل برپا ہو گی اور میرے دل کے تالاب میں اسکی آمد پر پازیب کی جھنکار بج اٹھے گی محترم اخیم آپ جانتے ہیں مجھے اس سے پہلے مردوں کی ذات سے کوئی انس کوئی لگاؤ نہ تھا لیکن اس شارون بن علبون نے مجھے ایسا متاثر کیا ہے اس کی ذات کچھ اس انداز میں مجھ پر وارد ہوئی ہے کہ اب اس کے بغیر وقت کا ایک ایک لمحہ کاٹنا میرے لئے اذیت اور عذاب بنتا جا رہا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد روت جب خاموش ہوئی تو اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اخیم بڑی شفقت بڑی محبت میں کہنے لگا۔

دیکھ میری بیٹی تو ایسے مبہم خیالوں میں مت کھوئی رہا کر سن تیرا حسن تیری جوانی تیری خوبصورتی تیرا بدن ایسا ہے کہ یاد رکھ جب شارون بن علبون بخیریت اپنی مہم

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

سے لوٹنے لگا اور اس پر میں تیری محبت کا انکشاف کروں گا تو یاد رکھنا تیری ذات کے حوالے سے وہ اپنے آپ کو خوش قسمت ترین انسان تصور کرے گا وہ فوراً تجھے اپنانے کی حامی بھر لے گا میری بیٹی مجھے امید ہے کہ تو شاروں بن علیوں کے ساتھ اپنی زندگی کی خوش گوار گھڑیوں کی ابتداء کرے گی میری بیٹی جا تو طہارت خانہ میں غسل کر اس کے بعد میرے پاس آ پھر دونوں باپ بیٹی بیٹھ کر صبح کا کھانا کھاتے ہیں بوڑھے اخیم کی اس گفتگو سے کسی حد تک روت مطمئن ہو گئی تھی پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور طہارت خانہ کی طرف چلی گئی تھی۔

OOOO

داؤد کے ساتھ طالوت کی دشمنی اپنے عروج کو پہنچ گئی تھی طالوت کو شک اور شبہ ہو گیا تھا کہ یہ داؤد اس کی جگہ لے لے گا اس کے علاوہ وہ یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ اللہ کے نبی سیموئیل کا جھکاؤ اس کی نسبت داؤد کی طرف زیادہ تھا جس قدر عزت اور احترام سیموئیل داؤد کا کرتے تھے وہ طالوت کا نہ ہوتا تھا ان رویوں سے دن بدن طالوت کے دل میں داؤد کے خلاف دشمنی اور نفرت مزید بڑھتی رہی حالانکہ داؤد طالوت کی بیٹی میکل کے شوہر تھے

داؤد کا خاتمہ کرانے کے لئے طالوت نے دو ایک بار انہیں لشکروں کے کماندار بناتے ہوئے فلسطیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بھی روانہ کیا طالوت کا خیال تھا کہ ان جنگوں میں داؤد مارا جائے گا اور اس سے اس کی جان چھوٹ جائے گی اس لئے کہ جو لشکر وہ داؤد کو فراہم کرتا رہا تھا اس کی تعداد بہت کم ہوتی تھی اور اسے امید ہوتی تھی کہ وہ فلسطیوں کے مقابلہ میں شکست کھائے گا لہٰذا اس سے میری جان چھوٹ جائے گی لیکن خداوند نے داؤد کے ساتھ کم تعداد کا لشکر ہونے کے باوجود بھی ہر موقع پر فلسطیوں کو شکست دی۔

اس طرف سے مایوس ہونے کے بعد ایک روز اپنے سارے خدام کو طالوت نے جمع کیا اس موقع پر طالوت کا بیٹا یوتن بھی موجود تھا پھر علی الاعلان طالوت نے اپنے خدام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ داؤد آنے والے دور میں میرے اور میرے بیٹے یوتن کے لئے بہت بڑی مصیبت کا باعث بنے گا لہٰذا اس مصیبت سے اگر ہم بچنا چاہتے ہیں تو ہر صورت میں ہمیں داؤد کو ہلاک کرنا ہوگا اور آج تمہارے لئے میرا حکم ہے کہ داؤد کو ڈھونڈو

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اور اسے قتل کر دو اس طرح اس کی وجہ سے جو میرے سر پر خطرات منڈلا رہے ہیں وہ ٹل جائیں گے۔

طالوت کا یہ حکم پا کر اس کے خدام باہر نکلے یوتن بھی ان کے ساتھ تھا باہر جا کر یوتن نے سارے خدام کو مخاطب کر کے کہا خبردار اگر تم میں سے کسی نے داؤد پر ہاتھ اٹھایا تو وہ خود اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اس سلسلہ میں میں خود اپنے باپ سے بات کروں گا تم سے اگر میرا باپ پوچھے تو کہہ دینا کہ داؤد کہیں چھپ گیا ہے ہمیں ملا ہی نہیں یوتن کا یہ حکم پا کر وہ خدام ادھر ادھر ہو گئے جبکہ یوتن داؤد کے پاس گیا اور اسے ایک محفوظ جگہ چھپا دیا اگلے روز صبح ہی صبح جس وقت طالوت اپنے گھر کے سامنے کھلے میدان میں کھڑا تھا اور یہ امید رکھتا تھا کہ اس کے خدام اسے داؤد کی موت کی خبر دیں گے تب یوتن اپنے باپ طالوت کے پاس آیا اور اسے مخاطب کیا۔

تھوڑی دیر تک یوتن گفتگو کا آغاز کرنے کے بعد داؤد کی تعریف کرتا رہا پھر کہنے لگا اے میرے باپ تو دیکھتا ہے جب فلسطیوں کے سپہ سالار اعلیٰ جالوت کے ساتھ ہماری جنگ ہوئی تھی تو جالوت ہر روز میدان میں اترتا تھا بنی اسرائیل کی غیرت، قوت اور حمیت کو للکارتا تھا اور مقابلہ کے لئے کوئی جوان مانگتا تھا اس وقت نہ تیری ہمت ہوئی نہ مجھے جرأت ہوئی نہ بنی اسرائیل میں سے کسی اور جنگجو نے میدان سے نکل کر جالوت سے مقابلہ کرنے کی جرأت کی یہ داؤد ہی تھا جس نے فلسطیوں کے اس ناقابل تسخیر پہلوان کو اپنے سامنے زیر کر دیا۔ اے میرے باپ آج تک داؤد نے تیرا کوئی گناہ نہیں کیا جب کہ تیرے لئے اس نے بہت اچھے کام کئے بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ اس نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھی اور جالوت کو قتل کیا اور اسی کے سبب سے بنی اسرائیل کو خداوند نے ایک عظیم فتح عطا کی اس فتح کے موقع پر میں نے اے میرے باپ غور سے تمہاری طرف دیکھا تھا اس روز تم داؤد پر بڑے خوش تھے پس اب کس گناہ کس جرم میں تم داؤد کو موت کے گھاٹ اتروانا چاہتے ہو۔

طالوت نے اپنے بیٹے یوتن کی یہ ساری گفتگو بڑے غور سے سنی پھر اپنے بیٹے یوتن کی تسلی و تشفی کے لئے کہنے لگا دیکھو اب تو مزید مجھ سے کچھ مت کہہ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرے ہاتھوں داؤد نہیں مارا جائے گا اپنے باپ کا یہ جواب سن کر یوتن خوش

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہوا پھر وہ داؤد کو وہاں سے لایا جہاں اس نے چھپا رکھا تھا اور طالوت کے سامنے لایا طالوت نے داؤد سے اچھا سلوک کیا اور داؤد پھر پہلے کی طرح طالوت کے پاس آنا جانا شروع ہو گئے تھے۔

اس دوران ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کے لئے فلسطیوں کا ایک بڑا لشکر بنی اسرائیل کی سلطنت میں داخل ہوا اور سرحدی علاقوں پر انہوں نے خوب تباہی مچائی فلسطیوں کے اس حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے طالوت نے داؤد کو ایک لشکر دے کر روانہ کیا دراصل ہر حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے طالوت اس لئے داؤد کو بھیجتا تھا کہ وہ کہیں جنگوں میں کام آجائے تو اس کی صورت میں جو خطرات اٹھ رہے ہیں ان سے اسے نجات مل جائے لیکن خداوند اپنے بندے داؤد کے ساتھ تھا اس جنگ میں بھی داؤد نے فلسطیوں کو بدترین شکست دی اور دور تک ان کے علاقوں میں ان کا تعاقب کرتا چلا گیا تھا۔

فلسطیوں کے خلاف داؤد کی اس فتح مندی نے طالوت کے دل میں اور زیادہ دشمنی اور نفرت بھر دی بظاہر وہ اپنے بیٹے یوتن کے کہنے پر داؤد کے ساتھ پر سکون رہتا تھا لیکن اندر ہی اندر داؤد کے خلاف اس کے دل میں جو نفرت اور کدورت تھی اسے وہ ختم نہ کر سکا فلسطی لشکر کو شکست دینے کے بعد جب داؤد طالوت کے پاس آیا اور وہ چاہتے تھے کہ شاید طالوت ان کی اس فتح مندی اور کامیابی پر مبارکباد دے گا پر معاملہ الٹ تھا جس وقت داؤد طالوت کے سامنے آئے اس وقت طالوت کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جسے وہ الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا داؤد چونکہ اس وقت اکیلے ہی طالوت کے سامنے آئے تھے لہٰذا کہتے ہیں طالوت پر اچانک کبھی کبھی برائی کا بھوت سوار ہو جاتا تھا اس موقع پر بھی داؤد کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے وہ برائی پر آمادہ ہوا جو نیزہ اس نے ہاتھ میں پکڑا تھا وہ تاک کر اس نے داؤد کو مارا تا کہ ان کا خاتمہ کر دے لیکن خداوند نے داؤد کو بچایا اور طالوت کا نیزہ خطا ہو کر دیوار میں گھس گیا داؤد نے جب دیکھا کہ طالوت اس کے قتل کے درپے ہے تو وہ اس کے ہاں سے بھاگ گئے۔

طالوت کے پاس سے نکلنے کے بعد داؤد بھاگے بھاگے اپنے گھر گئے بیوی میکل نے جب اپنے شوہر کو اس حالت میں دیکھا تب وہ بڑی فکر مند ہوئی اور داؤد کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

آپ کو کیا ہوا آپ کیوں بھاگتے ہوئے آ رہے ہیں کیا کوئی آپ کے تعاقب میں ہے یا آپ کو کسی کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے اس پر داؤد پھولی ہوئی سانس میں کہنے لگے۔

دیکھ میکل تیرا باپ میری جان کے درپے ہے وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے نجانے اس کے دل میں اس کے ذہن میں کیوں یہ وہم بیٹھ گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ کی حیثیت سے میں اس کی جگہ لے لوں گا حالانکہ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے جواب میں میکل نے اپنے شوہر داؤد کو ڈھارس دینے والے انداز میں مخاطب کیا۔

آپ گھر میں بیٹھیں آرام کریں اگر میرا باپ آپ کو ختم کرنے کے درپے ہے تو میں اس کے آڑے آؤں گی اگر اس نے یہاں اگر آپ کے ساتھ تلخی سے پیش آنا چاہا تو آپ چپ رہیں میں خود اس سے بات کروں گی دیکھوں گی وہ کیسے آپ کو ہاتھ لگاتا ہے میں ہر صورت میں اپنے باپ کی شرانگیزی کے سامنے آپ کی حفاظت کروں گی پھر داؤد کو پکڑ کر میکل اندر لے گئی اس طرح میکل کی ان باتوں سے داؤد کو کسی قدر تسلی اور ڈھارس ہوئی تھی۔

دوسری جانب طالوت بھی حرکت میں آیا جب داؤد اس کے ہاتھوں سے بچ کر بھاگ گئے تب اس نے اپنے آدمیوں کو جو مسلح تھے حکم دیا کہ وہ ساری رات داؤد کے مکان کے دروازہ پر پہرہ دیں اور صبح سویرے جب داؤد اپنے گھر سے نکلے تو اسے قتل کر دینا اور اس کی لاش کو میرے پاس لے آئیں یہ حکم ملتے ہی طالوت کے مسلح جوان جا کے داؤد کے مکان پہ پہرہ دینے لگے تھے۔

طالوت کی بیٹی اور داؤد کی بیوی میکل نے جب دیکھا کہ اس کے باپ نے اس کے گھر کے سامنے پہریدار بٹھا دیئے ہیں اور حکم دیا ہے کہ جب داؤد صبح اپنے گھر سے نکلے تو اسے قتل کر دیا جائے تب وہ بڑی فکر مندی ہوئی داؤد اس وقت اپنے پلنگ پر آرام کر رہے تھے وہ بھاگی بھاگی ان کے پاس گئی اور کہنے لگی۔

آپ کا کہنا درست ہے میرا باپ واقعی آپ کے درپے ہے اور آپکی جان کا دشمن ہے آپ فوراً یہاں سے بھاگ جائیں میرے باپ کی شرانگیزی سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے اس لئے کہ اس نے اپنے مسلح جوان ہمارے دروازے پر کھڑے کر دیئے ہیں اور انہیں حکم

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دیا ہے کہ صبح ہوتے ہی آپ کا خاتمہ کر دیا جا۔ پس میکل کے کہنے پہ داؤد حرکت میں آئے اور مکان کے پچھواڑے کھڑی سے کودتے ہوئے وہ بھاگ گئے۔

میکل نے داؤد کے جانے کے بعد کپڑوں کا ایک مجسمہ بنا کر ان کے پلنگ پر لٹا دیا اور بکریوں کے بال کا تکیہ سرہانے رکھ کر اسے کپڑوں سے ڈھانک دیا تاکہ یہی پتہ چلے کہ داؤد سوئے ہوئے ہیں اگلے روز صبح کے وقت جب داؤد گھر سے باہر نہ نکلے تو جو محافظ باہر پہرہ دے رہے تھے انہوں نے دستک دے کر داؤد کو بلایا۔

جب داؤد کی جگہ ان کی بیوی میکل نکلی تو محافظوں نے کہا ذرا اپنے شوہر داؤد کو باہر بھیجیں اس پر میکل نے انہیں ٹالتے ہوئے کہا وہ اپنے پلنگ پر آرام کر رہے ہیں وہ بیمار ہیں ان کی طبیعت ٹھیک نہیں لہذا وہ باہر نہیں آسکتے اس پر محافظوں میں سے ایک طالوت کے پاس گیا اور اسے خبر دی کہ داؤد باہر نہیں آرہا وہ بیمار ہے اور پلنگ پر پڑا ہوا ہے اس پر طالوت بڑا برافروختہ ہوا اور کہنے لگا کہ اگر داؤد بیمار ہے تو پھر اس کے گھر میں داخل ہو اور اسے پلنگ سمیت اٹھا کے میرے پاس لے آؤ تاکہ میں اسے قتل کروں۔

طالوت کے کہنے پر مسلح جوان داؤد کے گھر میں داخل ہوئے میکل نے انہیں روکنے کی بڑی کوشش کی لیکن اس کی ایک نہ چلی جب وہ اس پلنگ کے پاس گئے جس پر داؤد آرام کیا کرتے تھے تو انہوں نے دیکھا پلنگ پر کپڑے کا بت پڑا ہے اور اس کے سرہانے بکریوں کے بال کا تکیہ ہے اور داؤد وہاں نہیں ہیں وہاں سے بھاگ چکے ہیں یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ان مسلح جوانوں نے اصل حالات کی خبر طالوت کو کی۔

یہ خبر سن کر طالوت بے حد برہم ہوا خود اٹھ کے اپنی بیٹی میکل اور داماد داؤد کے گھر گیا اس نے جب حالات کا جائزہ لیا اور پتہ چلا کہ داؤد واقعی وہاں سے بھاگ چکے ہیں تب لسنے ڈانٹ دینے کے انداز میں اپنی بیٹی کو مخاطب کیا دیکھ میکل تو نے میری بیٹی ہوتے ہوئے میرے ساتھ دھوکہ فریب کیا اور مجھے دغا دینے کی کوشش کی تو یہ کہتی رہی کہ داؤد بیمار ہے پلنگ پر پڑا ہے اٹھ کے باہر نہیں آسکتا جبکہ تو نے میرے ہی خلاف یعنی اپنے باپ کے خلاف ساز باز کرتے ہوئے اسے بھگا دیا تب میکل بیچاری نے ڈرتے ڈرتے اپنی صفائی میں کہنا چاہا۔

اے میرے باپ جو کچھ میں نے کیا وہ مجبوری تھی داؤد جب گھر میں آئے وہ

بڑے بدحواس تھے میرے خیال میں انہیں آپ سے خطرہ تھا اور دیکھ میرے باپ اگر میں انہیں بھاگنے نہ دیتی تو وہ یقیناً مجھے مار ڈالتے طالوت اپنی بیٹی کے اس جواب پر مطمئن ہو گیا اور واپس چلا گیا تھا۔

اپنے گھر سے بھاگ کے داؤد نے رامہ کا رخ کیا اور سیدھے اللہ کے نبی سموئیل کے پاس پہنچے سموئیل نے جب داؤد کو اپنے سامنے اس قدر بدحواس اور گھبرایا ہوا دیکھا تو وجہ پوچھی جواب میں داؤد کہنے لگے اس طالوت نے میری زندگی اجیرن بنا کے رکھ دی ہے اسے وہم ہو گیا ہے کہ اس کی جگہ لوگ مجھے بنی اسرائیل کا بادشاہ تسلیم کر لیں گیا میں بار بار اس کو تسلی دیتا رہا اس کے شبہات دور کرتا رہا لیکن اس نے میری کسی بات کا اعتبار نہیں کیا بار بار اس نے مجھے فلسطیوں کے مقابلہ میں چھوٹے سے چھوٹا لشکر دیتے ہوئے میری جان کو گنوانا چاہا لیکن خداوند نے مجھے ہر معرکہ میں کامیاب رکھا اب وہ میری جان کے درپے ہے اب میں گھر سے بھاگ کر آیا ہوں اس نے کچھ مسلح جوان میرے گھر کی طرف روانہ کئے تھے تاکہ مجھے قتل کر دیں بس میں کھڑکی سے کود کے آپ کی طرف بھاگ کے آیا ہوں۔

داؤد کے اس انکشافات پر پر سموئیل طالوت کے سلسلہ میں نہایت برہم اور برافروختہ ہوئے بہرحال سموئیل نے داؤد کو اپنے ساتھ رکھ لیا اور وہ ان کے ساتھ دین کے کاموں میں شامل ہو گئے۔

ادھر طالوت کو جب خبر ہوئی کہ داؤد بھاگ کے سموئیل کے پاس رامہ چلے گئے ہیں تو اس نے کچھ قاصد بھجوائے تاکہ داؤد کو پکڑ کر لائیں یہ قاصد جب سموئیل کے پاس گئے تو خداوند نے ان کی حالت کو ایسا بدلا کہ داؤد کو حاصل کرنے کے بجائے وہ بھی سموئیل کے وعظ میں مصروف ہو گئے۔

ان حالات کی خبر جب طالوت کو پہنچی تو اس نے مزید قاصد بھیجے پر وہ بھی سموئیل سے متاثر ہو کر ان کے ساتھ مل گئے اس طرح تیسری بار قاصد طالوت نے بھجوائے پر طالوت کی بد قسمتی وہ قاصد بھی سموئیل کیساتھ مل گئے تھے یہ صورتحال طالوت کے لئے اب ناقابل برداشت تھی لہذا وہ خود اپنے مسلح دستوں کے ساتھ رامہ کی طرف روانہ ہوا لیکن طالوت کی بد قسمتی جب وہ اس گروہ میں شامل ہوا جو گروہ سموئیل کے ساتھ مل کے وعظ کرتا تھا تو طالوت پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے گروہ میں شامل ہو۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کر وعظ و نصیحت میں مصروف ہو گیا تھا اس طرح واتی طور پر طالوت داؤد سے انتقام لینا بھول گیا تھا۔

دوسری جانب داؤد کو جب خبر ہوئی کہ طالوت اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ رامہ پہنچ گیا ہے تو وہ رامہ سے نکل کر سیدھے طالوت کے بیٹے یوتن کے پاس گئے اور کہنے لگے دیکھ یوتن آخر میرا گناہ کیا ہے میں نے تیرے باپ کے آگے کون سی تقصیر کی ہے جو وہ میری جان کا خواہاں ہو گیا ہے میں نے بنی اسرائیل کے لئے فلسطیوں کے سپہ سالار اعلیٰ کو زیر کر کے کوئی گناہ اور جرم کیا ہے یوتن تو جانتا ہے جالوت پورے بنی اسرائیل کی غیرت اور حمیت کو للکارتا تھا میں نے اس سے مقابلہ کر کے اسے زیر کیا اور بنی اسرائیل کی عزت کو سربلند کیا کیا اس کے لئے میرا یہی انعام ہے کہ تیرا باپ میری جان کے درپے ہو اور مجھے قتل کرے۔

داؤد کی اس گفتگو سے یوتن بڑا متاثر ہوا اور کہنے لگا دیکھ داؤد میں آپ کا احترام کرتا ہوں اس بنا پر نہیں کہ آپ میری بہن میکل کے شوہر ہیں قسم خداوند کی میں اس روز ہی سے آپ کو چاہتا ہوں اور آپ سے محبت کرتا ہوں جس روز آپ نے فلسطی سپہ سالار جالوت کو انفرادی مقابلہ میں موت کے گھاٹ اتارا تھا مجھے خود سمجھ نہیں آرہی کہ میرا باپ آخر کیوں آپ کا دشمن ہو گیا ہے لگتا ہے خداوند نے اس پر کوئی بری روح طاری کر دی ہے جو کبھی کبھی اس پر سوار ہو کر اسے بالکل ناپسندیدہ کام کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

جب یوتن خاموش ہوا تو داؤد پھر بولے اور اسے مخاطب کیا۔

دیکھ یوتن کل نیا چاند طلوع ہو رہا ہے اور روایت اور رسم کے مطابق نئے چاند پر مجھے لازم ہے کہ بادشاہ کے ساتھ کھانے پر بیٹھوں لیکن میں ایسا نہیں کروں گا اس لئے کہ مجھے تیرے باپ کی طرف سے جان کا خطرہ ہے اس وقت وہ بے شک سیموئیل کے گروہ میں شامل ہے لیکن مجھے امید ہے کہ نئے چاند سے پہلے ہی پہلے وہ یہاں پہنچے گا اور پھر مجھے تلاش کرنا شروع کر دے گا دیکھ تمہاری رہائش سے باہر جو کھلا میدان ہے میں پرسوں شام تک اسی میں چھپا رہوں گا اگر کل نئے چاند کے طلوع ہونے کے بعد کھانا کھانے کے لئے بیٹھتے ہوئے میں تیرے باپ کو یاد آؤں تو کہنا کہ داؤد نے مجھ سے رخصت مانگی تھی اور وہ اپنے شہر بیت لحم کے لئے جانا چاہتا تھا لہٰذا میں نے اسے بیت لحم جانے کی اجازت دے دی اس لئے کہ وہ

وہاں جا کے خداوند کے حضور قربانی گزارنا چاہتا تھا

دیکھ اگر تیری اس گفتگو سے تیرے باپ پر غصہ طاری نہ ہوا اور اس کی طبیعت ٹھنڈی رہے تو یہ جان لینا کہ اس وقت اس کے دل میں میرے لئے کوئی غصہ نہیں ہے اور اگر وہ تمہارے اس جواب سے غصہ سے بھر جائے تب یہ جان لینا کہ وہ ہر صورت میں میرے ساتھ بدی کا ارادہ رکھتا ہے اور کسی بھی صورت میں مجھے زندہ نہیں رہنے دے گا داؤد کی اس گفتگو سے یوتن بڑا متاثر ہوا اور کہنے لگا۔

دیکھ داؤد جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں آپ کے لئے مخلص ہوں میری جان بھی آپ کے لئے حاضر ہے لیکن مجھے اپنے باپ کی سمجھ نہیں آتی کبھی کبھی اس کا مزاج ایسا برہم ہوتا ہے کہ وہ سارے رشتوں کو فراموش کر دیتا ہے اگر واقعی میرا باپ تیری جان کے درپے ہے تو پھر آپ ہمارے گھر کے سامنے کھلے میدان میں جو سامنے درختوں کے جھنڈ ہیں وہاں عزل نام کا ایک پتھر ہے اس کے پیچھے چھپ جانا وہ پتھر چٹان نما ہے وہاں آپ پہلے بھی ایک بار چھپے تھے دیکھ جب نیا چاند طلوع ہو گا اور رواج کے مطابق آپ کو کھانے کے لئے میرے پاس باپ کے پاس بیٹھنا ہو گا پھر وہ مجھ سے پوچھے گا تو میں اسے کہوں گا کہ مجھ سے اجازت لے کے داؤد اپنے شہر بیت لحم جا چکے ہیں تاکہ قربانی کریں اگر اس نے اس پر برہمی کا اظہار کیا تو میں جانوں گا وہ تیرے خاتمہ کے درپے ہے اور اگر وہ پرسکون رہا تب میں جانوں گا کہ تیرے لئے سلامتی ہے۔

پر دیکھ داؤد میرے محترم! اب میں اپنے باپ کے مزاج سے یہ اندازہ لگانے لگا ہوں کہ اگر وہ اس طرح ہی آپ کے خاتمہ کے درپے ہے اور آپ کو پسند نہیں کرتا تو اگر اس موقع پر کھلم کھلا میں نے آپ کی مدافعت کی تو مجھے خطرہ ہے کہ میرا باپ مجھے بھی اپنے راستے سے ہٹا دے گا پس کھانے کے بعد جو میرے باپ کے تاثرات ہوں گے وہ میں آپ کے پاس آ کر کھل کر نہ کہہ سکوں گا اس طرح میرے باپ کو خبر ہو جائے گی اور یہ سمجھنے لگے گا کہ میں اندر ہی اندر آپ کے ساتھ ملا ہوا ہوں وہ یہ بھی خیال کر سکتا ہے کہ میں ایک طرح سے اس کے خلاف داؤد کا ساتھ دے رہا ہوں اس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ انکشاف آپ کی طرح میرے خلاف بھی اس کے ذہن میں نفرت بھر دے۔

لہٰذا چاند رات کے اگلے روز اپنے باپ کی کیفیت کا اندازہ لگانے کے بعد میں

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اپنی رہائش گاہ کے باہر کھلے میدان میں آؤں گا جس کے ایک کنارے چٹانوں کے پیچھے آپ چھپے ہوئے ہوں گے یاد رکھنا میرا باپ اب اکثر میرے ساتھ رہتا ہے اور وہ مجھ پر نگاہ رکھتا ہے اس کو کسی حد تک یہ شبہ ہو چکا ہے کہ میرا آپ سے تعلق ہے میں آپ کو جنون کی حد تک چاہتا ہوں اور ہر صورت میں آپ کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں اس موقع پر میں اکیلا ہوا یا میرا باپ میرے ساتھ ہوا تو دونوں صورتوں میں میں ایک کام کروں گا۔

اور وہ یہ کہ جس وقت میں میدان میں آؤں گا تو ایک لڑکا میرے ساتھ ہوگا میں اس چٹان کی طرف تیر چلاؤں گا جس کے پیچھے آپ چھپے ہوئے ہوں گے اور یہی ظاہر کروں گا کہ میں اپنا نشانہ آزما رہا ہوں چند تیر چلانے کے بعد جو لڑکا میرے ساتھ ہوگا اسے میں بھیجوں گا کہ وہ تیر لے کر آئے اگر میں اس لڑکے کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں کہوں کہ تیر ادھر ہیں تو آپ سمجھ لینا کہ میرا باپ غصے میں نہیں ہے اور وہ موقع آپ کی سلامتی کا ہے لہٰذا آپ پتھر کے پاس سے اٹھ کر چپ چاپ اپنے گھر چلے جانا۔

اور اگر میں اس لڑکے کو مخاطب کر کے کہوں کہ تیر ادھر ہیں تب آپ جان لینا آپ کی جان کے لئے میرے باپ کی طرف سے انتہا درجہ کا خطرہ ہے ایسی صورت میں جس جگہ کو بھی آپ اپنے لئے محفوظ خیال کریں چلے جانا۔

داؤد نے یوتن کی اس گفتگو کو پسند کیا پھر وہ طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق کھلے میدان کے کونے میں جو چٹانیں تھیں ان کے اندر چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔

OOOO

جب نیا چاند طلوع ہوا تو اس روز جب طالوت بادشاہ کھانا کھانے کے لئے بیٹھا تو دستور کے مطابق اپنی مسند کی طرف آیا اور اس کی یہ مسند دیوار کے برابر تھی۔ جب وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا یوتن اور چچازاد بھائی ابنیر بھی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے پر جو جگہ داؤد کے لئے مخصوص تھی وہ خالی رہی خالی جگہ کو تھوڑی دیر تک طالوت نے بڑے غور سے دیکھا پر اس روز طالوت نے کچھ نہ کہا وہ خاموش رہا شاید اس نے یہ گمان کیا ہوگا کہ داؤد کی طبیعت ٹھیک نہیں لہٰذا وہ آج نہیں آیا۔

پر نئے چاند کے دوسرے دن بادشاہ جب دوبارہ کھانے کے لئے بیٹھا اور اس کیساتھ اپنی اپنی نشستوں پر یوتن اور ابنیر بیٹھے جبکہ داؤد کی جگہ پھر خالی رہی تب طالوت

نے اپنے بیٹے یوتن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کیا بات ہے کہ میں یسی کے بیٹے داؤد کو یہاں نہیں دیکھتا وہ کل بھی کھانے پر نہیں تھا اور آج بھی نہیں ہے کیا تو جانتا ہے اس کی کیا وجہ ہے اس پر یوتن فوراً بول پڑا۔

اے میرے باپ! چاند رات سے پہلے داؤد میرے پاس آئے تھے اور مجھ سے اجازت لے کر وہ اپنے شہر بیت لحم کو چلے گئے ہیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ بیت لحم میں ان کے گھرانے کا ذبیحہ ہے لہٰذا میرے بھائیوں نے مجھے پیغام بھجوایا ہے کہ میں بیت لحم میں حاضر ہوں لہٰذا آپ کی غیر موجودگی میں میں نے انہیں اپنے گھر بیت لحم جانے کی اجازت دے دی۔

یوتن کا یہ جواب سن کر طالوت اس قدر برہم، اس قدر برافروختہ اور غضبناک ہوا کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ اپنے رشتے کو بھی بھول گیا اور انتہائی کھولتے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اے کج رفتار چنڈال کے بیٹے۔ کیا میں نہیں جانتا کہ تو نے اپنی شرمندگی اپنی ماں کی برہنگی کی شرمندگی کے لئے یسی کے بیٹے کو چن لیا ہے اس لئے کہ یسی کا یہ بیٹا جس کا نام داؤد ہے روئے زمین پر جب تک زندہ ہے نہ تجھے قیام ہوگا نہ تیری سلطنت کو اس لئے تو ابھی کسی کو بھیج جو اسے پکڑ کر میرے پاس لائے اس لئے کہ تیری اور میری بہتری کی خاطر اس داؤد کا مرنا از حد ضروری ہے۔

اس موقع پر یوتن نے بڑی جرأت مندی کا اظہار کیا اور اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے میرے باپ۔ وہ کیوں مارا جائے آخر اس نے کیا جرم کیا ہے جس کی سزا آپ اس کے لئے تجویز کر رہے ہیں کیا اس کا یہ گناہ ہے کہ اس نے آپ کے لشکریوں کی عزت کو بحال رکھا اس نے جالوت کا خاتمہ کر کے بنی اسرائیل کی سربلندی کو اپنے عروج تک پہنچایا۔ اس موقع پر طالوت نے مزید غصے کا اظہار کیا اس کے قریب جو نیزہ پڑا ہوا تھا اس نے اٹھایا اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے اس نے فرش پر دے مارا تھا۔ باپ کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یوتن جان گیا کہ اس کے باپ نے داؤد کو قتل کرنے کا پورا ارادہ کر رکھا ہے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوتن بڑے غصے میں دسترخوان سے اٹھ گیا کچھ کھائے بغیر وہ باہر چلا گیا تھا۔

باہر آکر یوتن نے ایک لڑکے کو ساتھ لیا تیر کمان سنبھالا اور کھلے میدان کی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

طرف گیا طالوت بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا تا کہ دیکھے کہ وہ کس رد عمل کا اظہار کرتا ہے پھر میدان میں آکر اپنے ساتھ جو تھا لڑکا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ وہ جو سامنے چٹان ہے میں اس پر نشانہ لگانے کے لئے تیر چلاتا ہوں تو تیر ڈھونڈھ کر لانا یوتن نے اس چٹان پر تیر چلائے جب لڑکا ان تیروں کو تلاش کرنے گیا تو بلند آواز میں یوتن پکارنے لگا تیر تیرے اس طرف ہیں وہ لڑکا تو کچھ نہ سمجھ سکا بس تیروں کو تلاش کرنے لگا لیکن یوتن جو پیغام داؤد کو دینا چاہتا تھا وہ ان تک پہنچ گیا تھا لہذا چٹان کی اوٹ سے نکل کر اپنے حفاظت کے لئے داؤد وہاں سے چلے گئے تھے۔

وہاں سے نکل کر داؤد بنی اسرائیل کے بڑے کاہن اخیملک کے پاس آئے پہلے کاہن عیلی کے مرجانے کے بعد اخیملک کو کاہن مقرر کیا گیا تھا جب اخیملک کے پاس داؤد آئے تو انہیں اپنے پاس دیکھتے ہوئے اخیملک اپنی جگہ سے اٹھا اور بڑے پرتپاک انداز میں ان کا استقبال کیا اور کہا اے ابو داؤد آپ اکیلے ہیں کیا آپ کے ساتھ کوئی اور نہیں اس پر داؤد نے کاہن اخیملک کو مخاطب کیا۔

دیکھ اخیملک بادشاہ نے مجھے ایک کام کا حکم کرکے کہا ہے کہ جس کام پر میں تجھے بھیجتا ہوں اور جو حکم جو میں نے تجھے دیا ہے وہ کسی شخص پر ظاہر نہ ہونے پائے سو میرے ساتھ کچھ ساتھی ہیں پر میں انہیں ایک محفوظ جگہ کھڑا کیا ہے اور تیرے پاس آیا ہوں کہ تیرے پاس کھانے کو کچھ ہو تو ہمیں دے اس لئے کہ میں بادشاہ کے ہاں سے جلدی اور عجلت میں روانہ ہوا اپنے زاد راہ کے لئے کچھ نہ کرسکا۔

اس پر کاہن اخیملک کہنے لگا دیکھ داؤد میرے پاس صرف وہ روٹیاں ہیں جو ہیکل میں لوگ نذر کے طور پر رکھتے ہیں میں ان روٹیوں کو اٹھاتا ہوں تا کہ ان کی جگہ لوگ تازی روٹیاں لائیں پر ایک شرط ہے کہ یہ روٹیاں ان لوگوں کو دی جائیں جو پاک صاف ہوں اس لئے کہ ہیکل کا یہی طریقہ ہے اس پر داؤد کہنے لگے دیکھ اخیملک تو فکر مند نہ ہو جو لوگ میرے ساتھ وہ پاک صاف ہی اور ان روٹیوں کے حقدار ہیں جس وقت کاہن اخیملک اور داؤد کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی اس وقت طالوت بادشاہ کے چرواہوں کا سردار بھی وہاں موجود تھا اور وہ یہ گفتگو سن رہا تھا پر اس نے کوئی دخل اندازی نہ کی۔ اور خاموش رہا جب کاہن نے داؤد کو روٹیاں دے دیں تب کاہن کو داؤد نے پھر مخاطب کیا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دیکھ کاہن کیا تیرے پاس جہاں کوئی نیزہ تلوار یا کوئی ایسی دوسری چیز ہے کیونکہ میں اپنی تلوار اور اپنے ہتھیار اپنے ساتھ نہیں لایا کیونکہ بادشاہ کے کام کی جلدی تھی وہ کاہن داؤد سے بڑا متاثر تھا کہنے لگا دیکھ محترم داؤد میرے پاس اس وقت فلسطیوں کے سپہ سالار اعلیٰ اور بے مثل پہلوان جالوت کی تلوار ایک کپڑے میں لپٹی ہوئی رکھی ہے یہ وہی تلوار ہے جب تو نے جالوت کے ساتھ مقابلہ کیا اسے زیر کیا اور اسی تلوار سے تو نے جالوت کا سر کاٹا تھا اگر تو وہ تلوار لینا چاہے تو حاضر ہے اس کے سوا میرے پاس جہاں کوئی ہتھیار نہیں ہے اس پر داؤد کہنے لگے۔

اگر تیرے پاس کوئی اور ہتھیار نہیں تو اے کاہن مجھے تو جالوت ہی کی تلوار دے دے اس پر وہ کاہن اٹھا اور جالوت کی تلوار اس نے داؤد کو دے دی تھی وہ تلوار حاصل کرنے اور کاہن کے پاس سے روٹیاں لینے کے بعد داؤد وہاں سے نکلے اور فلسطیوں کے بادشاہ معوک کے پاس پناہ لینے کے لئے وہ اشدود کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

خلیج عقبہ کو عبور کرنے کے بعد شارون بن علبون جبل سینا کے دامن میں یہودیوں کی اس بستی کی طرف آیا جہاں ایاہ اور نحسون نے قیام کر رکھا تھا پہلے اس نے ان دونوں کا بھید لگایا اسے پتہ چلا کہ انہوں نے بستی کے مشرقی جانب جو سرائے ہے اس میں قیام کیا ہے لہٰذا شارون بن علبون وہاں سے ہٹا اور بستی کے جنوب میں جو سرائے تھی اس میں اس نے قیام کر لیا تھا وہاں قیام کرنے اور اپنے لئے کرہ حاصل کرنے کے بعد شارون بن علبون سرائے کے مالک کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا

دیکھ محترم ان علاقوں میں میں اجنبی ہوں بنیادی طور پر میں ایک تاجر ہوں ان علاقوں میں میں مقدس مقامات کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں اس لئے کہ جبل سینا کا یہ حصہ وہی ہے جہاں پہلی بار اللہ کے نبی موسیٰ کو نبوت عطا ہوئی اور خداوند ان سے ہم کلام ہوئے دیکھ میرے ساتھ کوئی ایسا رہبر کر دے جو مجھے یہاں کے مقدس مقامات کی سیر کرائے اس کے لئے میں اسے معقول معاوضہ دوں گا۔

شارون بن علبون کی اس گفتگو سے سرائے کے مالک کا چہرہ خوشی میں تمتما اٹھا اور وہ کہنے لگا دیکھ اجنبی تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں میری سرائے میں ایک بوڑھا ہے اس کا نام یوشیب ہے وہ یہی کام کرتا ہے زائرین کو مقدس مقامات کی زیارت کراتا ہے اور یہی کام اس کی آمدنی کا ایک ذریعہ ہے تم رکو میں اسے بلاتا ہوں اس کے ساتھ ہی سرائے کا مالک اپنی جگہ سے اٹھا اور سرائے کے اندرونی حصہ کی طرف چلا گیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اس کے ساتھ ایک بوڑھا تھا اس بوڑھے نے آگر پہلے بڑے پرجوش انداز میں شارون بن علبون سے مصافحہ کیا پھر کہنے لگا میرا نام یوشیب ہے میں یہاں کے مقدس مقامات کی زیارت کراتا ہوں یہی میری آمدنی کا ذریعہ ہے اس پر شارون بن علبون کہنے لگا دیکھ بزرگ یوشیب تو میرے ساتھ ہو لے مجھے مقدس مقامات کے متعلق تفصیل سے بتا اس کے لیے میں تجھے معقول معاوضہ دوں گا یوشیب خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ میں اس کے لیے تیار ہوں جو بھی آپ مجھے معاوضہ دیں گے میں بخوشی قبول کر لوں گا شارون بن علبون کہنے لگا پھر رکو میں اپنے گھوڑے کو لے کر آتا ہوں اس پر یوشیب کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی پہلے اپنا نام بتا تیرا نام کیا ہے اس پر شارون بن علبون کہنے لگا دیکھ میرے بزرگ میرا نام شارون بن علبون ہے تب یوشیب بولا اور کہنے لگا دیکھ ابن علبون گھوڑا لانے کی ضرورت نہیں ہے جو مقامات تم دیکھنا چاہتے ہو وہ قریب ہی ہیں اور وہاں صرف پیدل جایا جا سکتا ہے۔ تم او میرے ساتھ ابھی سے اپنے کام کی ابتداء کرتے ہیں یوشیب کے اس جواب سے شارون بن علبون خوش ہو گیا تھا اور وہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

یوشیب اور شارون بن علبون دونوں کوہ طور پر چڑھ گئے پھر ایک درخت کے پاس بوڑھا یوشیب کھڑا ہو گیا اور شارون بن علبون کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ میرے عزیز یہ جو تو درخت دیکھتا ہے یہ وہی مقدس اور متبرک درخت ہے جس پر خداوند کا نور موسیٰ پر ظاہر ہوا تھا دیکھ میرے عزیز جس وقت موسیٰ مدین سے اپنی بیوی کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے تھے تو آپ نے عام راستہ چھوڑ کر غیر معروف راستہ اختیار کیا تھا موسم سردی کا تھا اور اہلیہ محترمہ قریب الولادت تھیں اور صبح شام ان کے ہاں ولادت کا احتمال تھا غیر معروف راستوں اور جنگل میں راستہ سے ہٹ کر کوہ طور کی مغربی جانب جا نکلے رات کی اندھیری سردی برفانی تھی۔

اسی حالت میں اہلیہ کو دردزہ شروع ہو گیا موسیٰ نے سردی سے حفاظت کے لئے آگ جلانا چاہی لیکن جو چقماق آگ پیدا کرنے کے لئے ان کے پاس تھا اس سے وہ آگ نہ جلا سکے اسی حیرانی و پریشانی کے عالم میں ان کی نگاہ اس کوہ طور پر پڑی دیکھا کہ ایک آگ ہے جو

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دکھائی دیتی ہے جو در حقیقت خداوند کا نور تھا پس اس آگ کو دیکھتے ہوئے موسیٰ نے اپنے اہل خانہ سے کہا کہ میں طور کے اوپر آگ دیکھتا ہوں وہاں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے آگ جلاؤں اور ممکن ہے کہ آگ کے پاس کوئی راستہ جاننے والا مل جائے تو راستہ بھی معلوم کر لوں۔

اپنی اہلیہ کو یہ پیغام دینے کے بعد موسیٰ جب کوہ طور کی اس جگہ آئے تو انہوں نے دیکھا یہ جو درخت سامنے دکھائی دے رہا ہے اس پر انہیں آگ دکھائی دی موسیٰ کے لئے وہ آگ عام سی آگ تھی جب وہ اس کے نزدیک گئے تو ایک آواز سنائی دی کسی نے انہیں پکارا تھا۔

(وہ آواز اس طرح سے سنائی دی کہ ہر جانب سے یکساں آرہی تھی اس کی کوئی جہت متعین نہ تھی اور سننا بھی ایک عجیب انداز سے ہوا صرف کانوں سے نہیں بلکہ تمام اجزا۔ جسم سے سنا گیا جو ایک معجزہ کی حیثیت رکھتا تھا۔

جس چیز کو آپ آگ سمجھ رہے تھے دراصل وہ آگ نہیں خداوند قدوس کی ایک تجلی تھی اور اس میں موسیٰ کو مخاطب کر کے خدا نے فرمایا کہ میں تمہارا رب ہوں اس بات کا موسیٰ کو اس لئے یقین آگیا کہ اول تو آگ کی حیرت انگیز حالت تھی درخت کو جلانے کی بجائے اس کی تازگی اور حسن بڑھا رہی تھی اور پھر جو آواز تھی وہ عام لوگوں کی آواز کی طرح نہیں کہ ایک سمت سے آئے بلکہ ہر سمت سے یہ آواز یکساں سنی گئی اور دوسرے صرف کانوں ہی سے نہیں بلکہ ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء بدن جو سننے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے سب اس سماعت میں شریک تھے لہذا موسیٰ جان گئے اسے خداوند قدوس کی طرف سے پکارا گیا ہے۔

ایسا کہنے کے بعد بوڑھا یوشیب تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس درخت کے پتوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگا میرے عزیز یہ وہی درخت ہے جس پر اس خداوند کا نور ظاہر ہوا تھا اور جسے آگ سمجھ کر موسیٰ طور کی طرف آئے تھے۔

(جس جگہ پر یہ درخت ہے وہ مقام کوہ طور کے دامن میں سطح سمندر سے تقریباً پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے یہاں سب سے پہلے رومن شہنشاہ قسطنطین نے 365 کے لگ بھگ کلیسا تعمیر کرایا تھا اس کے دو سو برس بعد رومیوں کے شہنشاہ جسٹنین نے

یہاں ایک خانقاہ بھی تعمیر کرائی جس کے اندر قسطنطین کے بنائے ہوئے کلیسا کو بھی شامل کر دیا گیا تھا یہ خانقاہ اور کلیسا دونوں آج تک موجود ہیں اور یونانی کلیسا کے راہبوں کا ان پر قبضہ ہے رومیوں کے شہنشاہ قسطنطین نے یہاں کلیسا اور شہنشاہ جسٹنین نے یہاں خانقاہ اس بنا پر تعمیر کرائی تھی کہ ان کا خیال تھا کہ ایک بار حضرت عیسیٰ نے اس جگہ پر اپنے حواریوں پر ظہور کیا تھا (اس خانقاہ کے راہبوں کے پاس ایک خط تھا جس کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ یہ خط انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا تھا جس کی رو سے خانقاہ والوں کو امان دی گئی تھی جس درخت پر موسیٰ نے آگ دیکھی تھی وہ درخت بھی اس کلیسا اور خانقاہ کے اندر موجود ہے مقامی روایت ہے کہ موسیٰ کو اس درخت پر سے کلام الہیٰ کی آواز سنائی دی تھی خانقاہ میں یہ روایت نسل در نسل چلی آرہی ہے کہ یہ درخت صدیوں سے ہرا بھرا چلا آرہا ہے اور آج تک موجود ہے)

شارون بن علبون چند روز تک بوڑھے یوشیب کے ساتھ جبل موسیٰ کے اوپر اور اطراف میں پرانے اور قدیم مکانات کو دیکھتا رہا اور اس دوران یوشیب اس سے کافی مانوس ہو گیا تھا اس لئے کہ یوشیب کی توقعات سے کہیں زیادہ شارون بن علبون نے اسے نقدی فراہم کی تھی شارون بن علبون نے جب دیکھا کہ یوشیب اب پوری طرح مانوس ہو گیا ہے پھر ایک روز جس وقت کہ وہ جبل سینا پر وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے شارون بن علبون نے یوشیب کو مخاطب کیا۔

بزرگ یوشیب میں یونہی ان علاقوں کی طرف نہیں آیا زیارت کے لئے ان علاقوں کی طرف آنا میرا مقصد نہیں تھا بلکہ میں اپنے کچھ دشمنوں کا تعاقب کرتے ہوئے اس سمت آیا ہوں میرے وہ دشمن تعداد میں دو ہیں اور ان دنوں انہوں نے تمہاری بستی کے مشرقی جانب جو سرائے ہے اس میں قیام کر رکھا ہے میں سرائے میں ان کے ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا اس طرح وہاں ہنگامہ اٹھ کھڑا ہو گا جو میرے لئے ایک خطرے کی صورت اختیار کر سکتا ہے دیکھ یوشیب اس سلسلہ میں تو میرے بہترین کام آسکتا ہے۔

دیکھ تو آج ہی شرقی سرائے کی طرف جا وہاں دو جوانوں کا پتہ کر ایک کا نام نحسون ہے اور دوسرے کا نام ابیاہ ہے انہیں کہنا چند روز پہلے شارون بن علبون نام کا ایک شخص نے یہاں کے مقدس مقامات دیکھنے کے لئے تمہیں اپنا راہبر مقرر کیا اور ان دنوں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دوران گفتگو اس نے مجھ پر ظاہر کیا کہ وہ صرف زیارت کے لئے اس سمت نہیں آیا بلکہ اس کے دو دشمن ہیں جنہوں نے شرقی سرائے میں قیام کر رکھا ہے ان کے نام ابیاہ اور نحسون ہیں وہ دراصل ان کا خاتمہ چاہتا ہے۔

تم انہیں یہ بھی بتانا کہ یہ انکشاف ہوتے ہی وہ بھاگا بھاگا تم دونوں کی طرف آیا تاکہ تم دونوں کی جانیں بچائے دیکھ بزرگ اخیم یوشیب جب تم ان دونوں پر یہ انکشاف کرو گے تو وہ یقین کر لیں گے وہ نہ صرف تمہارے اس کام کی تعریف کریں گے بلکہ میرے خیال میں اگر وہ انسان کے بچے ہوئے تو تجھی نقدی دے کر تمہاری مدد بھی کریں گے ان پر تم یہ بھی انکشاف کرنا کہ شارون بن علبون اس وقت جبل سینا کے اوپر گہری نیند سو رہا ہے اگر وہ اس کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

دیکھ بزرگ یوشیب اس کے بعد تمہارا یہ کام ہو گا کہ جب تم ان پر یہ انکشاف کر دو تو وہ دو طرح کا رد عمل کریں گے اول یہ کہ اگر وہ اپنے آپ کو مسلح کر کے میرا خاتمہ کرنے کے لئے جبل سینا کی طرف آئیں تو تم اپنے گھر چلے جانا میری طرف نہ آنا ان دونوں سے میں خوب نمٹوں گا اور اگر وہ اس سرائے سے نکل کر کسی اور سمت بھاگنا چاہیں پھر مجھے اطلاع کر دینا میں ان کے تعاقب کے لئے نکلوں گا اور انہیں دور بھاگنے نہیں دوں گا دیکھ یوشیب قسم خداوند عالم کی قسم مجھے اپنے آنے والے صحرائی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ دونوں دشمن اگر بھاگ کر زمین کی تہہ میں بھی اتریں گے تب بھی میں انہیں وہاں سے بھی نکال باہر کروں گا ان سے انتقام لینا میری زندگی کا سب سے اعلیٰ مقصد ہے۔ میرے خیال میں میں نے جو کہا ہے وہ تم سمجھ چکے ہو گے۔

جواب میں یوشیب تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا دیکھ ابن علبون تو میرا محسن ہے تم نے میری بڑی مدد کی ہے میں تیرا کام ضرور کروں گا اس کے ساتھ ہی یوشیب اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا دیکھ ابن علبون تو یہیں رہ میں شرقی سرائے کی طرف جاتا ہوں اور ابیاہ اور نحسون نام کے جوانوں سے مل کر جو کچھ تم نے کہا ہے ان سے کہتا ہوں پر دیکھ تم اپنی حفاظت کے لئے تیار رہنا اس پر شارون بن علبون نے یوشیب کا شکریہ ادا کیا اور یوشیب اسے تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھتا ہوا جبل موسیٰ سے نیچے اترتا چلا گیا تھا۔

بستی کے مشرق میں جو سرائے تھی اس کے ایک کمرے میں نحسون اور ابیاہ دونوں اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ اس کمرے میں بوڑھا یوشیب داخل ہوا اور اس انداز میں دروازے کے سامنے نمودار ہوا تھا جیسے وہ انتہائی خوفزدہ ہو بار بار مڑ کر پیچھے بھی دیکھتا تھا اور یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسے کسی کے تعاقب کا بھی خطرہ ہے اس کمرے میں داخل ہوتے ہی یوشیب نے بڑی نرمی میں دونوں کو مخاطب کیا۔

میرے عزیز۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو تم دونوں نحسون اور ابیاہ اگر یہ درست ہے تو پھر سنو میں تم دونوں کے لئے ایک انتہائی اہم پیغام رکھتا ہوں ایک ایسا پیغام جس میں تم دونوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے بوڑھے یوشیب کی اس گفتگو پر ابیاہ اور نحسون دونوں چونک کر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ اپنی تلواروں کے دستے پر لے گئے تھے اس کے بعد نحسون نے بوڑھے یوشیب کو مخاطب کیا۔

اے اجنبی! ہم نہیں جانتے تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور ہمارے لئے تیرے پاس کیا پیغام ہے پر گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے تو بتا تیرا نام کیا ہے اور تیرے پاس ہمارے لئے کس نوعیت کا پیغام ہے اور یہاں ہمارے سامنے جو نشست ہے اس پر بیٹھ جاؤ سکون سے کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو تمہارے کمرے میں داخل ہونے کا انداز بتاتا ہے کہ تم خوفزدہ ہو اور کسی کے تعاقب سے بھی ہٹے ہوئے ہو آرام سے بیٹھو ہمارے ہوتے ہوئے تمہیں کسی کی طرف سے بھی جان کا کوئی خطرہ نہیں اس پر یوشیب نے اپنے آپ کو سنبھالا اور ایک نشست پر بیٹھ گیا اس کے بعد جب نحسون اور ابیاہ بھی اس کے سامنے بیٹھ گئے تو اس نے گفتگو کا آغاز کیا۔

میرے عزیزو! مجھے غور سے سنو میں اس بستی کا رہنے والا ہوں اور جو لوگ یہاں کے مقدس مقامات کی زیارت کے لئے آتے ہیں انہیں یہ مقامات دکھاتا ہوں جس کے لئے وہ مجھے معقول رقم دے جاتے ہیں بس اسی سے میری اور میرے اہل خانہ کی گزر بسر ہو جاتی ہے میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ چند دن پہلے ایک نوجوان اس بستی میں داخل ہوا اس کا نام شارون بن علبون تھا۔

یہاں تک کہتے کہتے بوڑھے یوشیب کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس نے دیکھا

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

شارون بن علبون کا نام سن کر ابیاہ اور نحسون دونوں کی حالت کائی لگے گزرے لمحوں سلگتے ببول خاک پر گریہ کرتی شبنم ان گنت بے کیف لمحوں اور صدیوں کے اندھے تسلسل جیسی ہو کر رہ گئی تھی یوشیب تھوڑی دیر رک کر ان کی کیفیت کا جائزہ لیتا رہا اس کے بعد پھر بول پڑا۔

میرے عزیزو! میں تم دونوں سے کہہ رہا تھا کہ چند دن پہلے شارون بن علبون نام کا ایک نوجوان اس بستی میں داخل ہوا اس نے بستی کی جنوبی سرائے میں قیام کیا پھر اس نے میری خدمات حاصل کیں وہ یہاں کے مقدس مقام دیکھنا چاہتا تھا تین چار روز میں اسے جبل سینا میں گھماتا رہا یہ کل کی بات ہے میں اس کے پاس جب گیا تو وہ کسی شخص سے باتیں کر رہا تھا اور اس پر یہ انکشاف کر رہا تھا کہ وہ اس بستی میں مقدس مقامات کی زیارت کے لئے نہیں آیا بلکہ بستی کی شرقی سرائے میں نحسون اور ابیاہ نام کے دو جواں ٹھہرے ہوئے ہیں ان کے تعاقب اور ان سے انتقام لینے آیا ہے۔

گفتگو سن کر میں واپس چلا گیا تھوڑی دیر بعد میں آیا تو جس شخص سے وہ گفتگو کر رہا تھا وہ اس کے ساتھ نہیں تھا میں نے اسے گھمایا پھرایا اس نے رات بھر مجھے اپنے ساتھ رکھا آج مجھے تھوڑا سا وقت ملا تو میں بھاگ کر تم دونوں کی طرف آیا میں نے سرائے کے مالک سے تم دونوں کا پتہ کیا اس نے بتایا کہ تم دونوں یہاں ہو اب میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ اس شخص سے بچ کر رہنا وہ تمہاری زندگی کے درپے ہے ایسا کہنے کے بعد بوڑھا یوشیب خاموش ہو گیا اس کے اس انکشاف پر نحسون اور ابیاہ دونوں چونک جانے والے انداز میں تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے اس کے بعد نحسون نے یوشیب کو مخاطب کیا۔

دیکھ میرے بزرگ! تیری بڑی مہربانی تو نے ہمیں یہ اطلاع کی تمہارا اندازہ درست ہے یہ شارون بن علبون واقعی ہمارا بدترین دشمن ہے اس کے ساتھ ہی نحسون پیچھے ہٹا نقدی کی ایک تھیلی سے چند سکے نکال کر یوشیب کی ہتھیلی پر رکھے پھر کہنے لگا۔

تو مزید اس کے متعلق کہہ تا کہ ہم اس پر وارد ہوں اور قبل اس کے کہ وہ ہمارا خاتمہ کرے ہم پہلے ہی اسے موت کے گھاٹ اتار دیں اس پر بوڑھا یوشیب پھر بول پڑا۔

میرے دونو عزیزو! میرا نام یوشیب ہے اگر تم اس سے واقعی ہی اپنے لئے خطرہ

محسوس کرتے ہو اور جو اطلاع میں نے دی ہے وہ درست ہے اور یہ کہ وہ تمہارا دشمن ہے اور تمہاری جانوں کے درپے ہے تو پھر دیر نہ کرنا ابھی تمہارے پاس بہترین موقع ہے اس کی غلفت سے فائدہ اٹھا کر تم اسے موت کی گہری نیند سلا سکتے ہو اس پر ابیاہ نے چونک کر پوچھا کیا شارون بن علبون اس وقت کسی ایسی جگہ ہے جہاں ہم آسانی سے اس سے انتقام لے سکتے ہیں دیکھ میرے بزرگ یہ شارون بن علبون واقعی ہمارا بدترین دشمن ہے اور ہماری جانوں کے درپے ہے اس سے پہلے وہ ہمارے دو جوانوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے اب اگر اس پر حملہ آور ہونے کے لئے ہمیں مناسب موقع ملے تو ہم اس کا حلقوم کاٹنے میں دیر نہیں لگائیں۔

دیکھو میرے عزیزو! اس شارون بن علبون کا خاتمہ کرنے کے لئے تمہیں اس سے بہترین موقع نہیں ملے گا میں اسے اس وقت جبل موسیٰ کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں وہ وہاں گہری نیند سویا ہوا ہے یوشیب کے اس انکشاف پر نحسون اور ابیاہ کی آنکھیں امید سے چمک اٹھیں تھیں پھر نحسون نے اسے مخاطب کیا۔

دیکھ محترم یوشیب۔ کیا تو جبل موسیٰ کے اس مقام تک ہماری راہنمائی کر سکتا ہے جہاں بقول تمہارے شارون بن علبون اس وقت گہری نیند سویا ہوا ہے اس پر اپنے آپ پر مصنوعی کپکپی طاری کرتے ہوئے یوشیب کہنے لگا۔

میرے عزیزو۔ میں تمہارے ساتھ جانے کے لئے تیار تو ہوں لیکن میں جبل موسیٰ کے اوپر اس جگہ تک نہیں جاؤں گا جہاں وہ اس وقت سویا ہوا ہے دیکھو میں گذشتہ چار پانچ دن سے اس کے ساتھ کام کر رہا ہوں اور اس کے ساتھ رہتے ہوئے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ وہ انتہائی خوفناک قسم کا نوجوان اور مہلک قسم جنگجو ہے لہذا میں تم دونوں کے پیچھے پیچھے جبل سینا تک جاؤں گا اور نیچے کھڑے ہو کر اس مقام کی طرف اشارہ کر دوں گا جہاں وہ اس وقت گہری نیند سویا ہوا ہے اس کے بعد میں وہاں سے چلا جاؤں گا۔ میں اس کے سامنے نہیں جانا چاہتا آگے تم جانو اور تم دونوں کا کام بس میں نے تم دونوں کی زندگیوں کو کیونکہ خطرے میں دیکھا تھا لہذا شارون بن علبون کی صورت میں جو تم دونوں کے لئے خطرہ ہے اس سے میں نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے اب اگر تم جبل موسیٰ تک میری رہنمائی چاہتے ہو تو آؤ میرے ساتھ میں تمہیں اس مقام کی نشاندہی کرتا ہوں جہاں وہ اس

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

وقت سویا ہوا ہے۔

یوشیب کی اس پیشکش پر نحسون اور ابیاہ دونوں خوش ہو گئے تھے پھر ابیاہ کہنے لگا دیکھ یوشیب تو تھوڑی دیر یہاں رک ہم دونوں تیاری کر لیں پھر ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں یوشیب اپنی جگہ پر رک کر ان کا انتظار کرنے لگا وہ جلدی جلدی تیار ہوئے اپنے جسموں پر انہوں نے ہتھیار سجائے اپنے کمرے سے نکل کر یوشیب کے ساتھ وہ اصطبل کے قریب آئے دونوں نے اپنے گھوڑوں کو نکالا نحسون نے یوشیب کو اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کرا لیا پھر وہ جبل سینا کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

جبل سینا کے دامن میں جا کر ایک جگہ یوشیب نے دونوں کو رکنے کا اشارہ کیا جب انہوں نے اپنے گھوڑوں کو روکا تو رکاب میں پاؤں جماتے ہوئے یوشیب نیچے اترا پھر جبل سینا کے اوپر ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ کہنے لگا وہ جو سامنے درخت تم دیکھ رہے ہو اسی کے نیچے اس وقت شارون بن علبون گہری نیند سویا ہوا ہے اس سے نبٹنے کے لئے تمہیں اس سے بہتر موقع کوئی اور نہیں ملے گا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ اپنے گھوڑوں کو یہیں باندھو اوپر جاؤ اور اس کا کام تمام کر دو ورنہ میرے خیال میں آنے والی شب وہ تم پر وارد ہو گا اور تمہیں لہولہو کر کے رکھ دے گا دیکھو میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔

اس لئے تم مجھے انعام سے بھی نواز چکے ہو میں تم دونوں کا بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں اب میں جاتا ہوں تم اپنے کام کی ابتدا کرو اس کیساتھ ہی یوشیب وہاں سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

یوشیب کے جانے کے بعد نحسون اور ابیاہ دونوں نے ایک جگہ کھڑے ہو کر آپ اس میں بڑے رازدارانہ صلاح مشورے کئے اس کے بعد دونوں نے کوئی فیصلہ کرتے ہوئے جبل سینا کے دامن میں ایک درخت کے ساتھ اپنے گھوڑوں کو باندھ دیا پھر وہ کوئی کھٹکا کئے بغیر بڑی رازداری سے کوہستان سینا پر چڑھنے لگے تھے۔

جس درخت کی یوشیب نے نشاندہی کی تھی اس سے ذرا ہی فاصلے پر انہوں نے اپنی ڈھالیں اور تلواریں سنبھال لیں تھی اور پھر جب وہ اس درخت کے پاس اس کوہستانی سلسلے کے اوپر گئے تو انہوں نے دیکھا اس درخت کے نیچے کچھ بھی نہیں تھا تب نحسون نے ابیاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

ابیاہ میرے بھائی۔ کیا اس بوڑھے نے ہمارے ساتھ دھوکہ دہی کی ہے اس نے کہا تھا کہ اس درخت کے نیچے شارون بن علبون گہری نیند سویا ہوا ہے اور تم دیکھتے ہوئے کہ درخت کا سارا سایہ ہی خالی ہے نحسون اس سے آگے بھی کچھ کہنا چاہتا تھا کہ خاموش ہو گیا اس لئے کہ عین اسی لمحہ فضاؤں میں ایک ایسا ہولناک قہقہہ بلند ہوا جس سے اچھے اچھوں کے دل دھک کر رہ جائیں اس قہقہے کی آواز سنتے ہوئے نحسون اور ابیاہ دونوں مستعد ہو گئے تھے اپنے بائیں ہاتھوں میں ڈھالیں لہرائے ہوئے اپنی ننگی تلواریں ان دونوں نے اپنے سامنے کر لیں تھیں عین اس وقت ایک دوسرے درخت کی اوٹ سے شارون بن علبون ان کے سامنے آیا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بدبختو! اس بوڑھے نے تمہارے ساتھ دھوکہ اور فریب نہیں کیا میں یہیں ہوں اور تم دونوں ہی کا انتظار کر رہا تھا اس پر نحسون کہنے لگا اس بدبخت نے یقیناً ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے وہ ہمیں یہ کہہ کر یہاں لایا ہے کہ تم اس درخت کے نیچے گہری نیند سوئے ہوئے ہو سکتا ہے اس بوڑھے نے سارا کام تمہارے ہی ایما پر کیا ہے پر سن شارون بن علبون جبل موسیٰ کی ان بلندیوں پر اگر تو یہ خیال کر رہا ہو کہ ہم دونوں سے ٹکرانے کے بعد تو ہمیں زیر کرے گا تو یہ تیری بھول ہے ہم تو خود تیری تلاش میں تھے اس پر شارون بن علبون نے پھر ایک خوفناک قہقہہ لگایا۔

دیکھ نحسون تم بکتے ہو اگر تم میری تلاش میں ہوتے تو میرے آگے آگے مدین سے اس سمت نہیں بھاگتے اگر تم میری تلاش میں ہوتے مدین کی سرائے میں مجھ سے ڈٹ کر مقابلہ کرتے یوں چوروں کی طرح خلیج عقبہ کو عبور کر کے صحرائے سینا کی طرف نہ بھاگ آتے کیا تم نے سمجھ لیا تھا کہ ایسا کر کے تم اپنے آپ کو محفوظ کر رہے ہو تم نے یہ نہ خیال کیا کہ جس طرح تم نے خلیج عقبہ کو عبور کیا اس طرح میں بھی اسے عبور کر کے تمہارے تعاقب میں آسکتا ہوں دیکھ مدین کے سرائے کا وہ مالک جس نے اپنے چار محافظ میرے پیچھے لگائے تھے وہ مدین سے نواح میں ایک بستی کی طرف بھاگا تھا پر میں نے اس کا تعاقب کر کے اس کا کام تمام کر دیا اب تمہارے پیچھے آیا ہوں اور تم دونوں اپنی بدبختی کو پکارتے ہوئے کوہستان سینا میں میرے سامنے ہو اور دیکھو اب موت کس کے لئے اپنا دامن پھیلاتی ہے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سنو نحسون اور ابیاہ تم مدین سے تو میرے سامنے سے بھاگ کر اس جبل موسیٰ کی طرف آ گئے پر یہاں سے میں تمہیں بھاگ کر کہیں اور نہ جانے دوں گا اسی جبل موسیٰ کو تمہاری زندگی کی آخری آرام گاہ بناؤں گا سنو نحسون اور ابیاہ ذرا آسمان پر جبل سینا کے اوپر بھورے بادلوں کے قافلوں کی طرف دیکھو ان کے اندر تمہیں اپنے مقدر کی لکیریں رقص کرتی دکھائی دیں گی جبل سینا کے اطراف میں پھیلے ہوئے صحرائے سینا پر نگاہ دوڑاؤ تم یقیناً زرد صحرا کی اس کوکھ کے اندر اپنی موت کے اجنبی قدموں کی چاپ اور دکھ کی پیلی کونپلوں کی باس محسوس کرو گے میں تمہیں اپنے سامنے سے بھاگنے نہیں دوں گا جبل سینا کے اسی سلسلے کے اوپر تم دونوں کو میں اپنے مفہوم سے ناآشنا بے لفظ نقطے جیسا بے وقعت سناٹوں کے پھیلے اس جنگل میں ٹوٹے بکھرے اجڑے مکانوں جیسا ویران کر کے رکھوں گا نحسون اور ابیاہ یہ مت خیال کرنا کہ میں نے یوشیب نام کے بوڑھے کے ذریعے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے تم دونوں کو سرائے سے اس جبل سینا کی طرف بلایا ہے ذرا اپنے کردار کو بھی یاد رکھنا کہ کس طرح تمہارے دوست زربائیل نے خانہ بدوش قبیلے کے سردار عاموس اور اس کی بیٹی کو دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے سافط بن عدی کے کمرے کی طرف بلایا اور راستے میں قتل کر دیا دیکھو ابیاہ اور نحسون زندگی کے میدانوں میں جو کھیل تم نے کھیلا وہی اس جبل سینا پر میں تمہارے ساتھ کھیلوں گا۔

شارون بن علبون جب خاموش ہوا تو نحسون نے اسے مخاطب کیا۔

دیکھ ابن علبون! اپنی حدود سے تجاوز مت کرو اور نہ ہی اتنی بڑھ چڑھ کر باتیں کرو ہم تمہارے سامنے بچے نہیں ہیں تمہارے ساتھ تیغ زنی کا وہ کھیل کھیلیں گے کہ تمہیں بوکھلا کر رکھ دیں گے یہ مت خیال کرنا کہ ہم تمہارے سامنے بھاگ جائیں گے ہرگز نہیں ہم تو تم پر لہو لہو کر دینے والی ضربیں لگائیں گے پھر میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنی حدود سے مت نکلو اور لاف زنی پر مت اترو اس لئے کہ کبھی کشتی طوفانوں کو چکرا دیتی ہے تیلیاں پتھروں کو برما دیتی ہیں۔ کبھی شعلوں میں برف نقاب الٹ دیتی ہے شبنم سے آنچ نکل آتی ہے کبھی راکھ میں مشامِ خیالات بھوبل میں نئی رتوں کی خوشبو اٹھ کھڑی ہوتی ہے کبھی ذروں میں گل رنگوں کی مہک، دھوئیں میں روشنی کی تیرگی کے مناظر دکھائی دینے لگتے ہیں کبھی دھول میں کرنوں کے آنچل کبھی رات مہتاب کی مشعل خود سنبھالتی ہے کبھی موجہ آپ شعلوں کو

گداز عطا کر دیتا ہے دیکھ ابن علبون اب جبکہ اس کوہستان سینا پر تیرا ہمارا سامنا ہو ہی چکا ہے تو ہم تیری زیست کی راہوں کو موت کے پراسرار سفر میں بدلیں گے تیری ساری جرأت مندی دلیری کو سرد آہوں کے کھلے ویرانوں اور خوابوں کے نوچ کر پرندے جیسی بنا کر رکھیں گے سن ابن علبون ہم دونوں تیری ہر سانس کو منتظر تیرے ہر خواب کا ان ویرانوں میں بے تعبیر کریں گے۔

شارون بن علبون تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر ان کا جائزہ لیتا رہا پھر انتہائی غصے جوش اور غضبناکی میں اپنی تلوار کو وہ اپنے سامنے لہراتے ہوئے کہنے لگا اے دونوں بدبختو! میں تم دونوں کو ظلمت کی گھٹا۔ نفس پرستی کا طوفان سمجھ کر صفحہ قرطاس پر نغمہ پرسوز لکھتے قلم کی طرح گھسیٹوں گا سنو ابیاہ اور نحسون میں اپنے چاہنے والوں کی راز صداقت کھولتی رفاقت رگوں میں امرت گھولتے مشروب اور کوہستانی جھرنوں کی لے جیسا بے ضرر اور خوش نوا ہوں لیکن تم جیسے دشمنوں کے لئے میں موت کی پرآفت وادیوں اور صحرا کی بیکراں ویرانیوں کی مانند ہو تم مجھے اشدود شہر کے تیغ زنی کے مقابلے میں تیغ زنی کا اظہار کرتے ہوئے کئی بار دیکھ چکے ہو سنو تم جیسے بدبختوں کو میں ادھوری تحریر ناگفتہ معانی خزاں میں دفن سپنوں اور نازک ترین احساس کی لوح گرد آلود کی طرح اپنے آگے بھگاتا چلا جاتا ہوں۔

شارون بن علبون کی اس گفتگو کے جواب میں ابیاہ اور نحسون نے تھوڑی دیر تک معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا اس کے بعد دونوں عجیب سے انداز میں نعرے مارتے ہوئے کھولتے لاوے کی ابلتی ندیوں اور شور کے کاندھوں پر سوار آندھیوں کی طرح اپنی تلواریں لہراتے ہوئے آگے بڑھے اس کے بعد انہوں نے اوہام کے کالے بادلوں درد کی نئی سوغاتوں اور ذہن کے آکاش پر منڈلاتی وحشی یادوں کی طرح شارون بن علبون پر حملہ کر دیا تھا۔

شارون بن علبون نے بڑی جرأت مندی اور بڑی دست درازی اور بڑی مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دونوں کے حملوں کو باسانی روکا تھا تھوڑی دیر تک وہ اسی طرح ان کے حملوں کا اندازہ لگاتا رہا تھا اس کے بعد اس نے اپنی جارحیت اختیار کی ان کے حملوں کو روکنے کے ساتھ ساتھ وہ انجانے سرکش جذبوں خودسر بگولوں اور خواہشوں کی منہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

آندھیوں کی طرح ان پر جوابی حملے بھی کرنے لگا تھا۔

اپنے حق میں نتائج کو کرنے کے لئے شارون بن علبون برابر دائیں بائیں آگے پیچھے ہوتے ہوئے ان پر حملہ آور ہونے کے لئے مناسب جگہ کی تلاش میں تھا پھر اچانک ایک جست اس نے اپنے بائیں جانب لی اب اس کے سامنے نحسون تھا اس کے وار کو ڈھال پر روکنے کے بعد کچھ اس انداز میں شارون بن علبون نے اپنی تلوار گرائی کے اس کی تلوار نحسون کو شانے سے نیچے تک کاٹتی چلی گئی تھی جبل سینا کی ان اترائیوں میں نحسون نے زمین پر گرتے ہوئے کربناک چیخ ماری اس کے بعد وہ دم توڑ گیا تھا۔

نحسون کے مرنے پر ابیاہ کی حالت خشک ہونٹوں پر تشنگی کے پہرے صحرائی کوکھ میں جنم لیتی بانجھ تحریر اور کرم خوردہ عہد ناموں جیسی ہو کر رہ گئی تھی اس موقع پر شارون بن علبون نے ابیاہ کو مخاطب کیا سن ابیاہ! تم جیسے بدبختوں کے لئے میں ٹھوکر کو مقدر بناتا راستے کا پتھر اور گھٹن کی وحشت پھیلاتا خوف کا آنچل ثابت ہوتا ہوں دیکھ ابیاہ میں نے تیرے ساتھی نحسون کا کام تمام کر دیا ہے وہ زمین پر گر کر دم توڑ چکا ہے اب تیری باری ہے جس طرح جبل موسیٰ کے ان پتھروں نے نحسون کو خون میں لت پت موت کی گود میں گرتے دیکھا ہے اسی طرح ابیاہ اب تیری بھی باری ہے برسوں سے بنی اسرائیل کی حرکات کو اپنے سینے میں چھپائے یہ جبل سینا اب تیری بے بسی اور میرے سامنے تیری ویرانی کو دیکھے گا اس کے ساتھ ہی شارون بن علبون بڑے خون خوار انداز میں آگے بڑھا اور ابیاہ پر اس نے حملہ کر دیا تھا ابیاہ پر اپنے ساتھی نحسون کے مارے جانے کا خوف تھا تھوڑی دیر تک وہ الٹے سیدھے ہاتھ مارتے ہوئے اپنا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ شارون بن علبون کے حملوں کو روکنے کی بھی کوشش کرتا رہا پر شارون بن علبون لمحہ بہ لمحہ اس کے لئے بگولوں سے طوفان اور لہروں سے بھنور کی صورت اختیار کرتا چلا جا رہا تھا اچانک ابیاہ کو اپنے آگے آگے بھگاتے ہوئے شارون بن علبون نے اس کے پیٹ میں لات دے ماری بس یہ لات لگنی تھی کہ بری طرح ہوا میں اچھلتا ہوا ابیاہ جبل سینا کی ایک چٹان کے ساتھ جا گرا اور کراہ کر جس وقت گرا تھا عین اسی موقع پر جست کے انداز میں شارون بن علبون آگے بڑھا اور ابیاہ کو بھی اس نے کاٹ کر رکھ دیا تھا ابیاہ کے کپڑوں سے اپنی تلوار کو صاف کرنے کے بعد شارون بن علبون نے اپنی تلوار نیام میں کی پھر وہ جبل سینا پر سجدہ ریز ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"اے میرے اللہ اے میرے خدا۔ میں تیرا ممنون اور شکر گزار ہوں کہ ان دو دشمنوں کے مقابلے میں اس جبل سینا اور طویٰ کی مقدس وادی میں تو نے مجھے کامیابی اور کامرانی عطا کی میرے اللہ تو ہی ورائے ادراک تعظیم کے جال پھیلاتا ہے تو ہی عصر رواں کو بیڑیوں میں جکڑ کر رکھتا ہے میرے اللہ تخیر آشنا افکار کو اڑتے بادلوں کی طرح ابر کی بوندوں میں کہکشاں کی طرح تو ہی چھینٹا ہے میرے اللہ تو ہی افق در افق سے جہت خوابیدہ اسرار کو بیدار کرتا ہے تو ہی قصر اصنام میں واحدانیت کے جگنو روش کرتا ہے میرے اللہ پھولوں کو رنگ اور خوشبو تیری عطا کردہ ہے میرے اللہ میں تیرا شکر گزار تیرا انتہائی ممنون ہوں کہ تو نے دشمنوں کی تند زبان کے انگاروں اور ان کے پر تو شیطانی کے سامنے مجھے ایک علامت کمال اور کشت زرکار بنا کر لا کھڑا کیا میرے اللہ میں تیری ہی ذات سے دعا گو اور ملتجی ہوں کہ اے خداوند تو ہمارے آنے والے صحرائی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں آئندہ بھی مجھے میرے دشمنوں کے مقابلے میں کامیابیاں اور فتح مندیاں عطا کرنا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد شاروان بن علبون خاموش ہو گیا اپنی جگہ وہ اٹھ کھڑا ہوا جبل سینا کے اطراف میں وادی طویٰ پر گہری نگاہ ڈالی پھر وہ پرسکون انداز میں جبل سینا کی اترائیاں اتر رہا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

داؤد کے اس طرح ہاتھ سے نکل جانے سے طالوت بڑا پریشان اور بڑا فکر مند ہوا تھا اس کے ذہن میں کسی نے یہ بات بٹھادی تھی کہ اس کی جگہ داؤد کو بنی اسرائیل کا بادشاہ تسلیم کر لیا جائے گا اور وہ طالوت کی نسلوں کو برباد کر کے رکھ دے گا۔

ایک روز طالوت اپنی رہائش گاہ کے قریب جھاؤ کے ایک درخت کے نیچے اپنا بھالا اپنے ہاتھ میں لئے بیٹھا تھا اور اس کے خادم اسکے چوگرد کھڑے تھے تھوڑی دیر تک وہ ہاتھ میں پکڑے بھالے کے ساتھ کھیلتا پھر اپنے خدام کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

سنو اے بنیامینو! کیا یسی کا بیٹا داؤد تم میں سے ہر ایک کو کھیت یا تاکستان دے گا اور تم سب کو ہزاروں اور سینکڑوں کا سردار بنا دے گا جو تم سب نے اس کے حق میں میرے خلاف سازش کر رکھی ہے اور سنو میرا بیٹا یسی کے بیٹے داؤد کے ساتھ کوئی عہد و پیما کرتا ہے جو اسے نہیں کرنا چاہیئے تو تم میں سے کوئی بھی اس کی گفتگو اور بات چیت کو مجھ پر ظاہر نہیں کرتا میں داؤد کے بچ جانے کی وجہ سے دکھی اور پریشان ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی میرے غم اور میرے اس دکھ میں شامل نہیں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میرا اپنا بیٹا یونتن درپردہ میرے دشمن کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ سنو داؤد خود بھاگ گیا ہے لیکن اپنی بیوی کو یہیں چھوڑ گیا ہے اس کی بیوی جو میری بیٹی ہے اب میں اسے کبھی داؤد کے پاس رہنے نہ دوں گا۔

جس وقت طالوت نے یہ گفتگو کی تھی اس وقت اس کے چرواہوں کا سردار بھی

وہاں موجود تھا اسے ادومی کہہ کے پکارتے تھے یہ وہی ادومی تھا جس وقت داؤد نے کاہن اخیملک سے جالوت کی تلوار حاصل کی تھی تو یہ ادومی سب کچھ دیکھ رہا تھا اس موقع پر چرواہوں کے اس سردار نے طالوت کو مخاطب کیا۔

ہم سب آپ کے جانثار تابع اور فرمانبردار ہیں میں آپ پر انکشاف کروں کہ جب داؤد آپ سے اپنی جان بچا کر بھاگا تو اس کے بعد میں نے اسے نوب کے قصبے میں کاہن اخیملک کے پاس دیکھا تھا اخیملک نے نہ صرف یہ کہ داؤد کو روٹیاں اور زادراہ دی بلکہ فلسطیوں کے سالار اعلیٰ جالوت کی تلوار جو کپڑے میں لپٹی اس کے پاس محفوظ تھی وہ بھی اس نے داؤد کے حوالے کر دی تھی۔

ادومی کے اس انکشاف پر غصے اور غضبناکی میں طالوت بڑا برہم اور پیچ پا ہوا اسی وقت اس نے نوب قصبے کی طرف قاصد بھجوائے اور وہاں جس قدر کاہن تھے ان سب کو اپنے پاس طلب کیا یہ سارے کاہن جب طالوت کے سامنے پیش ہوئے تو طالوت نے ان سب کو انتہائی غصے اور غضبناکی میں دیکھا پھر اس نے بڑے کاہن اخیملک کو مخاطب کیا۔

دیکھ اخیملک تم نے اور یسی کے بیٹے داؤد نے کیوں میرے خلاف سازش کی ہے مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ جب میرے ہاں سے بھاگ کر گیا تو نے نہ صرف اسے روٹیاں اور زاد راہ بھی مہیا کیا بلکہ اسے وہ تلوار بھی دی جو تیرے پاس محفوظ تھی اور جو کبھی فلسطیوں کے سپہ سالار جالوت کی تھی تو نے داؤد کی مدد اس لئے کی کہ وہ آنے والے دنوں میں میرے خلاف گھات لگائے میری جان کا دشمن بنے اور میری نسلوں کی تباہی اور بربادی کا باعث بنے

طالوت کی اس گفتگو کے جواب میں اخیملک نے بڑی جرأت مندی اور بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے بادشاہ آپ کے لواحقین میں سے کوئی بھی داؤد جیسا نہیں وہ نہ صرف یہ کہ تمہارا داماد ہے تمہارے دربار میں حاضر ہوا کرتا تھا بلکہ تیرے گھرانے میں ہمارے خیال کے مطابق وہ سب سے معزز ہے اے بادشاہ ہم تو داؤد کی اس لئے قدر عزت کرتے ہیں کہ اس کا تمہارے ساتھ تعلق ہے وہ تمہاری بیٹی میکل کا شوہر ہے اس لئے اے بادشاہ مجھ پر یا میرے لواحقین پر داؤد کے سلسلے میں کوئی الزام مت لگا اس لئے کہ ہم نہیں جانتے کہ تم سب لوگوں کے آپس میں اندرونی کیا اختلافات ہیں۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بڑے کاہن اخیملک کی اس گفتگو کو طالوت نے بے حد ناپسند کیا اس کی طرف گھورتے ہوئے طالوت کہنے لگا دیکھ اخیملک تیری گفتگو ایسی گستاخانہ ہے جس کے باعث تو تیرا باپ اور تیرا سارا گھرانہ ضرور میرے ہاتھوں مارا جائے گا اس کے ساتھ ہی طالوت نے ان مسلح جوانوں کو جو اس کے ارد گرد کھڑے تھے حکم دیا کہ مڑو اور جس قدر کاہن وہاں کھڑے ہیں سب کا خاتمہ کر دو۔

اپنے بادشاہ کا یہ حکم پا کر اس کے غلام ہچکچائے اور جھجکے دراصل وہ خداوند کے کاہنوں پر حملہ کرنے کے لئے اپنا ہاتھ نہ بڑھانا چاہتے تھے طالوت نے جب اپنے سپاہیوں کی یہ کیفیت دیکھی تو پاس ہی کھڑے اپنے چرواہوں کے سردار ادومی کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ جو تیرے سامنے اخیملک سمیت کاہن کھڑے ہیں تو ان پر حملہ آور ہو اور ان سب کا خاتمہ کر دے تیرے ساتھ جو تیرے چرواہے جو تیرے جانثار ہیں اس کام میں تو انہیں بھی اپنے ساتھ ملا لے وہ بدبخت ادومی اپنے چرواہوں کے ساتھ ان کاہنوں پر حملہ آور ہوا اور اس وقت لگ بھگ پچاس کاہنوں جو کتان کے لباس پہنے طالوت کے سامنے کھڑے تھے ان چرواہوں نے ادومی کی سرکردگی میں ان سارے کاہنوں کا خاتمہ کر دیا۔

طالوت نے یہیں تک اکتفا نہ کیا بلکہ ادومی کی سرکردگی میں ان چرواہوں کو اس نوب کے قصبے کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ نوب میں جس قدر لوگ ہیں ان سب کا خاتمہ کر دیا جائے اس لئے کہ نوب میں داؤد کو پناہ ملی زادِ راہ ملا اور وہ تلوار بھی حاصل ہوئی جو کبھی جالوت کی تھی پس وہ ادومی طالوت کا حکم پا کر نوب کے قصبے کی طرف گیا اور وہاں مردوں عورتوں لڑکوں اور دودھ پیتے بچوں کو قتل کر دیا بلکہ بیلوں گدھوں اور بھیڑ بکریوں کو بھی اس نے ہلاک کر دیا خوش قسمتی سے بڑے کاہن اخیملک کے بیٹوں میں سے ایک جس کا نام ابی یاتر تھا وہ کسی نہ کسی طرح بچ نکلا اور پناہ کی خاطر داؤد کی طرف بھاگ گیا تھا

داؤد نے ابھی تک اپنے اہل خانہ اور ساتھیوں کے ساتھ موابیوں ہی کی سرزمین پر قیام کیا ہوا تھا اور اس وقت داؤد کے ساتھ لگ بھگ چھ سو مسلح جوان تھے اسی دوران داؤد کو خبر دی گئی کہ فلسطیوں کے ایک لشکر نے بنی اسرائیل کے سرحدی علاقے اور قلعے قعیلہ پر حملہ کر دیا ہے وہ کھلیانوں کو آگ لگا رہے ہیں اور فصلیں کاٹتے چلے جا رہے ہیں داؤد کو

جب یہ خبر ملی تو وہ اپنے خداوند کو یاد کرتے ہوئے اپنے چھ سو ساتھیوں کے ساتھ فلسطیوں کے خلاف حرکت میں آئے اور ایسی جانفشانی سے فلسطیوں کے خلاف جنگ کی کہ فلسطیوں کو انہوں نے بدترین شکست دی اور قعیلہ کے قلعے پر قبضہ کرنے کے بعد انہوں نے وہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قیام کر لیا تھا بڑے کاہن اخیملک کا بیٹا جو نوب سے بھاگا تھا اور جس کا نام ابی یاتر تھا اس قعیلہ نام کے قلعے میں داؤد کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔

جنگ کے دوران طالوت کو بھی خبر ہو گئی کہ داؤد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ قعیلہ کے قلعے میں قیام کر لیا ہے۔ تو یہ جان کو اسے بڑی خوشی ہوئی اور وہ یہ خیال کرنے لگا کہ وہ اچانک قعیلہ پر حملہ آور ہو گا قلعے کے دروازے باہر سے بند کر دے گا داؤد کو اندر محصور کر دے گا اور پھر اسے مجبور کرے گا کہ وہ اپنے آپکو اور اپنے ساتھیوں کو طالوت کے حوالے کر دے اسی دوران داؤد کو خداوند کی طرف سے وحی کی گئی کہ طالوت اس پر حملہ آور ہونے کے لئے قعیلہ کا رخ کرنے والا ہے لہٰذا وہ قعیلہ سے نکل جائے خداوند کی طرف سے یہ حکم ملنے کے بعد داؤد اپنے چھ سو ساتھیوں کے ساتھ قعیلہ سے نکلے اور پناہ لینے کے لئے محفوظ جگہوں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تھے۔

داؤد نے دشت زیف میں غیر آباد قلعوں میں اپنی ساتھیوں کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی اور طالوت اپنے جاسوسوں کے ذریعے داؤد کو تلاش کرتا پھرتا تھا لیکن خداوند کیونکہ داؤد کے ساتھ تھا لہٰذا اپنی پوری کوشش کے باوجود بھی طالوت داؤد کو پکڑنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

جن دنوں داؤد نے دشت زیف میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قیام کر رکھا تھا اور ایک روز وہ اپنی پناہ گاہ سے باہر بیٹھے تھے کہ چونک پڑے اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے دیکھا سامنے کی طرف سے دھول اٹھنا شروع ہوئی تھی جو اس بات کی غمازی کرتی تھی کہ کچھ گھڑ سوار ہیں جو ان کے ویران قلعے کی طرف آ رہے ہیں جس میں انہوں نے پناہ لے رکھی ہے پہلے داؤد یہ سمجھے کہ طالوت ان کا تعاقب کرتا ہوا اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سر پر پہنچ گیا ہے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے آپ نے اپنے کچھ جاسوسوں کو روانہ کیا تاکہ پتہ کریں کہ آنے والے کون ہیں؟

تھوڑی دیر بعد داؤد کو اس کے آدمیوں نے آکر خبر دی کہ آنے والے بڑی میانہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

روی سے آرہے ہیں اور آنے والوں میں سے سب سے سرکردہ طالوت کا بیٹا اور داؤد کا بہترین دوست یوتن ہے اور اس کے ساتھ اس کے مسلح جوان بھی ہیں یوتن کا نام سن کر داؤد کو اطمینان اور تسلی ہوئی اپنے ساتھوں کے ساتھ وہ آگے بڑھا اور بڑے پرجوش انداز میں اس نے یوتن کا استقبال کیا پھر داؤد یوتن کو لے کر اس جگہ آئے جہاں وہ بیٹھے ہوئے تھے۔

اس موقع پر داؤد یوتن کو مخاطب کر کے گفتگو کو آغاز کرنا چاہتے تھے تو یوتن نے انہیں پہلے ہی مخاطب کر لیا

دیکھ داؤد میرے بھائی میں جانتا ہوں کہ اپ میرے باپ کے سامنے جگہ جگہ دھکے کھاتے پھرتے ہیں اور پناہ گاہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میرا باپ ناحق آپ کے پیچھے پڑا ہوا ہے آپ کا کوئی جرم نہیں ہے جس کی وہ آپ کو سزا دینا چاہتا ہے بس اس کے دل میں کسی نے یہ وہم بٹھا دیا ہے کہ بنی اسرائیل کی بادشاہی آپ کی طرف منتقل ہو جائے گی اور آپ بادشاہ بننے کے بعد میرے باپ کی ساری نسل کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے جبکہ ایسا نہیں ہے دیکھ میرے بھائی میں نے اپنے باپ کو سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن میری بات اس کی سمجھ میں آتی ہی نہیں وہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں آپ کا دوست خیر خواہ اور اس کا بدترین دشمن ہوں۔

دیکھ داؤد میرے بھائی میں یہاں رکوں گا نہیں میرا یہاں رکنا میرے باپ کی طرف سے میرے لئے بے شمار خطرات پیدا کر سکتا ہے۔ لہذا میں آپکو صرف یہ بتانے کے لئے آیا ہوں کہ فکر مند نہ ہونا میں طالوت کا بیٹا تمہارے ساتھ ہوں اور تمہیں اپنا بھائی بنا چکا ہوں ہر صورت میں اور ہر موقع پر میں آپ کی مدد اور آپ کی حمایت کروں گا میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ آپ بنی اسرائیل کے مستقبل کے بادشاہ ہیں اور خداوند آپ کو بڑی عزت اور توقیر عطا کرے گا۔ داؤد میرے بھائی میں اپنے ساتھوں کے ساتھ جاتا ہوں میرے ساتھ جو میرے ساتھ ہیں یہ ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی میرے یہاں آنے کی اطلاع میرے باپ کو نہیں کرے گا میں جانتا ہوں اگر میرے باپ کو شک ہو گیا کہ میں آپ سے ملنے کے لئے دشت زیف کی طرف آیا ہوں تو وہ آپ کو چھوڑ کر میرے پیچھے پڑ جائے گا اور میرا جینا حرام کر دے گا۔

اس کے ساتھ ہی یوتن نے داؤد کے ہاں سے رخصت ہونا چاہا داؤد یوتن کے

گلے ملے اس مصافحہ کیا اسے دعا دی اس کے بعد یوتن اپنے ساتھیوں کے ساتھ جدھر سے آیا تھا وہیں چلا گیا تھا۔

دشت زیف کے لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ داؤد نے اپنے چھ سو ساتھوں کے ساتھ ان کے دشت میں قیام کر رکھا ہے اور یہ کہ وہ بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت کے سامنے چھپتے پھرتے ہیں اور طالوت کو ان کی تلاش ہے اور وہ داؤد سے اپنی اور اپنے اہل خانہ کی سلامتی کے لئے خطرہ محسوس کرتا ہے تب دشت زیف کے لوگوں کا ایک وفد دشت سے نکل کر طالوت کی خدمت میں حاضر ہوا۔

طالوت کو جب خبر ہوئی کہ دشت زیف سے ایک وفد داؤد سے متعلق اسے اطلاع کرنے کے لئے اس کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے تو اس نے اس وفد کے لوگوں کو فوراً اپنے سامنے بلا بھیجا اور آنے کی وجہ پوچھی تب اس گروہ میں سے ایک نے طالوت کو مخاطب کیا۔

اے بادشاہ ہم نے سنا ہے کہ تمہیں داؤد کی تلاش ہے اور یہ کہ تم داؤد سے اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لئے خطرہ محسوس کرتے ہو۔ اس لئے تم اسے پکڑنا چاہتے ہو اور تمہار آگے آگے بھاگ رہا ہے دیکھ بادشاہ ہم تم پہ یہ انکشاف کرتے ہیں کہ داؤد نے ان دنوں اپنی چھ سو ساتھیوں کے ساتھ دشت زیف میں قیام کر رکھا ہے ہم تمہیں یہاں تک کہتے ہیں کہ ہمارے کچھ آدمیوں نے خود دشت زیف میں داؤد کو دیکھا ہے۔

ان لوگوں کے اس انکشاف پر طالوت بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا تم میرے لئے خداوند کی طرف سے مبارک ہو کیونکہ تم نے مجھ پر رحم کرتے ہوئے مجھے داؤد کا پتہ بتایا ہے اس لئے کہ اس میں شک نہیں میں داؤد کی طرف سے اپنے لئے خطرہ محسوس کرتا ہوں تم نے میرے لئے اس قدر کام کیا ہے تو سنو دشت زیف کے رہنے والوں ایک اور کام میرے لئے کرو۔

یہاں سے کوچ کرنے کے بعد تم سیدھے دشت زیف جاؤ اور وہاں اس جگہ کو تلاش کرنے کی کوشش کرو جہاں ان دنوں دشت زیف میں داؤد نے قیام کر رکھا ہے تمہارے پیچھے پیچھے میں بھی اپنے لشکر کے ساتھ دشت زیف کا رخ کروں گا میرے آنے تک تم سب کو یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ دشت زیف میں داؤد کہاں کہاں قیام کرتا ہے اور مجھے یہ

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بھی خبر ہوئی کہ وہ بڑی چالاکی سے کام لیتا ہے۔ اپنے ٹھکانے اور اپنے رہنے کی جگہ بڑی تیزی سے بدلتا رہتا ہے تم جاؤ سب سے پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ ان دنوں دشت زیف میں داؤد کا کہاں قیام ہے تم فکر نہ کرنا داؤد تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اس لئے کہ تمہارے پیچھے پیچھے میں خود بھی دشت زیف کا رخ کر رہا ہوں۔

اپنے بادشاہ طالوت کے اس رد عمل سے دشت زیف کے رہنے والے وہ لوگ بے حد خوش ہوئے اور پھر وہ طالوت کے ہاں سے واپس دشت زیف کی طرف روانہ ہو گئے تھے ان کے پیچھے ہی پیچھے طالوت بھی اپنے لشکر کے ساتھ دشت زیف کی طرف روانہ ہوا تھا۔

دوسری جانب داؤد کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ دشت زیف کے رہنے والوں نے طالوت کے پاس جا کر اس کے ٹھکانے کا پتہ بتا دیا ہے اور اب یہ کہ طالوت اپنے لشکر کے ساتھ اس کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا ہے یہ خبر ملنے کے بعد داؤد دشت زیف سے نکلے اور معون کے بیابانوں میں گھس کر وہاں انہوں نے قیام کر لیا تھا دوسری جانب طالوت کے مخبروں نے بھی اطلاع کر دی تھی کہ داؤد دشت زیف سے نکل کر معون کے بیابانوں کا رخ کر رہا تھا۔

ایک موقع ایسا بھی آیا کہ طالوت بالکل داؤد اور ان کے ساتھیوں کے قریب پہنچ گیا بیچ میں صرف ایک کوہستانی سلسلہ تھا کوہستانی سلسلے کے ایک طرف طالوت اپنے لشکر کے ساتھ بڑھتا چلا جا رہا تھا جبکہ دوسری جانب داؤد اپنے چھ سو ساتھیوں کے ساتھ طالوت کے حملے سے بچنے کے لئے بڑی تیزی سے پیش قدمی کرتے چلے جا رہے تھے طالوت کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ جس کوہستانی سلسلے کے ساتھ ساتھ وہ آگے بڑھ رہا ہے اس کی دوسری جانب داؤد پیش قدمی کر رہے ہیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو کوہستانی سلسلے کے اطراف میں کچھ اس طرح پھیلایا کہ ایک طرح سے اس نے اپنے لشکر کے ساتھ داؤد کا محاصرہ کرنا شروع کر دیا تھا۔

جس وقت طالوت اور اس کے لشکریوں نے داؤد اور اس کے ساتھیوں کا محاصرہ کرنا شروع کیا اس وقت خداوند قدوس نے داؤد کی مدد کی داؤد اس وقت انتہائی خوفزدہ اور فکر مند تھے اور انہیں خدشہ تھا کہ کسی بھی وقت کوہستانی سلسلے کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے طالوت اپنے لشکر کے ساتھ انہیں گھیر کر ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے

لیکن خدا جو دلوں کے بھید جانتا ہے اپنے بندوں کی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھا لہذا جس وقت طالوت داؤد اور اس کے ساتھیوں کو گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہا تھا اللہ نے داؤد کے بچاؤ کا ایک ذریعہ پیدا دیا۔

وہ اس طرح کہ ایک تیز رفتار قاصد عین اس وقت جبکہ طالوت داؤد کا محاصرہ کر رہا تھا طالوت کے پاس آیا اور طالوت کا اطلاع دی کہ فلسطیوں کو کہیں یہ خبر ہو چکی ہے کہ اسرائیل کا بادشاہ طالوت ان دنوں اپنے سب سے بڑے دشمن داؤد کے تعاقب میں لگا ہوا ہے لہذا فلسطی ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے ہیں اور انہوں نے بنی اسرائیل کے علاقوں پر حملہ کر دیا ہے۔

طالوت نے جب یہ بری خبر سنی تو بڑا فکر مند ہوا لہذا اس نے اپنے ملک کو بچانے کے لئے داؤد کا تعاقب ترک کر دیا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ فوراً فلسطیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا فلسطیوں اور طالوت کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں طالوت نے حملہ آور فلسطیوں کو بری طرح شکست دیتے ہوئے مار بھگایا۔

اس دوران تک داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ عین جدی کے قلعوں میں جا کے پناہ لے لی تھی طالوت جب فلسطیوں سے فارغ ہوا تو اسے خبر ہو گئی کہ داؤد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ عین جدی کے قلعہ میں پناہ لے لی ہے لہذا ایک بار پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ داؤد کے تعاقب میں نکلا اور عین جدی کے قلعوں کا اس نے رخ کیا۔

داؤد کو بھی اپنے مخبروں کی ذریعے خبر مل گئی تھی کہ طالوت نے حملہ آور فلسطی لشکر کو بدترین شکست دی ہے اور ان سے فارغ ہونے کے بعد ایک بار پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اس کے تعاقب میں نکلا ہے اور عین جدی کے قلعوں کا رخ کیا ہے۔

یہ خبر ملنے کے بعد داؤد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ عین جدی کے قلعہ کو چھوڑ کر دوسرے بیابانوں میں داخل ہوئے جہاں خاصا بڑا کوہستانی سلسلہ بھی تھا اس کوہستانی سلسلے کے اندر گھومتے ہوئے داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک بہت بڑے غار کے قریب پہنچ گئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ غار میں داخل ہوئے اور اس میں پناہ لے لی تھی۔

دوسری جانب طالوت بھی بڑی برق رفتاری عین جدی کے قلعوں کا رخ کئے ہوئے تھا جب وہ قلعہ کے نزدیک آیا تب اس کے طلایہ گردوں نے اسے یہ اطلاع دی کہ داؤد

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان قلعوں کو چھوڑ کر قریبی کوہستانی سلسلوں میں داخل ہو گیا ہے لہٰذا طالوت نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ رخ بدلا اور عین جدی کے قلعوں کی طرف جانے کے بجائے وہ قریبی کوہستانی سلسلوں کی طرف گیا اور عین اس غار کے قریب پہنچ گیا جہاں داؤد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی۔

اپنے لشکر کو طالوت نے اس غار کے عین سامنے خیمہ زین ہونے کا حکم دیا جبکہ وہ فراغت کرنے کے لئے اسی غار میں جا گھسا جس میں داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھپے بیٹھے تھے جس وقت طالوت اس غار میں داخل ہوا تو اسے داخل ہوتے ہوئے داؤد اور اس کے ساتھیوں نے بھی دیکھ لیا تھا اس موقع پر داؤد کا ایک ساتھ ان کے قریب آیا اور بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے رازدانہ انداز میں داؤد سے کہنے لگا۔

اے میرے آقا دیکھ یہ وہی دن ہے جس کی بابت خداوند قدوس نے آپ کو وحی کی تھی اور آپ کو یہ اطلاع دی تھی کہ

"دیکھ میں تیرے دشمن کو تیرے ہاتھ میں کر دونگا اور جو تیرا جی چاہے سو تو اس کے ساتھ کرنا"

اس موقع پر داؤد کے اور ساتھی بھی ان کے سامنے آئے اور بڑی رازدانہ گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگے اے ہمارے آقا یہ ایک بہترین موقع ہے طالوت اس وقت اکیلا غار میں داخل ہو رہا ہے جس میں ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں طالوت آگے بڑھتا ہے تو آپ ایسا کریں فوراً اپنی جگہ سے اٹھیں طالوت پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کر دیں اس طرح نہ صرف یہ کہ ہمیں ایسے دشمن سے نجات مل جائے گی جو ہم سب کی جانوں کے درپے ہے بلکہ اس کے خاتمے کے بعد یہ جو ہم جگہ جگہ نگر نگر پناہ حاصل کرتے پھرتے ہیں اس سے بھی ہماری جان چھوٹ جائے گی اس لئے کہ یہ سب کچھ ہم اسی طالوت ہی کے خوف سے کر رہے ہیں جب یہ مارا جائے گا تو پھر ہمیں کسی اور سے خطرہ نہیں اس لئے کہ اس کا بیٹا یوتن آپ کا بہترین دوست اور خیر خواہ ہے۔

اپنے ساتھیوں کو اس طرح ترغیب دینے کے بعد داؤد اپنی جگہ سے اٹھے اپنی تلوار انہوں نے نیام سے بے نیام کی اور جس وقت طالوت غار کے اندر آکر بیٹھا تو چپکے سے داؤد نے اس کے جبہ کا دامن کاٹ لیا تھا پھر وہ واپس اپنی جگہ آکر بیٹھ گئے جب طالوت باہر

نکلا تب داؤد نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا اور کہنے لگے۔

دیکھو میرے ساتھیو میں طالوت کو قتل نہیں کر سکتا اور خدا نہ کرے کہ میں اسے قتل کروں اس لئے کہ وہ اللہ جو میرا مالک اور خالق ہے طالوت اسی کا ممسوح ہے اور خدا مجھے یہ توفیق نہ دے کہ میں ایسا کام کروں کہ اپنے ہاتھ اس پر چلاؤں اس لئے کہ بہر حال وہ میرا محسن اور مربی رہا ہے۔

اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ گفتگو کرنے کے بعد داؤد بھی غار سے نکلے انہوں نے دیکھا ذرا فاصلے پر طالوت اپنی خیمہ گاہ کی طرف جا رہا تھا پھر پیچھے سے داؤد نے طالوت کو پکارا۔

اے طالوت تو میرے باپ کی جگہ ہے یہ بھی دیکھ کہ آج کے دن تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ خداوند نے جو تیرا اور میرا مالک رب ہے تجھے مکمل طور پر میرے ہاتھ میں کر دیا تھا میں اپنے لشکریوں کے ساتھ غار ہی میں پناہ لیئے ہوئے ہوں اور تو جب غار کے اندر آکر بیٹھا تو اس وقت اگر میں تیرا دشمن ہوتا تیری جان کے درپے ہوتا تو تجھ پر حملہ آور ہوتا اور تیرا کام تمام کر کے رکھ دیتا۔

دیکھ طالوت میرے ساتھیوں میں سے بہت نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ اس سے بہترین موقع نہیں ملے گا انہوں نے مجھے خداوند کا یہ پیغام بھی بتا دیا جو اس نے مجھ پر وحی کیا تھا خداوند نے مجھ پر انکشاف کیا تھا کہ دیکھ میں تیرے دشمن کو تیرے ہاتھ میں کر دوں گا تو جو تیرا جی چاہے تو اس کے ساتھ کرنا" دیکھ خداوند نے وعدے کے مطابق اس غار میں مکمل طور پر تجھے میرے حوالے کیا لیکن میں تجھے مارنا نہیں چاہتا اس لئے کہ میں تیرا دشمن نہیں تیرا خیر خواہ ہوں۔

دیکھ طالوت تو میرے باپ کی جگہ ہے میں نے اپنے ساتھیوں کی بات نہ مانی اور تجھے پر حملہ آور نہ ہوا ورنہ میرے اکثر ساتھی اس حق میں تھے کہ غار کے اندر تیری گردن کاٹ دوں تو اس بات پر بھی اعتبار نہیں کرے گا کہ جس غار سے تو نکلا ہے اس میں میں موجود تھا۔ دیکھ ذرا اپنے جبے کو غور سے دیکھ جس وقت تو غار کی تاریکی میں بیٹھا ہوا تھا تو میں تیرے پیچھے موجود تھا اور اپنی تلوار سے میں نے تیرے جبے کا دامن کاٹا اور تجھے پتہ بھی نہیں چلنے دیا اس موقع پر چونک کر طالوت نے جب اپنا جبہ دیکھا تو اس کا دامن واقعی ہی کٹا ہوا تھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے طالوت بڑا متاثر دکھائی دے رہا تھا اس موقع پر داؤد نے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

پھر طالوت کو مخاطب کیا۔

میری اس حرکت سے طالوت تمہیں یہ جان لینا چاہئے کہ میرے ہاتھ میں کسی طرح کی بدی برائی نہیں ہے۔اور نہ ہی میں نے تیرا کوئی گناہ کیا ہے سو تو کیوں میری جان لینے کے درپے ہے اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے تیرے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے تو پھر دیکھ خداوند تیرے اور میرے درمیان انصاف کرے اور اگر میں نے تجھ سے زیادتی کی ہے تو خداوند مجھ سے تیرا انتقام لے اور اگر تو مجھ سے زیادتی کر رہا ہے تو میرا انتقام خدا تم سے لے طالوت تو میرے ساتھ کیسی بھی زیادتی اور جبر کرے تو لکھ رکھ میں کبھی بھی تیرے خلاف اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔

طالوت میں تیرا اور اپنا معاملہ خداوند کے سپرد کرتا ہوں وہی سب سے بڑا منصف ہے میرے اور تیرے درمیان وہی فیصلہ کرے گا وہی میرا مقدمہ لڑے گا اور تیرے ہاتھوں سے مجھے محفوظ رکھے گا۔

اپنا پھٹا ہوا جبہ دیکھ کر طالوت پہلے ہی بے حد متاثر تھا اور اسے یقین تھا کہ جس غار سے وہ اٹھ کر آیا ہے اس غار میں واقعی داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا لہذا اسے یقین ہو گیا کہ اگر داؤد چاہتے تو اس غار میں اس کا کام تمام کر سکتے تھے۔۔یہ جاننے کے بعد طالوت ایسا متاثر اور پشیمان ہوا اور زور زور سے پکارنے لگا۔

اے میرے بیٹے داؤد کیا یہ تو ہے اور یہ تیری آواز ہے ساتھ ہی چلا چلا کر طالوت اپنی بدبختی پر رونے لگا تھا تھوڑی دیر بعد طالوت سنبھلا اور بلند آواز میں داؤد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ داؤد تو مجھ سے کہیں زیادہ ہے اسلئے کہ تو نے میرے ساتھ بھلائی کی ہے حالانکہ میں تیرے ساتھ برائی کی اور تو نے آج کے دن ظاہر کر دیا کہ تو نے میرے ساتھ آج کے دن ایسی بھلائی کی ہے جو کوئی کسی کے ساتھ نہیں کرتا حالانکہ میں تیرا بدترین دشمن تھا اور اگر تو غار کے اندر مجھے قتل بھی کر دیتا تو تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا خداوند نے واقعی ہی مجھے غار میں تیرے ہاتھ کر دیا تھا پس تو مجھ سے انتقام لے سکتا تھا اس لئے کہ کوئی اپنے دشمن کو اپنے پاس سے سلامت چلے جانے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

دیکھ داؤد خداوند اس نیکی کے بدلے جو تو نے مجھ سے آج کے دن کی ہے تجھے

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

نیک ہو۔ دیکھ تیرے اس رویے سے اب میں خوب اچھی طرح جان گیا ہوں کہ یقیناً تو ہی بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا اور اسرائیل کی سلطنت تیرے ہاتھ میں رہے گی سو اب مجھ سے خداوند کی قسم کھا کر تو میرے نسل کو ہلاک نہیں کرے گا اور میرے باپ کے گھرانے میں سے میرے نام کو مٹا نہیں ڈالے گا طالوت کی اس گفتگو سے داؤد اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے طالوت کے سامنے قسم کھائی کہ وہ اس یا اس کے گھرانے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے داؤد کی طرف سے یہ اطمینان ملنے کے بعد طالوت نے اپنا چولا وہاں سے اٹھایا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

یورام اور اماؤس ایک روز پھر فلسطیں کے قصبے عین دور کی کاہنہ عیرا کی خدمت میں حاضر ہوئے دونوں کی خوش قسمتی کہ جس وقت وہ اس کی حویلی میں داخل ہوئے اس وقت وہ اکیلی ہی بیٹھی ہوئی تھی اور کوئی اس سے سوال کرنے والا اور پوچھنے والا نہ تھا لہذا جو نہی وہ حویلی میں داخل ہوئے تو انہیں کاہنہ کی خدمت میں حاضر کر دیا گیا کاہنہ کے سامنے بیٹھنے کے بعد یورام نے اسے مخاطب کیا۔

اے عظیم کاہنہ آپ ہم دونوں کو پہچان چکیں ہوں گی کہ ہم پہلے بھی دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپ نے ہمیں ہمارے ساتھیوں کے قاتل شارون بن علبون کی نشاندہی کی تھی اس کیلئے ہم یقیناً تہہ دل سے ہمیشہ آپ کے شکر گزار رہیں گے پچھلی بار یہاں سے رخصت ہوتے وقت آپ نے ہمیں اطلاع دی تھی کہ ہمارے دو ساتھی نحسون اور ابیاہ خلیج عقبہ کو عبور کرنے کے بعد جبل موسیٰ کے قریب ایک یہودی بستی میں جا کے پناہ لے چکے ہیں جبکہ ہمارے دو ساتھیوں کا قاتل شارون بن علبون بھی خلیج عقبہ کا عبور کرنے کے بعد جبل موسیٰ ہی کا رخ کر رہا ہے آپ نے بتایا تھا کہ چند دن کا وقفہ ڈال ہم آئیں اور آپ ہمیں بتائیں گی کہ جبل موسیٰ کے قریب جو یہودی بستی ہے وہاں ہمارے ساتھیوں کے قاتل اور ہمارے دو ساتھیوں نحسون اور ابیاہ میں سے کون کامیاب اور فتح مند رہتا ہے اے معزز کاہنہ ہم اسی لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ اپنے طالع اور مطلع سے پوچھ کر بتائیں کہ ہمارے وہ دو ساتھی جن کے نام نحسون اور ابیاہ ہیں اور

جنھوں نے بقول آپ کے جبل موسیٰ کے قریب یہودی بستی کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا ان کا کیا بنا اسلئے کہ آپ ہی نے بتایا تھا کہ شارون بن علبون ان کی طرف بڑھ رہا ہے اب ہم جاننا چاہیں گے کہ جبل موسیٰ کی اس یہودی بستی میں آیا شارون بن علبون غالب رہا یا ہمارے دونوں ساتھیوں نے اسے اپنے سامنے مغلوب کر کے اس کا خاتمہ کر دیا ہے۔

یورام جب یہاں تک اپنی بات کہہ چکا اور شاید وہ کچھ مزید کہنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ کاہنہ عیرا نے اپنا ہاتھ اپنے سامنے بلند کرتے ہوئے اسے خاموش رہنے کو کہا یہ اشارہ پاتے ہی یورام خاموش ہو گیا کاہنہ کی حالت پھر پہلے جیسی ہو گئی تھی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں تھی پیشانی پر گہری سلوٹیں ابھر آئیں تھیں چہرے پر بھیانک سختی چھا گئی تھی کافی دیر تک وہ اسی حالت میں رہی یورام اور اماؤس دونوں اس کے سامنے خاموش بیٹھے رہے اور اس کی بدلتی ہوئی حالت کو بغور دیکھتے رہے یہاں تک کہ کاہنہ عیرا نے اپنی آنکھیں کھولیں پھر ان دونوں کو اس نے مخاطب کیا۔

سنو دونو اجنبیو! تم نقصان میں رہے تمہارا تعاقب کرنے والا کامیاب اور کامران رہا اس نے ثابت کر دیا کہ اس جیسا تیغ زن کوئی نہیں ہے دیکھو تمہارے نحسون اور ابیاہ نام کے جن دو ساتھیوں نے جبل موسیٰ کے قریب سرائے میں قیام کر رکھا تھا ان کے تعاقب میں شارون بن علبون بھی وہاں پہنچا۔

سنو میرے طالع کا کہنا ہے کہ اس نے وہاں چار پانچ دن قیام کر کے ایک شخص کو اپنے ساتھ مانوس کیا پھر اس کے ذریعے سے اس نے تمہارے دونوں ساتھیوں نحسون اور ابیا کو چکر دے کر جبل موسیٰ کے اوپر بلایا جس وقت تمہارے دونوں ساتھ جبل موسیٰ پر گئے تو وہ پہلے ہی وہاں گھات لگائے بیٹھا تھا اچانک ان دونوں کے سامنے آ گیا تمہارے دونوں ساتھیوں نے مقابلے کے لئے اسے للکارا تھا اس نے اس چیلنج اس للکار کو قبول کیا جبل سینا کے اوپر تعاقب کرنے والے شارون بن علبون اور تمہارے دونوں ساتھیوں کے درمیان مقابلہ ہوا اس مقابلے کے نتیجے میں شارون بن علبون نے تمہارے دونوں ساتھیوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں۔

کاہنہ عیرا کے اس انکشاف پر یورام اور اماؤس دونوں کی حالت عجیب سی ہو کر رہ گئی تھی کاہنہ کے اس انکشاف پر ان کی رگ رگ میں خوف چبھ گیا تھا اور خون میں تپتی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لہو کا ہجوم گھس گیا تھا ان کے چہرے اعمال ناموں کی کالی سیاہی ٹڈی دل کی طرح یلغار کرتے سوالوں ماضی کے نشانات اور حروف تہذیب میں ٹوٹے کھنڈروں جیسے ہو کر رہ گئے تھے۔ ان کی آنکھیں بھاپ اور تیل کے جلتے غبار میں جوان مرگ خواہشوں اور شکست خوردہ غموں کی سی کیفیت پیش کر رہی تھی یوں لگتا تھا کاہنہ کے انکشافات نے ان دونوں کو ان گنت کرم خوردہ ہنگاموں اور ہزاروں شورشوں میں ڈال کر رکھ دیا ہو کچھ دیر تک ان کی ایسی ہی کیفیت رہی آہستہ آہستہ یورام نے اپنی گردن سیدھی کی اور کاہنہ کو مخاطب کیا۔

اے عظیم کاہنہ اس میں شک نہیں کہ اس شارون بن علبون نے ہمارے ساتھیوں کو دستک اجل کی صداؤں کا شکار کیا ہے اس نے ہمارے ساتھیوں کو غم کی آزمائشوں اور دکھ کے استعاروں میں ڈبو کر رکھ دیا ہے پر اے کاہنہ یہ شارون بن علبون جبل موسیٰ کے اوپر ہمارے ساتھیوں نحسون اور ابیاہ کا خاتمہ کرنے کے بعد اب کس طرف گیا ہے کیا آپ ہمارے اس سوال کا جواب دیں گی اس کے لئے میں اور میرا ساتھی دونوں ہی آپ کے ممنون ہوں گے۔

کاہنہ عیرا تھوڑی دیر تک ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں ان دونوں کی طرف دیکھتی رہی پھر اچانک اس کے چہرے پر سختی چھا گئی آنکھیں بند ہو گئی اور پیشانی پر لکیریں خوب گہری ہو گئیں تھوڑی دیر تک اس کیفیت سے گزرنے کے بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور یورام کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی سن اجنبی میرا طابع اور میرا مطیع کہتا ہے کہ شارون بن علبون نے جبل سینا کے اوپر دونوں ساتھیوں کو ختم کر دیا اور ان کے خاتمے کے بعد وہ اس سرائے میں گیا جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا اس کے بعد وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے بعد فلسطیوں کے مرکزی اشدود کا رخ کر رہا ہے۔

کاہنہ کا یہ جواب پا کر ان دونوں نے کاہنہ کا شکریہ ادا کیا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور کمرے سے باہر نکل گئے صحن میں بندھے ہوئے اپنے گھوڑوں کو کھول کر وہ گلی میں لائے پھر گھوڑے پر سوار ہونے سے پہلے یورام نے اپنے ساتھ اماوس کا مخاطب کیا۔

دیکھ اماوس میرے بھائی یہ انتہائی بری اور حوصلہ شکن خبر ہے کہ جبل موسیٰ میں شارون بن علبون نے ہمارے ساتھی نحسون اور ابیاہ کا خاتمہ کر دیا ہے یاد رکھ ان دونوں کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ ضرور ہم دونوں کے خلاف حرکت میں آئے گا فی الحال وہ

جبل موسیٰ سے اشدود کی طرف چلا گیا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسے ہم دونوں سے متعلق علم نہیں کہ ہم نے عین دور کی کاہنہ عیرا سے رابطہ قائم کر رکھا ہے میرے رفیق اب بتا! ہمیں کیا کرنا چاہئے کیا ہمیں شارون بن علبون کے تعاقب میں اشدود کا رخ کرنا چاہئے یا اس کے علاوہ کوئی قدم اٹھانا چاہئے جواب میں اماوس تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا اس کے بعد وہ کہنے لگا۔

دیکھ یورام شارون بن علبون کے تعاقب میں اشدود تک جانا خود اپنی موت کو دستک دینے کے مترادف ہے دیکھ میرے بھائی ہمیں بالکل عیاں ہو کر شارون بن علبون کے سامنے آکر مقابلہ نہیں کرنا چاہئے اس طرح ہمارے دوسرے ساتھیوں کی طرح ہمارا بھی خاتمہ کر دے گا میرے خیال میں ہمیں جس سرائے میں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں اس میں قیام کر کے بدلتے ہوئے حالات کا جائزہ لینا ہوگا پھر شارون سے انتقام لینے کے لئے کوئی انتہائی مناسب موقع استعمال کرنا ہو گا جہاں ہم گھات میں بیٹھ کے اس پر حملہ آور ہوں اور اس کا کام تمام کر کے رکھ دیں دیکھ یورام میرے بھائی اگر ہم نے دور اندیشی سے کام نہ لیا اور اندھا دھند تعاقب کر کے شارون بن علبون پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو یاد رکھنا ہمارے دوسرے ساتھیوں کی طرح یہ شارون بن علبون ہم دونوں کے حلقوم بھی کاٹ کر رکھ دے گا۔

دیکھ یورام میرا مشورہ یہ ہے کہ جس سرائے میں ہم نے قیام کر رکھا ہے فی الوقت اس میں ٹھہرے رہیں اور بدلتے حالات کا انتظار کرتے رہیں ساتھ ہی ساتھ ہم اس کاہنہ سے بھی رابطہ قائم رکھیں گے پھر جب ہم سمجھیں گے کہ شارون بن علون پر حملہ آور ہونے کا مناسب موقع ہے۔ اور وہ اشدود سے باہر کسی ویرانے کی طرف ہے تو ہم اچانک اس پر حملہ آور ہوں گے اور اس کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے۔

اماوس کی گفتگو کے جواب میں یورام نے منہ سے تو کچھ نہ کہا تاہم اس نے گردن ہلاتے ہوئے اس کی تجویز کو پسند کیا تھا پھر وہ دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اس سرائے کی طرف ہولئے جس میں انہوں نے قیام کر رکھا تھا۔

OOOO

روت ایک روز جب صبح سویرے سو کر اٹھی تو وہ بے حد اداس اور افسردہ تھی

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تھوڑی دیر تک وہ کمرے میں ٹہلتی رہی پھر اس نے دیکھا باہر فضاؤں میں ابھی ہلکی ہلکی تاریکی تھی تاہم مشرق کی طرف سے پھیلتی روشنی نے فضاؤں کے اندر ہلکے ہلکے اجالے کو تحلیل کرنا شروع کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک بڑے دکھی انداز میں اپنے کمرے میں ٹہلتی رہی پھر اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی دکھیا لہجے اور انتہائی غمگین آواز میں کہہ رہی تھی۔

کیا میرے اور شارون بن علبون کے وصل میں ابھی کوئی اور بھی مرحلہ صبر و رضا باقی ہے کیا میرے اور اس کے قرب کی درمیان ابھی مزید رنگ جفار قص فنا حائل ہیں آخر میں کب تک اپنی گود میں نئی صبح کو لئے اس کے نام سے اپنے ضمیر اپنے دل کو بہلاتی رہوں گی وہ کب آئے گا جس کے لئے میں نے اپنی ساری زندگی اپنی ہر شے وقف کر کے رکھ دی ہے آہ! نہ جانے شارون بن علبون کب اس مندر میں آئے گا اور میں اسے اپنے دل کی کیفیت کہہ سکوں گی اس سے میری محبت کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ چاند تاروں سرشار بہاروں میں مجھے وہی نظر آتا ہے میری نیند کے جزیروں اور لجاتے مہتاب کی نازک کرنوں میں وہی چھایا ہوا ہے نیلے آکاش کے ساگر سازو نگی صداؤں اور سنگیت کے رس تک میں مجھے صرف اسی کا نام اسی کا چہرہ دکھائی دیتا ہے آہ اس کی محبت کی وجہ سے میں اپنے ہی بیجان کا حدف بن گئی ہوں کب تک اس کے انتظار میں میں زندان کی اسیری جیسی زندگی بسر کرتی ہوں گی اب اس مندر میں اس کے بغیر افق تا افق حزیں سناٹا ہے اس کے بغیر فضاؤں میں خاموش اداسی اور ویرانی ہے اس سے ہم کلام اور گفتگو کرنے کے لئے میرا خیال ہمہ وقت مجھ سے ہی محو سرگوشی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد روت خاموش ہو گئی اس کے چہرے پر اداسیاں اور غم بکھر گئے تھے تھوڑی دیر تک وہ گردن جھکائے اپنے اسی کمرے میں چہل قدمی کرتی رہی باہر اب روشنی کی قدرے زیادہ ہو چکی تھی لہذا وہ اپنے کمرے سے نکلی جب وہ ساتھ والے کمرے میں آئی تو تھوڑی دیر تک جہاں اس کی حالت افسردگیوں اور اداسیوں کے ہجوم جیسی ہو گئی تھی اس کمرے میں دیکھتے ہوئے اس کا چہرہ گلابوں کے ہجوم کی مانند ہو گیا تھا اور اس کا روپ نوش چاندنی کی رعنائیاں بکھیر کے رہ گیا تھا اس کمرے کے اندر دیکھتے ہوئے نیلگوں ملبوس میں اس کا حسین کندن جسم ایسے دہک اٹھا تھا جیسے شیشۂ آبی میں موجزن گلابی رنگ جیسے جیٹھ کے مارے تاکستانوں کو ساون کی پہلی پھوار اور معزاب کو سرکی بہار مل گئے

ہوں

کچھ دیر تک عجیب سے انداز میں روت اس کمرے کی اندر دیکھتی رہی اس کمرے میں مسہری پر شارون بن علبون گہری نیند سویا ہوا تھا چہرے پر بے پناہ خوشیاں بھری مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے وہ کچھ دیر تک کمرے میں مسہری پر بے خبری کی نیند سوئے شارون بن علبون کی طرف دیکھتی رہی پھر نئی رتوں کے کسی طالب اجالوں کے خواہاں کی طرح وہ وہاں سے ہٹی اور نئے راستے دکھاتی نئے چہرے سجاتی سرشاری کی طرح وہ تقریباً بھاگتی ہوئی بڑے پجاری اخیم کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔

جس وقت وہ بڑے پجاری اخیم کے کمرے میں داخل ہوئی اس کی خوش قسمتی اس وقت اخیم اپنے کمرے میں اکیلا ہی تھا جونہی اس نے دروازے پر روت کو دیکھا بڑے پیار بڑی محبت اور بڑی شفقت میں اسے مخاطب کیا۔

روت میری بیٹی! تم میرے کمرے کے دروازے پر آ کر رک کیوں گئی ہو اندر آؤ میری بیٹی کیا تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو یا تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے اس پر روت مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور اخیم کے پہلو میں بیٹھتی ہوئی کہنے لگی محترم اخیم یہ شارون بن علبون کب آئے۔

روت کے اس سوال پر تھوڑی دیر تک اخیم عجیب سے جذبے میں اس کی طرف گھور گھور کر دیکھتا رہا پھر کہنے لگا دیکھ روت میری بیٹی! مجھے امید تھی کہ صبح سویرے اٹھنے کے بعد جب تم اسے دیکھو گی تو ضرور بھاگتی بھاگتی میرے پاس آؤ گی دیکھ میری بیٹی وہ رات کے پچھلے پہر مندر میں داخل ہوا تھا تھوڑی دیر تک بیٹھ کر میرے ساتھ باتیں کرتا رہا پھر تمہارے ساتھ والے کمرے میں جا کر گہری نیند سو گیا میرے خیال میں تم اسے دیکھ کر آ رہی ہو اسی لئے اس کے آنے کی وجہ سے میں تمہارے چہرے پر بے تابی میں چھپی ہوئی ان گنت مسکراہٹیں دیکھ رہا ہوں۔

جواب میں ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں روت کہہ رہی تھی۔

بزرگ اخیم آپ کا کہنا آپ کا اندازہ درست ہے آپ جانتے ہیں کہ شارون بن علبون کے انتظار میں اس مندر کے اندر جو دن میں نے کاٹے ہیں وہ زندان کی اسیری سے بھی کہیں میرے لئے بدتر تھے۔ بزرگ اخیم جب شارون بن علبون رات کے پچھلے پہر آئے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تھے تو آپ نے مجھے اسی وقت جگا دیا ہوتا میں ان کے لئے کھانا تیار کرتی ان کی خدمت کرتی اس لئے کہ میں اب اپنے آپ کو ان کی زندگی کا ایک حصہ بنانے کا عزم کئے ہوئے ہوں مجھے امید ہے کہ وہ بھی مجھے اپنانے میں رضامند ہو جائیں گے۔

روت جب خاموش ہوئی تو اخیم بول پڑا۔

دیکھ روت میری بیٹی جس وقت وہ آیا تھا میں نے تمہیں جگانا چاہا تھا میں چاہتا تھا کہ تم دونوں اکٹھے بیٹھ کے گفتگو کرو میں یہ بھی چاہتا تھا کہ تمہیں اس سے گفتگو کرنے کا موقع تنہائی میں دوں تاکہ تم اس پر اپنی محبت کا اظہار کر سکو اور پھر دیکھو کہ وہ کیا ردعمل ظاہر کرتا ہے۔ لیکن میری بیٹی جب میں نے تمہیں جگانا چاہا تو شارون نے منع کر دیا کہہ رہا تھا کہ اتنی رات گئے اسے نہ جگایا جائے خواہ مخواہ اسے تکلیف اور زحمت ہو گی بس اس کے کہنے پر میں نے تمہیں نہیں جگایا پر دیکھ میری بیٹی میں شارون بن علبون کے حوالے سے تیرے لئے ایک خوشخبری ضرور رکھتا ہوں اس پر روت نے چہکتے ہوئے پوچھا بزرگ اخیم کیسی خوشخبری جواب میں اخیم پھر کہہ رہا تھا۔

دیکھ میری بیٹی جس وقت وہ یہاں آیا تھا۔ تو بڑا پر سکون اور خوش تھا اسلئے کہ اپنے دو مزید دشمنوں کو اس نے راستے میں ٹھکانے لگا دیا ہے وہ کہیں جبل موسیٰ کے پاس اپنے باقی چار دشمنوں میں سے نحسون اور ابیاہ پر وارد ہوا وہ دونوں اپنی تلواریں کھینچتے ہوئے اس کے مقابل آئے اور جبل موسیٰ کے اوپر شارون بن علبون سے ٹکرائے اس مقابلے کے نتیجے میں شارون بن علبون نے نحسون اور ابیاہ دونوں کی گردنیں کاٹ دیں ان کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ سیدھا ادھر آیا ہے اب وہ دوبارہ یہاں سے کوچ کرے گا اور اماوس اور یورام کے تعاقب میں نکلے گا۔

دیکھ میری بیٹی مجھے خدشہ تھا کہ وہ کہیں اگلے روز فوراً ہی اپنے دو دشمنوں کی تلاش میں نہ نکل جائے لہذا میری بیٹی میں نے تیری محبت کے حوالے سے اس سے بات کی میں نے اس پر انکشاف کیا کہ روت اسے بے پناہ حد تک چاہتی ہے اور اس کی زندگی کا ساتھی بننا چاہتی ہے۔

اخیم یہیں تک کہنے پایا تھا کہ روت نے بیچ میں بولتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی

محترم اخیم اگر شارون بن علبون سے آپ نے یہ سوال کیا تھا تو آپ کے اس سوال کے جواب میں انہوں نے کیا جواب دیا اس پر تیز نگاہوں سے روت کی طرف دیکھتے ہوئے اخیم کہنے لگا میری بیٹی میں بتا رہا ہوں پر تو اتنی بے چین اور بے تاب نہ ہو میں تمہیں ہر بات تفصیل سے بتاؤں گا جواب میں روت خاموش ہی رہی اور بڑی توجہ اور انہماک سے اخیم کی طرف دیکھنے لگی تھی اخیم پھر بول پڑا۔

دیکھ میری بیٹی میں نے شارون بن علبون سے کہا کہ روت تمہیں پسند کرتی ہے تمہیں دیوانگی کی حد تک چاہتی ہے اور اس کی زندگی اور زیست کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ وہ تمہاری زندگی کی ساتھی اور رفیقہ بنے جواب میں وہ تھوڑی دیر تک عجیب سی کیفیت میں مبتلا رہا پھر کہنے لگا بزرگ اخیم کیا آپ مجھ سے مذاق تو نہیں کر رہے اس لئے کہ روت وہ لڑکی ہے جس نے کسی بھی مرد کو نہ اپنانے کا وعدہ کیا ہوا ہے اور پھر میں دشت عرب کا بدو ہوں اور بدو سے وہ سخت نفرت کرتی ہے۔ پھر کیونکر وہ میری طرف مائل ہو سکتی ہے دیکھ میری بیٹی اس پر میں نے اسے یقین دلایا کہ روت اب بالکل تبدیل ہو چکی ہے اس لئے کہ لگاتار تم نے جو روت کی عزت اور جان کی حفاظت کی ہے تو تمہارے اس رویے سے وہ اس قدر متاثر ہے کہ وہ اپنے جسم کی ہر شے تمہارے قدموں پر نچھاور کرنے کے لئے تیار ہے۔

دیکھ میری بیٹی میری ان باتوں کا اسے اعتبار آ گیا لہذا اس نے بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر روت میری زندگی کا ساتھی بننا چاہتی ہے تو میں اسے اپنی خوش بختی خیال کروں گا دیکھ روت اس نے یہ بھی کہا تھا کہ روت جیسی بیوی بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے دیکھ روت باتوں ہی باتوں میں میں نے اسے کریدا اور اس نے اس بات کو بھی تسلیم کیا وہ بھی تمہیں بہت پہلے سے ہی چاہتا اور پسند کرتا رہا ہے اس نے اس کو بھی تسلیم کیا کہ جب وہ پہلی بار تمہیں اشدود سے رفیدیم میں چاند دیوی کے مندر تک چھوڑنے گیا تھا اس وقت بھی اس کے دل میں تمہارے لئے چاہتوں بھرے جذبے تھے اس نے اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ پہلی بار تمہیں دیکھتے وقت ہی اس کے دل میں ایک ایسا جذبہ پیدا ہوا تھا جسے بعد میں محبت کا نام دیا جا سکتا ہے اس نے اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ خانہ بدوش لڑکی عرفہ سے محبت کرنے سے پہلے تمہاری محبت اس کے دل میں جاگزین ہو چکی تھی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بولو روت میری بیٹی تم اس سلسلے میں کیا کہتی ہو۔

روت خاموش رہ کر ان انکشافات سے تھوڑی دیر تک لطف اندوز ہوتی رہی اس کی حالت بتاتی تھی جیسے وہ کہیں کھو کر رہ گئی ہو لگتا تھا شارون بن علبون کی محبت کا انکشاف ہونے پر اس کی حالت یکسری تبدیل ہو کر رہ گئی ہو تھوڑی دیر تک شاید وہ انہیں خیالات میں سرشار رہی اسکی سانس ہونٹوں سے نکلتے رس بھرے ملن کے نغموں جیسی اس کے کنوارے جسم کی مشک و مقناطیسیت زریں چاندنی میں لپٹی شگفتگی ہائے دمادم کی طرح چاروں طرف پھیل گئی تھی شارون بن علبون کی محبت کا انکشاف ہونے پر وہ بچاری نئے چولے بدلتے ادھ کھلے غنچوں کی خوشبو جیسی شاداب سانسوں میں اترتی گنگناتی سنہری آرزوؤں سرگیں خوابوں میں تتے پیغام لاتی سیم زا چاندنی جیسی پر کشش، رقص کرتی گنگناتی بادلوں کو چومتی مہتاب سے سرگوشیاں کرتی نورس کلیوں کے بدن لیے کھیلتی نور کی شعاعوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ اپنے ہی خیالات میں ڈوبی رہی شاید وہ زیادہ سے زیادہ خاموش رہ کر شارون بن علبون کی محبت کے اس انکشاف سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی پر جلد ہی بچاری اخیم نے اسے چونکا دیا۔

روت میری بیٹی تم کہیں کھو سی گئی ہو خاموش کیوں ہو گئی ہو کیا میرے ان انکشافات سے تمہیں کوئی خوشی نہیں ہوئی اس پر روت تڑپ کر بول پڑی۔

بزرگ اخیم ایسا نہ کہیے یہ الفاظ سننے کے لئے تو یوں جانیں میں کب سے اس مندر میں منتظر ہوں کاش وہ الفاظ آپ کے بجائے میرے سامنے خود شارون بن علبون ادا کرتے پھر میں سمجھتی کہ انہوں نے میری جھولی میں زمانے بھر کی خوشیاں ڈال دیں ہیں پھر کسی قدر بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اخیم کہنے لگا دیکھ میری بیٹی یہ کون سی بڑی بات ہے اگر تمہیں میری باتوں پر اعتبار نہیں تو شارون بن علبون جاگتا ہے تو اس موقع پر تم خود اس سے براہ راست گفتگو کر لینا اس پر روت کہنے لگی۔

بزرگ اخیم مجھے آپ کی باتوں پر پورا پورا بھروسا اور اعتماد ہے تاہم میں اپنی تسلی اور تشفی کے لئے ان سے اس موضوع پر گفتگو ضرور کروں گی اس کے ساتھ ہی روت اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی میں اب جاتی ہوں میں چاہتی ہوں کہ ان کا کھانا خود اپنے ہاتھ سے تیار کروں اتنی دیر تک وہ سو لیں میں کھانا تیار کر کے لاتی ہوں پھر تینوں اکٹھے

بیٹھ کر کھاتے ہیں ساخیم نے روت کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر روت رقص کرتی بہاروں کی طرح اپنی خوشیوں کا اظہار کرتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی کھانا تیار کرنے کے بعد روت خوشی خوشی پھر اس کمرے کی طرف آئی جس میں شارون بن علبون سویا ہوا تھا اس نے دیکھا مسہری خالی تھی اس نے خیال کیا شاید اپنے بستر سے اٹھ کر شارون بن علبون اخیم کی طرف چلا گیا ہے۔ لہذا وہ اخیم کے کمرے کی طرف جانے کے لئے چند قدم آگے ہی بڑھی تھی کہ اچانک کمرے سے ملحقہ طہارت خانے سے انگوچھے کے ساتھ منہ صاف کرتا ہوا شارون بن علبون نکلا اور اس نے دھیمی محبت بھری آواز میں پکارا۔

روت تھوڑی دیر رکو میری بات سنو۔

شارون بن علبون کے اس طرح پکارنے پر روت کا انگ انگ مہک اٹھا تھا۔ اور آنکھوں میں خوشیاں رقص کر اٹھیں تھیں پھر وہ مڑی اور مصنوعی انجانے پن سے اس نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا کیا آپ نے مجھے پکارا کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے اس پر شارون کہنے لگا ذرا میرے ساتھ کمرے میں آؤ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں روت نے جواب میں کچھ نہ کہا چپ چاپ اس کے پیچھے ہولی تھی دونوں کمرے میں آ کر بیٹھ گئے پھر شارون نے گفتگو کا آغاز کیا دیکھ روت میں گزشتہ شب کے پچھلے پہر اس مندر میں داخل ہوا تھا میری آمد پر اخیم جاگ اٹھا تھا اس نے پچھلی شب میں گفتگو کے دوران مجھ پر انکشاف کیا کہ تم کسی کو چاہنے لگی ہو کسی سے محبت کرنے لگی ہو اس پر روت فوراً بول اٹھی اے ابن علبون میں کافی دیر سے اٹھی ہوئی ہوں آپ اس وقت مسہری پر سوئے ہوئے تھے میں بزرگ اخیم سے ملنے کے بعد کھانا تیار کرنے گئی تھی مجھے انہوں نے آپ سے ہونے والا ساری گفتگو سے آگاہ کر دیا ہے اس پر شارون نے پھر بڑی دلچسپی سے روت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ تم کسی کو پسند کر بیٹھی ہو کسی کو چاہنے لگی ہو۔

روت تھوڑی دیر تک بڑی شوخ نگاہوں سے شارون بن علبون کی طرف دیکھتی رہی پھر مٹھاس بھری آواز میں کہنے لگی۔

اے ابن علبون یہ سچ ہے کہ میں نے کسی کو اپنی محبت کا مرکز بنا لیا ہے دیکھ اے ابن علبون اس میں کوئی شک نہیں کہ چاند دیوی کے مندر میں دیوداسی کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے ہوئے میرے یہ خیالات تھے کہ کسی مرد کو اپنی زندگی کا ساتھی نہیں

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بناؤں گی لیکن اب میرے ماضی کی عظمت کے سارے نشان دھواں بن کر اڑ گئے ہیں مندر میں اب میں خیال کرتی ہوں کہ میں اونگھی نیندوں جاگتے سپنوں جیسی زندگی بسر کرتی رہی ہوں وقت کی پرپیچ راہوں کی سفر میں چاند دیوی کے مندر میں میری حالت ٹوٹے آنگن بدحال بستی جیسی تھی لیکن اب کوئی میرے جذبوں کی تسکین میں نگاہوں کی آسودگی میرے خیالوں کے گلابوں میں راحت دل و جان میرے دل کے چپ دریچوں میں ریشمی ہیروں کی طرح داخل ہو چکا ہے اے ابن علبون کسی نے میرے دل کے دروازے پر گنگناتی شوخ دستکیں دے دی ہیں زمانے کی جھلسی دھوپ میں میرے سامنے سلگتی سانسوں کی خوشبو اور بے رحم گھنے سناٹوں میں کوئی فطرت کی شیرینی بن کر آن کھڑا ہوا ہے اے ابن علبون میں جھوٹ نہیں بولوں گی میں کسی کو چاہنے لگی ہوں کسی سے محبت کرنے لگی ہوں کسی کو پسند کرنے لگی ہوں اور کسی کی یہی محبت میرے لہو کی ذرہ ذرہ گردش میں تربت کی خواہش اور سانسوں کی سلوٹ سلوٹ میں چاہتوں کا خمار بن کر دخل ہو گئی ہے۔

دیکھ ابن علبون میں یہاں تک کہہ سکتی ہوں کہ جس جوان کو میں پسند کرنے لگی ہوں اب وہ میری جوانی کا موسم میرے خیالوں کی دستک میرے جسم و جان کی تمازت اور میری زندگی کا انجذاب ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد روت جب تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئی تو تیز شوخ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے شارون بن علبون نے پوچھا دیکھ روت کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ خوش قسمت کون ہے جس نے تیری زندگی میں ایسا بڑا انقلاب پیدا کر دیا ہے کہ تو دیوانہ وار اسے چاہنے لگی ہے اس سے محبت کرنے لگی ہے جواب میں روت نے توقف کئے بغیر پوچھ لیا۔

اے ابن علبون تھوڑی دیر پہلے جب میں بزرگ اخیم کے پاس گئی تو انہوں نے مجھ پر انکشاف کیا کہ آپ بھی کسی لڑکی کو چاہنے اور پسند کرنے لگے ہیں اس پر شارون کہنے لگا اگر اخیم سے اس سلسلے میں تمہاری گفتگو ہو چکی ہے تو پھر تم نے درست ہی سنا ہے دیکھ روت وہ لڑکی واقعی ہی میری زندگی میری زیست میں بہاروں کی آہٹ پر تو حسن و آتشی بن کر داخل ہوئی ہے وقت کے سیلاب میں اب وہ میرے لئے حسن شوق کی گرمی گردش لیل و نہار میں زیست کا نشاط اور روز و شب کے ہنگاموں میں اب وہ میرے لئے ایک جذب نہاں

ہے۔

شارون بن علبون جب خاموش ہوا تو روت نے بھی تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے ابن علبون کیا میں جان سکتی ہوں کہ وہ لڑکی کون ہے جو محبت کا ایک ہیولہ بن کر آپ کی زیست اور زندگی پر حاوی ہو چکی ہے اس پر مسکراتے ہوئے شارون بن علبون نے کہا دیکھ روت پہلے میں نے پوچھا تھا لہٰذا جواب بھی تمہیں پہلے دینا چاہئے اس پر بغیر کسی ہچکچاہٹ کے شارون بن علبون کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے روت کہنے لگی۔ جس جوان کو میں نے پسند کیا ہے جس نے میری زندگی میں انقلاب برپا کیا ہے جس نے میری مندر کی خشک زندگی کو دنیا بھر کی محبت بھری رعنائیاں عطا کر دیں ہیں اس کا نام شارون بن علبون ہے اب آپ بتائے آپ کی زندگی میں کون سی لڑکی محبت کا ہیولہ بن کر داخل ہوئی اس پر شارون بھی شوخ انداز میں کہنے لگا جو لڑکی اس وقت میرے پاس بیٹھی ہے وہی میری زندگی کا محور اور میری زیست کا مقصد ہے شارون بن علبون کے اس انکشاف پر روت کے چہرے پر بے کراں خوشیاں بکھر گئیں تھیں پھر اس نے اپنے جسم کو شارون بن علبون کی سمت سمیٹا اور اس کے شانے پر اپنا سر رکھ کر کہنے لگی اے ابن علبون آپ وہ شخص ہیں جسے میں نے زندگی میں پہلی بار اس طرح ٹوٹ کر پیار کیا ہے جس کا بیان الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا۔

اس موقع پر بڑی سنجیدہ آواز میں شارون بن علبون کہنے لگا۔

دیکھ روت میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم نے اپنی زندگی کے ساتھ کے لئے میرا انتخاب کیا روت بھی جھٹ اس کی بات کاٹ کر کہنے لگی اور میں آپ کی بڑی احسان مند ہوں کہ آپ نے میری محبت کا جواب محبت سے دیا ہے اور مجھے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عزم کیا اسکے لئے میں آپ کا عمر بھر شکریہ ادا کرتی رہوں تب بھی نہیں کر سکتی اے ابن علبون اب جبکہ ہم دونوں ایک دوسرے کو اپنانے کا عزم کر چکے ہیں تو میرے خیال میں آپ کو کھانے میں کچھ نہیں ملا ہو گا اب انھیں میرے ساتھ چلیں پہلے اخیم کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد بیٹھ کر باتیں کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد روت رکی پھر بڑی تیز نگاہوں سے شارون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی ہاں ایک بات میں پوچھنا بھول گئی وہ یہ کہ آپ اپنے باقی بچنے والے دو

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دشمنوں کی تلاش میں کب نکلیں گے ساتھ ہی میں آپ کو دو دشمنوں کے خاتمے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

اس پر شارون بن علبون کہنے لگا دیکھ روت میں صرف آج کا دن تمہارے ساتھ قیام کروں گا آج ہی شام ڈھلے میں یہاں سے کوچ کروں گا، اخیم مجھے بتا چکے ہیں کہ دو قاتل جو ابھی باقی بچے ہیں انہوں نے عین دور کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا ہے، اور انہوں نے عین دور کی کاہنہ عیرا سے برابر رابطہ رکھا ہوا ہے شاید وہ میرے متعلق اس سے تفصیل حاصل کرتے ہوں گے اخیم نے اپنے کچھ آدمی ان کے تعاقب میں لگائے ہوئے تھے جنہوں نے یہ اطلاع دی ہے کہ وہ ابھی تک عین دور ہی میں قیام کئے ہوئے ہیں دیکھ روت میں آج شام ڈھلے عین دور کی طرف کوچ کروں گا اور ان دونوں دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے بعد بہت جلد تیری طرف لوٹوں گا۔

شارون بن علبون کے اس فیصلے نے روت کو اداس اور افسردہ کر دیا تھا تاہم وہ اپنی جگہ سے اٹھی شارون کا ہاتھ اپنے گداز اور نرم ہاتھ میں لیا پھر وہ کھانا کھانے لئے اسے اپنے ساتھ اخیم کے کمرے کی طرف لے جارہی تھی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

کھانا کھانے کے بعد خالی برتن اٹھا کر روت دوسرے کمرے میں گئی تب شارون بن علبون بڑے بجاری اخیم کے پاس آیا اپنی کمر سے بندھی ہوئی چھوٹی سی نقدی کی تھیلی اتار کے اخیم کی گود میں رکھی پھر بڑے رازدانہ انداز میں وہ کہنے لگا۔

دیکھ اخیم میرے محترم اب جبکہ میں اور روت ایک دوسرے کو اپنانے کا وعدہ کر چکے ہیں تو یہ نقدی کی تھیلی اپنے پاس رکھو میں آج شام ڈھلے اماوس اور یورام سے نپٹنے کے لئے یہاں سے کوچ کر جاؤں گا میری غیر موجودگی میں یہ جو نقدی کی تھیلی میں نے تمہاری گود میں رکھی ہے اس نقدی سے ایک اچھی نسل کا عمدہ توانا گھوڑا خریدنا یہ گھوڑا روت کے لئے ہوگا۔

سن محترم اخیم اماوس اور یورام کا خاتمہ کرنے کے بعد میں لوٹوں گا اور یہاں مزید قیام نہیں کروں گا کیونکہ پہلے ہی ان سرزمینوں پر میرا قیام بہت لمبا ہو چکا ہے میں بہت جلد واپس لوٹنا چاہتا ہوں جو گھوڑا میں روت کے لئے خریدنا چاہتا ہوں تو اس طرح میں وقت کی بچت کرنا چاہتا ہوں تاکہ دشمنوں سے نپٹنے کے بعد یہاں مجھے زیادہ دیر نہ رکنا پڑے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جب تک آپ میرے آنے تک گھوڑا تیار رکھیں تو میں روت کو لے کر یہاں سے کوچ کر جاؤں گا میں اپنے قبیلے میں روت کو لے جا کر اپنے رسم و رواج کے مطابق اس سے شادی کروں گا۔

دیکھو محترم اخیم مجھے امید کہ میں بہت جلد لوٹوں گا میں یہاں سے سید حا عین دور کی طرف جاؤں گا اگر میرا کہیں ٹکراو اماوس اور یورام سے نہ ہوا تو میں عین دور کی کاہنہ عیرا سے ملوں گا اور اس سے یورام اور اماوس کی جائے پناہ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا

یہاں تک کہنے کے بعد شارون بن علبون خاموش ہو گیا اس لیے کہ کھانے کے خالی برتن چھوڑ کر روت واپس آ گئی تھی پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور روت کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا اسی روز شام ڈھلے شارون بن علبون اپنے آخری دو دشمنوں کی تلاش میں نکل گیا تھا۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جن دنوں غار میں داؤد نے اپنے بادشاہ طالوت کے جبے کا دامن کاٹا تھا۔ اور اس کی گفتگو اور سلوک سے متاثر ہو کر طالوت نے ان کا پیچھا کرنے کے بجائے ان سے صلح کرتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ واپسی اختیار کی تھی انہیں دنوں اللہ کے نبی سموئیل فوت ہو گئے اور انہیں رامہ شہر میں ان کے گھر ہی میں دفن کر دیا گیا تھا داؤد کو جب اللہ کے نبی سموئیل کے مرنے کی خبر ملی تو وہ بڑے افسردہ اور مغموم ہوئے اور وہ اس غار سے جہاں انہوں نے طالوت کے سامنے پناہ لی ہوئی تھی دشت فاران کو چلے گئے۔

کہتے ہیں دشت فاران میں ایک کوہستانی سلسلے کے اوپر ایک شخص رہتا تھا جس کا نام نابال تھا اس کی تین ہزار بھیڑیں اور ایک ہزار بکریاں تھیں جن دنوں داؤد اپنے بادشاہ طالوت کے آگے آگے بھاگے پھرتے تھے تو اکثر کوہستان کرمل ہی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہتے چور لٹیروں سے کرمل کے رئیس نابال کی ان کے چرواہوں کے ساتھ اس کے ریوڑوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔

انہیں دنوں داؤد کو خبر ہوئی کہ اس رئیس کی بھیڑ بکریوں کے بال کترائے جا رہے ہیں یہ خبر سننے کے بعد داؤد نے اپنے دس جوان نابال نام کے رئیس کے پاس روانہ کئے اور انہیں حکم دیا کہ تم نابال کے پاس جاؤ اور میرا نام لے کر اسے سلام کہو میرے حوالے سے اسے کہو کہ تیری اور گھر کی اور تیرے مال اسباب کی سلامتی ہو اور یہ کہ داؤد نے سنا ہے کہ تیرے ہاں بھیڑ بکریوں کے بال کترنے والے آئے ہیں اور اسے یہ بھی یاد دلاؤ کہ بال

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کتروانے کے وقت مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھی یاد رکھے اس لئے کہ ان کے چرواہے ہمارے ساتھ رہے ہم نے کبھی بھی انہیں نقصان نہیں پہنچایا اور جب تک اس کے چرواہے کوہستان کرمل میں ہمارے ساتھ رہے نہ انکی کوئی چیز ہم نے گم ہونے دی اور نہ ان پر کسی کو حملہ آور ہونے دیا اور نہ ان کی ہماری موجودگی میں کوئی چیز کھوئی گئی۔

اس سے یہ بھی کہنا کہ تم سے جو باتیں ہم کہہ رہے ہیں ان کی اصلیت اور ان کی حقیقت اپنے چرواہوں سے پوچھ لو پس وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ کوہستان کرمل میں ہم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے چرواہوں اور اس کے ریوڑ کی خوب حفاظت کی اسے یہ بھی کہنا کہ اب جبکہ بال کتروانے سے تیری آمدنی میں اضافہ ہوگا تو اس آمدنی میں سے کچھ میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے بھی رکھ اس لئے کہ ہم ان دنوں احتیاج درجہ کے ضرورت مند ہیں۔

جو دس آدمی داؤد نے کرمل کے رئیس نابال کی طرف روانہ کئے تھے انہوں نے یہ ساری باتیں اس رئیس سے کہیں اس کے جواب کا انتظار کرنے لگے یہ گفتگو سن کر نابال نام کا رئیس بے حد برہم اور خفا ہوا اور داؤد کے آدمیوں کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا یہ داؤد کون ہے اور یہ یسی کا بیٹا مجھے ایسی باتیں کہنے والا کون ہوتا ہے جن چرواہوں کا وہ ذکر کرتا ہے جن کے ساتھ مل کر کوہستان کرمل پر اس نے میرے ریوڑوں کی حفاظت کی ہے تو میں کہوں کہ ان میں سے زیادہ تر چرواہے میرے پاس سے جا چکے ہیں لہذا جو باتیں داؤد کہتا ہے ان کی کوئی تصدیق کرنے والا ریوڑ میں نہیں ہے۔

دیکھو آنے والے اجنبیو! میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں اپنی روٹی پانی اور کھانے جو میں نے بال کترنے والے لوگوں کے لئے تیار کئے ہیں ان لوگوں کے حوالے کر دوں جنھیں میں جانتا تک نہیں کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔

کرمل کے اس رئیس کا یہ جواب سن کر داؤد کے ان دس ساتھیوں نے کسی رد عمل کا اظہار نہ کیا بلکہ نابال نے جو جواب دیا وہ غور سے سنا اور چپ چاپ کچھ کہے بغیر وہ داؤد کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

داؤد کے آدمیوں نے جب نابال کا جواب داؤد کو سنایا تو داؤد یہ جواب سن کر سخت برہم اور برافروختہ ہوئے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد انہوں نے تہیہ کر لیا

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تھا کہ وہ نابال اور اس کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوں گے اور جو کچھ نابال کے پاس ہے اس سے زبردستی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد داؤدؑ نے اپنے چھ سو ساتھیوں میں سے دو سو کو اپنے پڑاؤ میں رکھا اور باقی چار سو مسلح کرنے کے بعد وہ نابال کی بستی کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

داؤدؑ کے دس جوانوں کے جانے کے بعد ایک بوڑھا چرواہا بھاگا بھاگا نابال کی بیوی ابیجیل کے پاس گیا اور کہنے لگا دیکھ خاتون جن دنوں میں اور دوسرے چرواہے کوہستانی سلسلے میں اپنے آقا نابال کے ریوڑ چراتے تھے اور ہمیں اپنے ریوڑ کی طرف سے مختلف قبائل کی طرف سے خطرہ تھا تب داؤدؑ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمارے ریوڑ کی حفاظت کی اس لئے ان دنوں وہ بھی کوہستان کرمل میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ اور جتنا عرصہ ہم نے اپنے ریوڑ کو کوہستان کرمل میں چراتے رہے داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک طرح سے ہمارے محافظ بنے رہے دیکھ خاتون تھوڑی دیر پہلے داؤدؑ کے دس آدمی تمہارے شوہر نابال کے پاس آئے تھے اور گزارش کی تھی کہ داؤدؑ ان دنوں اپنے ساتھیوں کے لئے خوراک کی کمی محسوس کرتا ہے لہذا انہوں نے تمہارے شوہر نابال سے گزارش کی کہ انہیں خوراک کے لئے کچھ سامان مہیا کیا جائے دیکھ خاتون تو دیکھتی ہے کہ نابال ایک بہت بڑی ضیافت ترتیب دے رہا ہے اور لوگوں میں اپنے نام و نمود کے لئے ہی اس نے اس ضیافت کا اہتمام کیا ہے پس داؤدؑ کے آدمی ناکام لوٹ گئے ہیں ان کا اس طرح لوٹنا خطرات کو دعوت دے سکتا ہے۔ دیکھ خاتون میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب داؤدؑ کے آدمی واپس اس کے پاس جائیں گے تو اپنے لشکر کے ساتھ وہ ہم پر حملہ آور ہو گا اور پھر تم نابال اور ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا اور جس قدر ریوڑوں کا نابال مالک ہے ان سب سے محروم ہو جائے گا۔

نابال کی بیوی ابیجیل بڑی عقل مند صاحب فراست تھی اسے جب حقیت حال کی خبر ہوئی تو جلدی جلدی اس نے داؤدؑ اور اس کے لشکریوں کے لئے خوراک تیار کروانا شروع کی اس نے سینکڑوں روٹیاں پانی کی مشکیزے پکی پکائی بھیڑیں بھنے ہوئے اناج کے ان گنت پیمانے کشمش کے تھیلے انجیر کی ٹکیاں اور دیگر خوراک کا سامان گدھوں پر لاد کر اپنے خادموں کو اس نے ساتھ لیا اور گدھوں کو وہ ہانکتی ہوئی کوہستان کرمل کے اس حصے

کی طرف گئی جہاں داؤدؑ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ قیام کر رکھا تھا۔

سارے سامان کو لے کر جب نابال کی بیوی ابیجیل کوہستان کرمل کے دامن میں گئی تو اس نے دیکھا کہ سامنے سے داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوہستانی سلسلے سے نیچے اتر رہے تھے وہ نابال پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہے تھے جب وہ نیچے اترے تو ابیجیل نے ہاتھ بلند کر کے داؤدؑ کی راہ روکی جب داؤد اس کے سامنے آئے تب وہ بڑی انکساری سے کہنے لگی محترم اور بنی اسرائیل کے خداوند کے پسندیدہ نوجوان میں نابال کی بیوی ابیجیل ہوں مجھے خبر ہوئی کہ آپ نے اپنے کچھ ساتھی میرے شوہر نابال کے پاس خوراک حاصل کرنے کے لئے بھیجے تھے۔ لیکن اس کم عقل اور احمق انسان نے تکبر اور غرور سے کام لیتے ہوئے آپ کے ساتھیوں کو مایوس واپس کر دیا حالانکہ آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا اس پر احسان تھا کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ کوہستان کرمل میں اس کے ریوڑوں کی حفاظت کرتے رہے اسے چاہئے تھا کہ آپ کے خوراک کے سوال میں یہ کہتا کہ جس قدر اس کے پاس بھیڑیں ہیں اس میں سے جتنی چاہیں لے جائیں پس اے خداوند کے پسندیدہ یہ گدھوں پر سامان لدا ہے اس میں خوراک کی مختلف اشیاء ہیں یہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں اور ساتھ یہ بھی گزارش کرتی ہوں میرے شوہر کو کچھ نہ کہا جائے میں جانتی ہوں کہ یہ جو اپنے لشکر کے ساتھ کوہستان کرمل سے اتر رہے ہیں تو میرے شوہر اور اس کے ساتھیوں پر ہی حملہ آور ہوں گے پس میری گزارش ہے کہ آپ اپنے اس ارادے سے باز رہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابیجیل جب خاموش ہوئی تب داؤدؑ نے اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

دیکھ نابال کی بیوی تو خوش قسمت ہے جو تو خوراک کا یہ سامان لے کر آئی اور میری راہ روک کھڑی ہوئی میں تیری دانشمندی پر تیری فراست پر تجھے مبارک باد پیش کرتا ہوں یہ جو سامان تو لے کر آئی ہے اسے میں بخوشی قبول کرتا ہوں اب تو جا اپنے گھر لوٹ جا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس جاتا ہوں اور تیرے شوہر پر حملہ آور ہونے سے باز رہتا ہوں اب تو کسی قسم کا خطرہ محسوس نہ کر اپنے ان خادموں کے ساتھ واپس لوٹ جا تیرا شوہر سلامت ہو گا میں اس پر حملہ نہیں کروں گا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

داؤد کا یہ جواب سن کر ابیجیل خوش ہو گئی تھی ۔ اور واپس اپنے گھر چلی گئی تھی اسی روز اپنے ان گنت ساتھیوں کے بیٹے نابال نے ایک بہت بڑی ضیافت کا اہتمام کیا اس ضیافت میں اس نے اس قدر شراب پی کہ اس شراب کے نتیجے میں اس کی موت واقع ہو گئی۔

داؤدؑ کو جب خبر ہوئی کہ نابال مر گیا ہے اور اس کی بیوی بیوہ ہو گئی ہے تب انہوں نے ابیجیل کو شادی کا پیغام بجھوایا جو ابیجیل نے بخوشی قبول کر لیا حسین خوبصورت عقلمند اور دانا ابیجیل داؤد کی بیوی بن گئی تھی۔

شادی کے بعد داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوہستان کرمل سے جبل حقیلا کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔

پھر ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت کچھ عرصہ تو داؤدؑ کے سلسلے میں خاموش اور مطمئن رہا پھر نہ جانے اسے کیا جنون سوار ہوا کہ پھر وہ داؤدؑ کو پہلے کی طرح خطرہ خیال کرنے لگا تھا لہٰذا اسی خطرے کے تحت اس نے ایک لشکر تیار کیا اور داؤد کا خاتمہ کرنے کے لئے وہ جبل حقیلا کی طرف روانہ ہوا تھا۔

داؤدؑ کا تعاقب کرتے ہوئے طالوت اپنے لشکر کے ساتھ کوہستان حقیلا میں آکر خیمہ زن ہوا تھا اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر داؤدؑ اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ قیام کئے ہوئے تھے پھر رات کے وقت ایسا ہوا کہ داؤدؑ نے طالوت کو اپنے حق میں کرنے کے لئے ایک بہت بڑا قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا۔

جب رات ہوئی تب داؤدؑ نے اپنے ایک معتمد خاص جس کا نام ابیشے تھا اسے ساتھ لیا اور رات کی تاریکی میں وہ چھپتے چھپاتے طالوت کی خیمہ گاہ کی طرف چل دیئے داؤدؑ اور ابیشے دونوں طالوت کی خیمہ گاہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا طالوت سامان لادے جانے والے چھکڑوں کے بیچ میں زمین پر پڑا سو رہا تھا اس کا نیزہ پانی کا مشکیزہ اس کے سرہانے پڑے تھے۔

طالوت کا چچازاد بھائی ابنیر اور لشکر کے دوسرے سرکردہ لوگ اس کے اطراف میں سوئے ہوئے تھے داؤدؑ اور ابیشے دونوں بڑی رازداری سے اس جگہ پہنچ گئے جہاں طالوت سویا ہوا تھا طالوت کے پاس پہنچ کر ابیشے نے بڑی رازداری سے داؤدؑ کو مخاطب کیا۔

میرے آقا آپ دیکھتے ہیں طالوت جو کہ ہمارا بدترین دشمن ہے اسے خدا نے ہمارے ہاتھ میں دے دیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں نیزے کے ایک ہی وار سے اس طالوت کا خاتمہ کر دوں اور نیزہ کا وار ایسا کروں کہ دوسرا وار کرنے کی نوبت ہی نہ آئے اس پر چونکتے ہوئے داؤدؑ نے ابیشے کو مخاطب کیا دیکھ ابیشے یہ طالوت نہ صرف بنی اسرائیل کا بادشاہ ہے بلکہ خداوند کا مسوح بھی ہے خدا ایسا نہ کرے کہ میں اس کے مسوح کی موت کا سبب بنوں ۔ تاوقتیکہ کے خود ہی خداوند اس کی موت کا دن لے آئے اور وہ آنے والی کسی جنگ میں مارا جائے۔

دیکھ میں تجھے اپنے پڑاؤ سے روانہ ہوتے وقت ہی بتا چکا ہوں کہ میں نے طالوت کو قتل نہیں کرنا اسے صرف یہ بتانا ہے کہ میں اس کے لئے نہ خطرہ ہوں اور نہ میں اس کا دشمن ہوں دیکھ اس وقت جبکہ سارے سوئے ہوئے ہیں تو دیکھتا ہے کہ طالوت کے سرہانے میں ایک نیزہ اور پانی کا مشکیزہ ہے تو ایسا کر کے طالوت کو پتا نہ چلنے دے اور بڑی رازداری کے ساتھ تو اس کے سرہانے سے اس کا نیزہ اور پانی کا مشکیزہ لے لے ابیشے نے ایسا ہی کیا جیسا داؤدؑ نے کہا تھا اس نے طالوت کے سرہانے سے اس کا نیزہ اور پانی کا مشکیزہ اٹھایا پھر طالوت کے لشکر سے نکل کر واپس چلے گئے تھے۔

طالوت کے لشکر میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائی تھی کہ داؤدؑ اپنے ساتھی ابیشے کے ساتھ ان کے لشکر میں داخل ہوئے تھے تھوڑی دیر تک وہ ان کے بادشاہ طالوت کے سرہانے کھڑے رہے پھر اس کا نیزہ اور مشکیزہ لے کر چلتے بنے دوسرے روز جب سورج طلوع ہوا تو طالوت کے لشکر کے قریب ہی جو کوہستانی سلسلے کا ایک بلند ٹیلہ تھا اس پر داؤدؑ اپنے ساتھی ابیشے کے ساتھ نمودار ہوئے زور زور سے انہوں نے طالوت کے علاوہ اس کے چچازاد بھائی ابنیر کو پکارنا شروع کر دیا تھا۔

کئی بار پکارنے کے بعد ابنیر اپنے لشکر سے نکلا کوہستانی سلسلے کی اس چوٹی کے قریب ہوا اور بلند آواز میں داؤدؑ کو مخاطب کر کے کہنے لگا تو کون ہے اور کیوں تجھے اور ہمارے بادشاہ کو پکارتا ہے اس پر داؤدؑ نے ابنیر کو مخاطب کر کے کہا اے ابنیر تیرے متعلق مشہور ہے کہ تو بڑا بہادر ہے اور بنی اسرائیل میں تیرا کوئی نظیر نہیں ہے پر میں سمجھتا ہوں کہ تو ایسا نہیں ہے اسلیئے کہ تو اپنے بادشاہ چچازاد بھائی کی مکمل طور پر نگہبانی بھی نہ کر سکا۔ ابنیر ایک

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

شخص تیرے بادشاہ طالوت کو قتل کرنے کے لئے تیری خیمہ گاہ میں گھسا وہ چاہتا تو گزشتہ رات طالوت کی گردن کاٹ کر اس کا خاتمہ کر سکتا تھا وہ تیرے لشکر میں گھسا طالوت کے پاس دیر تک کھڑا رہا پر کسی کو خبر نہ ہوئی کہ وہ طالوت کے سر پر کھڑا ہے اگر تجھے میری باتوں کا یقین نہ ہو تو دیکھ اپنے بادشاہ طالوت سے پوچھ اس کا وہ نیزہ اور پانی کا وہ مشکیزہ جو رات اس کے سرہانے تھے کہاں ہیں دیکھ ابنیر تو چونکہ طالوت کی حفاظت نہیں کر سکا لہٰذا میرے خیال کے مطابق تو واجب القتل ہے۔

اس موقع پر طالوت بھی ابنیر کے قریب ہی کھڑا تھا اس نے داؤدؑ کی آواز پہچانی پھر بڑی انکساری سے وہ کہنے لگا اے میرے بیٹے داؤدؑ کیا یہ تیری آواز ہے داؤدؑ نے کہا اے بادشاہ یہ آواز میری ہی ہے پر میں تم سے پوچھتا ہوں جب تیرے اور میرے درمیان ایک بار صلح ہو گئی تھی تجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں تیرے لئے خطرہ نہیں ہوں اور نہ میں تیرا دشمن ہوں پھر دوبارہ کیوں اپنا لشکر کے ساتھ مجھ پر چڑھ آیا دیکھ طالوت گزشتہ رات میں تیرے لشکر میں داخل ہوا تیرے سرہانے سے میں نے تیرا نیزہ اور پانی کا مشکیزہ نکالا میرے ساتھ میرا صرف ایک ہی جانثار تھا دیکھ طالوت اگر میں تیرا دشمن ہوتا تو جس وقت اپنے ساتھی کے ساتھ تیرے لشکر میں داخل ہوا تیرے پاس کھڑا رہا اس وقت بھی میں تیرا سر کاٹنے کے بعد تیرے لشکر سے بھاگ جاتا تو میرے دکھوں اور میری تکلیفوں کا خاتمہ ہو جاتا میں نے ایسا اس لئے نہیں کیا کہ تو خداوند کا ممسوح ہے اور میں کبھی یہ گوارا نہیں کرتا کہ خداوند کا ممسوح میرے ہاتھوں مارا جائے۔

انتہائی متاثر کن انداز میں طالوت کہنے لگا دیکھ داؤدؑ میرے بیٹے میں نے جو اپنے لشکر کے ساتھ تمہارا تعاقب کیا تو میں سمجھتا ہوں یہ میری بھول میری حماقت ہے دیکھ تو میرے قریب آ اب تمہیں مجھ سے کوئی خطرہ نہیں اس پر داؤدؑ کہنے لگے۔

دیکھ طالوت اب ایسا ممکن نہیں میں اگر تیرا دشمن ہوتا تو جس وقت میں تیری خیمہ گاہ میں داخل ہوا تھا تجھے قتل کر دیتا دیکھ تیرا نیزہ تیرا مشکیزہ میرے پاس ہے جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ رات کے وقت میں تیرے لشکر میں داخل ہوا اور تیرے سرہانے سے میں نے مشکیزہ اور نیزہ لیا دیکھ طالوت اگر میں تیرا دشمن ہوتا تو مشکیزہ اور نیزہ حاصل کرنے کے بجائے میں تیرا ہی نیزہ اٹھا کر تیری چھاتی میں پیوست کر کے تیرا خاتمہ کر

دیتا پر میں نے ایسا نہیں کیا اسلئے کہ میں تیرا دشمن نہیں ہوں۔

داؤدؑ کے خاموش ہونے پر طالوت نے پھر اسے مخاطب کیا۔

دیکھ داؤدؑ میرے بیٹے میں حماقت اور غلطی پر تھا دیکھ تیرے متعلق میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہہ سکتا ہوں کہ آنے والے دور میں تو کامیاب اور فتح مند رہے گا تیری شرافت تجھے مبارک ہو میں تجھ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ تو بڑے بڑے کام کرے گا اور ہمیشہ ہی فتح مند رہے گا مجھے چونکہ اپنی غلطی اپنی حماقت کا احساس ہو گیا ہے لہٰذا میں تجھے زک پہنچائے بغیر جاتا ہوں اس کے ساتھ ہی داؤدؑ کے کہنے پر طالوت نے اپنا ایک آدمی بھیجا کر نیزہ اور اپنا مشکیزہ منگوا لیا تھا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

دوسری طرف داؤدؑ بھی طالوت کے سلسلے میں مشکوک ہو گئے تھے اسلئے کہ دوبارہ وہ دیکھ چکے تھے کہ وعدہ کرنے کے باوجود طالوت ان کے تعاقب میں نکل پڑا اور ان کی جان کے درپے ہو گیا لہٰذا انہیں ابھی طالوت کی طرف سے خطرہ تھا کہ کسی بھی وقت اس کے ذہن میں اس کے لئے لئے سیدھے خیالات پیدا ہوں گے اور وہ ضرور ایک بار پھر اپنے لشکر کو لے کر ان کے تعاقب میں نکل کھڑا ہو گا لہٰذا انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وہ بنی اسرائیل کی حدود سے نکل کر فلسطیوں کے بادشاہ معوک کے بیٹے اکیس کے پاس جا کر پناہ لیں گے۔

اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لئے اپنے ساتھیوں کو داؤدؑ نے ساتھ لیا اور بنی اسرائیل کی حدود سے نکل کر وہ فلسطیوں کی سرزمین میں داخل ہوئے اور اکیس کی خدمت میں حاضر ہوئے اکیس نے گو داؤدؑ کو پہچان لیا تھا اور اسے یہ بھی خبر تھی کہ داؤدؑ وہی شخص ہے جس نے ان کے سب سے عمدہ اور بہترین سالار جالوت کو قتل کیا تھا اس کے باوجود اس نے داؤدؑ سے کسی قسم کی دشمنی کا اظہار نہیں کیا اس لئے کہ اکیس کے پاس خبریں پہنچ چکی تھیں کہ داؤد اور بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت کے درمیان گہری دشمنی چلی آ رہی ہے لہٰذا اس نے داؤدؑ کو اپنے ساتھیوں سمیت اپنے ہاں پناہ دینے کا ارادہ کر لیا اس کا نظریہ یہ تھا کہ جب آنے والے دنوں میں فلسطیوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ ہو گی تو وہ داؤدؑ کو اپنے ساتھ ملا کر بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کریں گے ان نظریات کے تحت اکیس نے داؤدؑ کو اپنے ہاں نہ صرف پناہ دی بلکہ صقلاج کا سارا علاقہ ان کی عملداری میں کر دیا اور صقلاج

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

میں داؤد کی حیثیت کو اکیس نے ایک حکمران کی حیثیت سے تسلیم کر لیا تھا۔

○○○

ایک روز پھر یورام اور اماوس عین دور کی کاہنہ عیرا کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت کاہنہ بہت سے لوگوں کے ساتھ معروف گفتگو تھی لہٰذا اس کے دیوان خانے میں کافی دیر بیٹھ کر ان دونوں کا انتظار کرنا پڑا جب دونوں کی باری آئی تب دونوں ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کاہنہ کے سامنے جا بیٹھے تھے کاہنہ بھی چونکہ انہیں تیسری بار آنے کی وجہ سے پہچاننے لگی تھی لہٰذا ہاتھ کے اشارے سے دونوں کو اس نے اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا دونوں کاہنہ کے حکم پر بیٹھ گئے تب یورام نے کاہنہ کو مخاطب کیا۔

کاہنہ ہم پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں یہ جاننے کے لئے کہ ہمارے ساتھیوں کو وہ قاتل جس کا نام آپ نے شارون بن علبون بتایا تھا وہ اس وقت کہاں ہے عزیز کاہنہ آپ جانتی ہیں کہ اس قاتل سے ہمیں بھی خطرہ ہے لہٰذا اگر آپ اپنے طالع سے ہمیں اس کا محل وقوع پوچھ کر بتائیں تو ہمارے لئے آسانی ہو گی قبل اس کے کہ وہ ہم پر وارد ہو ہمارے جانوں کے درپے ہو ہمارا خاتمہ کرے ہم اس سے پہلے ہی اس کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے اس کا خاتمہ کر دینا چاہتے ہیں۔

یورام یہیں تک کہنے پایا تھا کہ کاہنہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی ہاتھ کے اشارے سے اس نے یورام کو خاموش رہنے کے لئے کہا جس کے جواب میں یورام خاموش ہو گیا کاہنہ نے شاید اپنا عمل شروع کر دیا تھا اس لئے کہ اس کی آنکھیں بند ہو گئیں تھیں چہرے پر لکیریں نمایاں ہونے لگیں تھیں جلد ہی وہ ہیبت اور جلال کی تصویر دکھائی دینے لگی لگتا تھا اسکی رگوں میں دوڑتے پھرتے لہو کے اندر دائرے بناتی دوریاں رقص کر گئیں ہوں اس کا چہرہ مجبوریوں کی چادر اوڑھے درد کے بستر اور ساگر آنکھیں خواہشوں کے نگار خانوں میں رائیگاں کے بکھرے سانپوں کی مانند ہو گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ اسی طرح ایک کیفیت ایک ہیبت کے اندر ہی رہی۔

اتنی دیر تک کاہنہ کے اس دیوان خانے میں سر صحرا ایستادہ کسی برگد جیسی خاموش فضاؤں میں گھلے نغموں جیسا سکوت بے نام خواہشوں تلے دفن سرگوشیوں جیسی چپ طاری رہی پھر کاہنہ کی طرف دیکھتے ہوئے یورام اور اماوس فکر مند ہو گئے تھے اس لئے

کہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے کاہنہ کا چہرہ جستجو کے آشوب جیسا ویران غلفت کدوں میں رقص کرتی زمانے بھر کی وحشتوں جیسا افسردہ ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر اس نے آنکھیں کھولیں تھوڑی دیر تک اس نے یورام اور اماوس کی طرف باری باری دیکھا اس کے بعد اس نے سم آلودہ انداز اور زہر لہجے میں ان دونوں کو مخاطب کیا۔

سنو یورام اور اماوس حالات یکسر تبدیل ہو گئے ہیں جو کچھ میں تمہیں بتانے والی ہوں اسے غور سے سنو اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو سنو یوں جانو کہ موت کے بے لباس پیکر اپنی عریانی میں تمہیں ڈھانپنے کے لئے تمہارے درپے ہیں وقت کی سخت گیر باہیں تمہاری ہمدمی تمہاری بتان جان کا خاتمہ کرنے کو ہیں تمہاری امیدوں کی بالکونیاں دن کے زوال میں تمہارا ستارہ رہبری شہر ملول میں تبدیل ہونے والا ہے سنو یورام اور اماوس پھولوں کی شبنم آنکھوں کے آنسوؤں میں اور لہو میں بھاگتی خواہشیں تاریکی کی آبشاروں میں تبدیل ہونے والی ہیں قبل اس کے یاس وحزن تمہارا مقدر ہو قبل اسکے ان دیکھے خونی ہاتھ تمہاری زیست کی ہر علامت کا خاتمہ کر دیں قبل اس کے کہ تمہارے لئے دھواں شام کا الاؤ سرد مہری کی شب میں ڈھل جائے اپنی حفاظت کا سامان کر لو۔

یہاں تک کہنے کے بعد کاہنہ جب خاموش ہوئی تو یورام اور اماوس تھوڑی دیر تک بڑے فکر گیر انداز میں کاہنہ کی طرف دیکھتے رہے پھر یورام نے کاہنہ کا مخاطب کیا۔

عظیم کاہنہ جو تم کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو تمہاری گفتگو نے ہم دونوں کو پریشان کر دیا ہے۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا دشمن اب ہم پر وارد ہونے والا ہے اور ہماری جانوں کے درپے ہے۔

جواب میں کاہنہ تھوڑی دیر تک عجیب سے انداز میں ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتی رہی پھر اس کمرے میں اس کی آواز گونج گئی۔

سنو یورام اور اماوس تمہارے اندازے کسی قدر درست ہیں تمہارے ساتھیوں کا قاتل شارون بن علبون فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود سے کوچ کر چکا ہے اس کے کسی ہمنوا کسی ہمدرد نے یہ بتا دیا ہے کہ تم دونوں نے یہاں قیام کر رکھا ہے لہٰذا وہ بڑی برق رفتاری سے تمہارا رخ کر رہا ہے میرے طالع کا یہ کہنا ہے کہ وہ تم دونوں کے خاتمے کے درپے ہے لہٰذا میں تمہیں تنبیہ کرتی ہوں کہ اس کی آمد سے پہلے ہی اپنی حفاظت

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کا سامان کرو ورنہ وہ شخص جس کا نام شارون بن علبون ہے تم پر وارد ہو جائے گا اس پر اماوس نے کاہنہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے کاہنہ اگر ہم یہ جاننا چاہیں کہ بھاگ کر جان بچانے کے بجائے اگر ہم اس شارون بن علبون کے ساتھ کھلے میدانوں میں مقابلہ کریں تو کیا آپ اپنے طالع سے پوچھ کر ہمیں یہ بتا سکتی ہیں کہ اس ٹکراؤ اور اس مقابلے کے نتیجے میں کون غالب کون مغلوب رہے گا۔

کاہنہ نے کسی قدر ناپسندیگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

کوئی ایسا سوال مت کرو جس کا تعلق مستقبل سے ہو مجھ سے وہی بات پوچھو جو ماضی سے تعلق رکھتی ہو ناواقفو! سنو کیا تم نہیں جانتے کہ غائب کا علم خداوند قدوس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا طالع صرف وہی بات بتا سکتے ہیں جو ماضی میں رونما ہو چکی ہو اور جس کا علم غائب سے کوئی تعلق نہ ہو جو بات تم نے مجھ سے پوچھی وہ میں نے تمہیں بتا دی اب تم دونوں جانو اور تمہارا قاتل شارون بن علبون بہر حال اس سے حفاظت کے لئے تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر لو اس کے ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے کاہنہ نے انہیں چلے جانے کا حکم دیا تھا کاہنہ کا اشارہ پاتے ہی وہ دونوں کاہنہ کے کمرے سے نکل گئے تھے۔

کاہنہ کے کمرے سے نکلنے کے بعد دونوں تھوڑی دیر تک کاہنہ کی حویلی کے صحن میں بندھے اپنوں گھوڑوں کے پاس کھڑے رہے یورام نے اماوس کو مخاطب کیا۔

دیکھ اماوس میرے بھائی تمہارے خیال میں ہمیں اب کیا کرنا چاہئے ظاہر ہے ان علاقوں کی طرف شارون بن علبون اس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے آ رہا ہے جو اشدود سے اس سمت آتی ہے اب کہو ہمیں کیا کرنا چاہئے کیا ہمیں شاہراہ پر کھڑے ہو کر اس کی راہ روکتے ہوئے اس کا مقابلہ کرنا چاہئے یا اپنے لئے کسی محفوظ ٹھکانے کی جستجو میں نکل جانا چاہئے اماوس نے کسی قدر افسردگی سے یورام کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ یورام میرے بھائی تو جانتا ہے کہ اس سے پہلے ہمارے ساتھی ابیاہ اور نحسون نے جبل موسیٰ پر اس شارون بن علبون کا مقابلہ کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس شارون بن علبون نے ابیاہ اور نحسون دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اگر ہم بھی ابیاہ اور نحسون کی طرح اس کی راہ روکتے ہیں اس کا مقابلہ کرتے ہیں تو مجھے خطرہ اور خدشہ ہے کہ ہمارے

ساتھیوں کی طرح کہیں یہ شارون بن علبون ہم دونوں کی بھی گردنیں کاٹتا ہوا نہ نکل جائے اس لئے میرا خیال ہے کہ کھلے میدانوں میں اسے مقابلے کے لئے للکارنے کے بجائے جس سرائے میں ہم نے قیام کر رکھا ہے اس میں اپنا قیام رکھیں ساتھ ہی احتیاط کے طور پر کچھ اچھے تیغ زنوں کو معقول رقم دے کر اپنے ساتھ ملا لیں جب وہ ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے تو ان کے ساتھ مل کر اسے ٹھکانے لگا دیا جائے۔

اماوس کی اس تجویز پر یورام کی آنکھیں چمک اٹھیں پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ اماوس میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں تم نے ایک نئی بات کہی ہے جس نے میرے حوصلے بلند کر دیئے ہیں ہمیں اب چھپنا نہیں چاہئے دیکھو یہ بات واضح ہے کہ ہم دونوں مل کر اگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ہمارے ساتھ کوئی تیسرا مل جائے تو پھر بڑی آسانی کے ساتھ ہم اس شارون بن علبون پر غلبہ پا سکتے ہیں لہٰذا ہم یہ کام کرتے ہیں۔ کہ ابھی سرائے میں جاتے ہیں دو اچھے تیغ زنوں کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں انہیں معقول رقم دیتے ہیں اور انہیں اپنے ساتھ ہی اپنے کمرے میں رکھتے ہیں جب کہیں بھی ہم باہر جائیں تو ان دونوں کو ساتھ لے کر جائیں گے تاکہ شارون بن علبون کسی وقت بھی ہم پر حملہ آور ہو تو چاروں مل کر اس کا مقابلہ کر سکیں اگر تین ہم اس پر غالب رہ سکتے ہیں تو پھر چار تو بڑی آسانی کے ساتھ اس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے میرے عزیز آؤ سرائے کی طرف چلیں وہاں اپنے لئے دو عمدہ تیغ زنوں کا انتظام کرتے ہیں اپنے کمرے میں ان کے ساتھ قیام کرتے ہیں اس شارون بن علبون کی ایسی تیسی۔ پھر دیکھیں گے کہ کیسے وہ ہم سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے اور اگر اس نے ایسی کوشش کی تو ہلاک ہو کر رہ جائے گا اس کے ساتھ ہی دونوں مطمئن انداز میں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہیں ایڑ لگاتے ہوئے اس سرائے کی طرف دوڑا رہے تھے جس میں ان دونوں نے قیام کر رکھا تھا۔

OOOO

فلسطیوں نے ایک بار پھر بنی اسرائیل کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کا سپہ سالار اعلیٰ فلسطیوں کے بادشاہ معوک کا بیٹا اکیس تھا کیونکہ اللہ کے نبی داؤدؑ نے بھی اکیس کے ہاں پناہ لے رکھی تھی اور اکیس نے صقلاج کا علاقہ ان کے حوالے کر رکھا تھا لہٰذا اکیس کے کہنے پر داؤدؑ بھی بنی اسرائیل کے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

خلاف جنگ کرنے کے لئے فلسطیوں کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔

اپنے لشکر کی ترتیب درست کرنے اور جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد اکیس اور دیگر فلسطی سپاہ سالاروں نے اپنے لشکر کے ساتھ جلبوعہ کے مقام پر پڑاؤ کیا۔

بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت کو جب خبر ہوئی کہ فلسطی بنی اسرائیل کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جلبوعہ کے مقام پر خیمہ زن ہو چکے ہیں تب اس نے بھاگ دوڑ کی ایک بہت بڑا لشکر اس نے بھی تیار کیا ساتھ ہی اس نے سوختنی قربانیاں کرتے ہوئے اور خداوند قدوس کے آگے گو گڑا کے عبادت کرتے ہوئے اپنے خدوند سے راہنمائی حاصل کرنا چاہی لیکن جب اسے قربانی کے ذریعے خوابوں میں بھی کوئی راہنمائی نہ ملی تب وہ پریشان ہوا اس کی اس پریشانی کی حالت میں اسکے صلاح کاروں نے مشورہ دیا کہ ان حالات میں اسے عین دور کی کاہنہ عیرا کے پاس جانا چاہئے اور اس سے جا کہ اللہ کے نبی سموئیل کی روح کو حاضر کر کے رہبری اور راہنمائی حاصل کرنا چاہیئے۔

اپنے ساتھیوں کے مشورہ دینے پر بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت عین دور میں عیرا نام کی کاہنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کاہنہ پر طالوت نے یہ ظاہر نہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت ہے کاہنہ نے جب طالوت سے آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے اپنا نام بدل کر بتایا اور کاہنہ سے گزارش کی کہ وہ اس کے لئے اللہ کے نبی سموئیل کی روح کو حاضر کرے اس لئے کہ ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں وہ ان سے مشورہ لینا چاہتا ہے۔

کاہنہ ایسا کرنے پر تیار ہو گئی اس وقت اکیلا طالوت اس کے کمرے میں تھا اس کے محافظ اور دیگر ساتھی کاہنہ کی بستی کے باہر تھے اس لئے کہ طالوت نے اس پر یہ ظاہر نہ کیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ ہے اگر وہ اپنے محافظوں کو بھی لے کر جاتا تب کاہنہ پر ظاہر ہو جاتا کہ وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت ہے طالوت کے کہنے پر کاہنہ نے اپنے عمل کی ابتداء کی۔

اچانک عیرا کی حالت ایسی پریشان کن ہو گئی جیسے اس کے ذہن کے اوطاقوں میں نوحہ گر چاندنی اور سوچوں کی سیڑھیوں پر غم زندگی سے الجھتے جبر کے خونی سائے اترنا شروع ہو گئے ہوں پھر اس نے شکووں بھری آواز میں طالوت کو مخاطب کیا۔

اے اللہ کے بندے تو نے میرے ساتھ کیوں دھوکہ دغا اور فریب کیا تو اجنبی بن کے میرے کمرے میں آیا جبکہ میرے طالع نے مجھے بتایا ہے کہ تو بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت ہے۔ اس پر طالوت نے بڑے نرم لہجے میں کاہنہ کا مخاطب کر کے کہا دیکھ کاہنہ تو ہراساں مت ہو صرف یہ بتا کہ تو نے اپنے عمل کی ابتداء کی ہے تو اس میں تجھے کیا دکھائی دیتا ہے طالوت کی اس گفتگو سے کاہنہ کو کسی قدر ڈھارس ہوئی پھر وہ کہنے لگی۔

مجھے ایک ہیولہ زمین سے اوپر اٹھتا ہوا دکھائی دیتا ہے تب طالوت نے پوچھا اس کی شکل کیسی ہے کاہنہ کہنے لگی ایک بوڑھا ہے جو اوپر کو اٹھتا دکھائی دیتا ہے اور جبہ پہنے ہوئے ہے تب طالوت کو ڈھارس ہوئی کہنے لگا یقیناً یہ اللہ کے نبی سموئیل کا ہیولہ ہے تب بلند آواز میں سموئیل کو مخاطب کرتے ہوئے طالوت کہنے لگا اے بزرگ سموئیل میں سخت پریشان ہوں اس لئے کہ فلسطی ایک بہت بڑا لشکر لے کر مجھ سے جنگ کرنے پر آمادہ ہیں اور مجھے خداوند کی طرف سے کوئی رہبری اور راہنمائی نہیں مل رہی۔

طالوت کی اس گفتگو کے جواب میں اسے سموئیل کی آواز سنائی دی۔

دیکھ طالوت یہ باتیں تو مجھ سے کیوں پوچھتا ہے جس حال میں خداوند نے تجھے الگ کر دیا اس حال میں تیرا میرا کیا تعلق دیکھ طالوت خداوند نے جیسا میری وساطت کہا تھا ویسا ہی ہوا ہے خداوند نے تیرے ہاتھ سے سلطنت چھین کر اور تیرے پڑوسی داؤد کو یہ سلطنت عطا کر دی ہے اس لئے کہ تو نے خداوند کی بات نہیں مانی تھی اور عمالیقیوں سے اس کے قہر شدید کے موافق پیش نہیں آیا تھا اس سبب سے خداوند نے آج کے دن تجھ سے یہ برتاؤ کیا۔

دیکھ طالوت میری باتیں غور سے سن اب وقت آگیا ہے کہ خداوند تیرے ساتھ اسرائیلیوں کو بھی فلسطیوں کے ہاتھ کر دے گا۔

سموئیل کی طرف سے یہ جواب سن کر طالوت بڑا فکر مند اور پریشان ہوا وہ اپنی جگہ پر کاہنہ کے سامنے فکر مند اور علیل سا بیٹھا رہا کیونکہ وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا لہٰذا کاہنہ کو اس پر بڑا رحم اور ترس آیا اپنی جگہ سے وہ اٹھی طالت کو اس نے اٹھایا اپنے گھر میں جو اس کا ایک گائے کا بچھڑا تھا اسے اس نے ذبح کیا طالوت اور اس کے ساتھیوں کی تواضع کی اپنی گفتگو سے اس کاہنہ نے طالوت کو ڈھارس دلائی جس سے طالوت کی کچھ ہمت بندھی

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اور وہ کاہن سے رخصت ہوا تاکہ اپنے لشکر کو لے کر فلسطیوں سے جنگ کرے۔

oooo

فلسطیوں کے سپہ سالار اعلیٰ اکیس نے پہلے اپنے لشکر کے کیساتھ جلبوعہ کے مقام پر پڑاؤ کیا تھا اسی دوران طالوت نے بھی اپنے لشکر کی تیاریاں مکمل کر لیں تھیں اور فلسطیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ یزراعیل کے مقام پر جہاں چشمے تھے اپنے لشکر کو لے کر خیمہ زن ہوا تھا فلسطیوں نے جب جانا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ یزراعیل کے مقام پر خیمہ زن ہوا ہے تب انہوں نے جلبوعہ سے اپنا پڑاؤ اٹھایا اور بنی اسرائیل کے عین سامنے یزراعیل کے مقام پر وہ خیمہ زن ہوئے تھے۔

جنگ کی ابتدا ہونے سے پہلے چند فلسطی امراء اور سالار اپنے سپہ سالار اعلیٰ اور بادشاہ کے بیٹے اکیس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگے دیکھ اکیس یہ جو داؤد نام کے شخص کو اس کے چھوٹے سے لشکر کے ساتھ تو اپنے ساتھ لئے پھرتا ہے یہ بنی اسرائیل کے خلاف جنگ کے درمیان ہمارے لئے خطرے کا باعث بھی بن سکتا ہے اس لئے کہ وہ خود اور اس کے سارے ساتھی اسرائیلی ہیں، یہ وہی داؤد ہے جس نے ہمارے سپہ سالار اعلیٰ جالوت کو قتل کیا تھا یہی داؤد ہے جس کے متعلق بنی اسرائیل کی فتح کے موقع پر بنی اسرائیل کی عورتوں نے گاتے ہوئے کہا کہ طالوت نے تو ہزاروں کو پر داؤد نے لاکھوں کو مارا۔

دیکھ اکیس اگر عین جنگ کے دوران یہ داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہماری پشت کی طرف سے حملہ آور ہو جائے تو یاد رکھنا بنی اسرائیل کے مقابلے میں ہماری شکست لازمی ہو جائے گی دیکھ اس میں کوئی شک نہیں کہ گذشتہ ایک سال سے یہ ہمارے اندر رہ رہا ہے اور تو نے اسے صقلاج کا علاقہ دے رکھا ہے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اس داؤد کو اس کے ساتھیوں سمیت تو اپنے لشکر سے علیحدہ کر دے اور اسے حکم دے کہ وہ صقلاج میں جا کر پرسکون زندگی بسر کرے۔

دیکھ اکیس! ہم تم سے یہ نہیں کہتے کہ تو اس داؤد اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی کرے ہم تو احتیاطاً اسے اپنے لشکر سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں ورنہ جب سے وہ فلسطیوں کے اندر رہ رہا ہے ہم نے اس کی ذات میں کوئی عیب کوئی برائی نہیں

دیکھی وہ انتہا درجہ کا نیک اور پارسا شخص ہے اس کے باوجود ہم چاہیں گے کہ اسے اپنے لشکر میں نہ رکھا جائے اسے اور اس کے ساتھیوں کو میدان جنگ سے نکال کر واپس صقلاج کی طرف روانہ کر دیا جائے۔

اپنے امراء اور سالاروں کے اعتراض کے جواب میں سپہ سالار اعلیٰ اکیس نے داؤد کو طلب کیا داؤد اکیس کے خیمے میں آئے اور اس کے کہنے پر وہ اس کیسامنے بیٹھ گئے تب اکیس نے انہیں مخاطب کیا۔

اے داؤد اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ایک پرہیزگار اور پارسا شخص ہیں جب سے آپ صقلاج میں رہ رہے ہیں میں نے آپ کے اندر کوئی خامی کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس سے کبھی میری دل آزاری ہوئی ہو میں آپ کی ذات آپ کے کردار اور اطوار سے پوری طرح مطمئن رہا ہوں دیکھ داؤد تمہارا تعلق چونکہ بنی اسرائیل سے ہے لہذا بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کے دوران میرے امراء اور سالار تمہاری طرف سے خطرہ اور خدشہ محسوس کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جنگ کے دوران داؤد کا اسرائیلی خون جوش مارے اور وہ ہمیں چھوڑ کر بنی اسرائیل کے ساتھ شامل ہو جائے یا بنی اسرائیل کی حمایت میں وہ ہمارے لشکر میں ہی رہتے ہوئے پشت کی جانب سے ہم پر حملہ آور ہو جائے اور ہماری فتح کو شکست میں تبدیل کر دے۔

دیکھ داؤد میں جانتا ہوں تو ہرگز ایسا نہیں کرے گا اس لئے کہ میں تجھے اچھی طرح جان چکا ہوں تو میرے لئے بہترین جاں نثار اور مخلص ہے اس کے باوجود اپنے سالاروں کے اعتراضات کے بعد میں تمہیں مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم یہاں سے ابھی اور اسی وقت روانہ ہو جاؤ اور صقلاج میں جا کے پرسکون زندگی بسر کرو دیکھ داؤد تو میرے اس فیصلے کا برا نہ ماننا میں جانتا ہوں کہ میرے اس فیصلے سے تیری دل آزاری ہو گی لیکن جو کچھ میں کر رہا ہوں یہ سب مجبوری کے تحت کر رہا ہوں اگر میں تمہیں میدان جنگ سے نکال کر صقلاج کی طرف روانہ نہیں کرتا تو میرے سالار اور امراء بددل ہو جائینگے میرے فیصلے کے خلاف احتجاج کریں گے اور بنی اسرائیل کے خلاف ہونے والی جنگ میں اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کریں گے لہذا اپنی اور تمہاری دونوں کی بہتری کے لئے میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم صقلاج کی طرف

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

روانہ ہو جاؤ۔

اکیس کے اس فیصلے پر داؤد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اکیس سے پرجوش مصافحہ کیا اس کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر لشکر سے نکلے اور اپنے علاقے صقلاج کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

OOOO

دوسری جانب ایسا ہوا کہ جس وقت داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ صقلاج سے نکل کر اکیس کے لشکر میں شامل ہوئے تھے تو ان کی غیر موجودگی میں ان کے ہمسائے عمالیقی حرکت میں آئے ایک کافی بڑے لشکر کے ساتھ وہ صقلاج پر حملہ آور ہوئے صقلاج کو انہوں نے خوب لوٹا اور اس کے بعد صقلاج شہر کے ایک حصے کو آگ لگا دی تھی شہر کے اندر انہوں نے زیادہ قتل عام نہیں کیا بلکہ بنی اسرائیل کی عورتوں بچوں بوڑھوں اور دیگر لوگوں کو اسیر بنا کر چل دیئے تھے اسیر بنائے جانیوالے لوگوں میں داؤد کی دو بیویاں بھی شامل تھیں اپنے لشکر کیساتھ جب داؤد وہاں پہنچے تو صقلاج کے ایک حصے کو جلا ہوا پایا اور شہر کو دیکھا کہ اسکی لوٹ مار ہو چکی ہے اور اکثر لوگوں کو قیدی بنا لیا گیا ہے تب وہ بڑے پریشان اور فکر مند ہوئے شہر میں جو لوگ اسیر ہونے سے بچ گئے تھے انہوں نے داؤد کو بتایا کہ ان کی غیر موجودگی میں عمالیقی صقلاج پر حملہ آور ہوئے شہر کی انہوں نے اینٹ سے اینٹ بجائی اور بے شمار لوگوں کو اسیر بنا کے چل دیئے۔

داؤد کو جب یہ خبر ملی تو وہ بڑے پریشان ہوئے تاہم اپنے لشکر کے ساتھ وہ عمالیقیوں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے تھے جس وقت وہ صحرا میں عمالیقیوں کا تعاقب کر رہے تھے راستے میں انہیں ایک مصری بے ہوش پڑا ہوا ملا ان کے ساتھی اٹھا کے اس مصری کو داؤد کے پاس لائے ان کا خیال تھا کہ شاید مصری عمالیقیوں کے لشکر سے ہی تعلق رکھتا ہو اور ان کے متعلق ہمیں معلومات فراہم کر دے سو داؤد کے حکم پر اسے پینے کو پانی کھانے کو کچھ دیا گیا جب وہ روٹی کھا چکا اور پانی پی چکا تب اسے انجیر کی ٹکیاں کشمش کے خوشے پیش کئے گئے اس نے دونوں چیزیں بڑی رغبت کے ساتھ کھائیں اس کے بعد داؤد نے اس شخص کو مخاطب کر کے پوچھا اے نوجوان تو کون ہے اور کیوں تو صحرا کے اس حصے میں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس پر نوجوان نے شکر گذار انداز میں داؤد کی طرف دیکھتے

ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے اجنبی میں نہیں جانتا تم لوگ کون ہو کہاں سے آ رہے ہو اور کدھر جا رہے ہو پر میں یہ بتاؤں میں کہ میں گزشتہ تین دن تین رات سے بھوکا پیاسا ہوں داؤد نے پھر اس سے پوچھا تو پہلے یہ تو بتا تو کون ہے اور کس کا آدمی ہے۔ اس نوجوان نے پھر کہنا شروع کیا۔

دیکھ اجنبی میں ایک عمالیقی سردار کا خادم ہوں میں بیمار پڑ گیا تھا اس لئے میرا آقا مجھے اس صحرا میں مرنے کے لئے چھوڑ گیا تھا میں عمالیقیوں کے اس لشکر کے ساتھ تھا جو بنی اسرائیل کے شہر صقلاج پر حملہ آور ہوا شہر کی انہوں نے اینٹ سے اینٹ بجائی اور بے شمار اسرائیلیوں کو اپنا قیدی بنا کر چل دیئے۔

اس مصری کا یہ جواب سن کر داؤد بڑے خوش ہوئے اور دوبارہ بڑے نرم لہجے میں اس کو مخاطب کر کے کہنے لگے دیکھ نوجوان جو تو نے بتایا میں اس کا شکر گزار ہوں کیا تو عمالیقیوں کے اس لشکر تک ہماری راہنمائی کر سکے گا جو صقلاج کے شہر پر حملہ آور ہوا شہر کی اینٹ سے اینٹ بجائی اور ہماری عورتوں اور مردوں کو اسیر بنا کر لے گئے اس پر خوفزدہ سے لہجے میں وہ نوجوان کہنے لگا اگر تم لوگ مجھ سے خدا کی قسم کھا کر وعدہ کرو کہ تم مجھے قتل نہیں کرو گے نہ ہی مجھے میرے عمالیقی آقا کے حوالے کرو گے تو میں بخوشی تم لوگوں کو عمالیقیوں کے اس لشکر تک پہنچا دوں گا جو صقلاج پر حملہ آور ہوا تھا۔

داؤد نے اس مصری کی پیشکش کو قبول کر لیا اسے امان دی اور وعدہ کیا کہ کسی بھی صورت میں اسے نقصان نہیں پہنچائے گا داؤد کا یہ جواب سن کر مصری بے حد خوش ہوا اور داؤد کی رہنمائی کے لئے تیار ہو گیا اس پر داؤد نے اس مصری کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا اور بڑی تیزی کے ساتھ وہ صحرا کے اندر عمالیقیوں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے تھے۔

اس مصری کی راہنمائی میں چند میل جا کر اس کے کہنے پر داؤد اپنے لشکر کے ساتھ رک گئے اس لئے کہ انہوں نے دیکھا کہ ذرا آگے خیموں کا ایک شہر تھا مصری نے ان خیموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا دیکھ اجنبی وہ جو سامنے خیموں کا شہر نظر آتا ہے یہی عمالیقیوں کے لشکر کا پڑاؤ ہے یہ وہ عمالیقی ہیں جو صقلاج پر حملہ آور ہوئے اور شہر کی بربادی کا باعث بنے صقلاج سے انہیں مال و دولت کی صورت میں بہت کچھ ملا ہے لہذا صحرا کے اس حصے میں پڑاؤ کر کے یہ ناچ گانے اور عیش و عشرت میں مصروف ہوں گے اس حالت میں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اگر تم ان سے انتقام لینا چاہتے ہو تو ان پر شب خون مارو مجھے امید ہے کہ تمہارا شب خون کامیاب رہے گا اس طرح تم ان سے خوفناک انتقام لے سکتے ہو۔

اس مصری کی اس تجویز سے داؤد نے اتفاق کیا دن کا حصہ اپنے لشکر کے ساتھ انہوں نے ریت کے ٹیلوں کے پیچھے گزارا عمالیقی داؤد کی آمد سے بے خبر رہے اس لئے کہ صحرا میں انہوں نے رازداری سے سفر کیا تھا جس کی بناء پر عمالیقی داؤد کے لشکر کو نہ دیکھ سکے تھے داؤد نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ عمالیقیوں پر ایسا شب خون ماریں گے کہ ان سے اپنے شہر صقلاج کی بربادی کا خوفناک بدلہ لیں گے۔

OOOO

رات ہر شئے پر تاریکیوں کی پیوند کاری کرتی دھیرے دھیرے گزرتی جارہی تھی صحرا کی مہکتی فضاؤں میں چاند کی سفید چادر بکھر گئی تھی صحرائی پھولوں پر شبنم اترنا شروع ہو گئی تھی سلگتی ریت کے برہنہ ٹیلے چپ کا غلاف اوڑھے چاندنی میں نہانے لگے تھے صحراؤں کے اندر چاروں طرف بے کنار سرابوں کے سمندر جیسی چپ ہواؤں کی زد سے بکھرے پتوں جیسی خاموشی اور قرطاس ابیض پر لکھے ندامت کے گہرے حروف جیسی بے تنہائی سی پھیلی ہوئی تھی ایسے میں داؤد نے عمالیقیوں اور اپنے لشکر کے درمیاں جو فاصلہ تھا اسے واہموں کے طوفان سلگتے لمحوں اور ہجوم مصائب کی طرح کوئی آواز اور کھٹکا کئے بغیر طے کیا اس کے بعد وہ صحرا میں گہری نیند سوئے ہوئے عمالیقیوں کے لشکر پر رسوائیوں کے اندھیروں میں غموں کے بھنور۔ وقت کی سسکتی چادر میں شکستہ و منہدم کر دینے والے جذبوں اور بدی کے جہاں کی بے اماں بستیوں میں عالم تغیر برپا کر دینے والے عناصر کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے

عمالیقی دن بھر داد عیش دیتے شراب پیتے اور رنگ رلیاں مناتے ہوئے رات کے وقت گہری نیند سوئے ہوئے تھے صحرا کے اندر انہیں اپنے لئے کسی خطرے اور خدشے کا امکان نہ تھا۔ وہ جانتے تھے داؤد جن کے شہر صقلاج کو انہوں نے تباہ و برباد کیا ہے وہ بنی اسرائیل کے خلاف جنگ کرنے کے لئے فلسطیوں کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں پر وہ نہیں جانتے تھے کہ قدرت ان کے خلاف بہت بڑا فیصلہ کر چکی تھی جس وقت داؤد نے ان پر حملہ کیا تو پہلے حملے میں ہی داؤد ان پر زرد ہزیمت شکست کی مجبوریوں اور آنسوؤں میں ڈوبی

ہوئی ندامتوں کی طرح چھا گئے تھے بڑی مشکل سے عمالیقیوں نے اپنے آپکو سنبھالا اور حملہ آوروں کو مقابلہ کرنا چاہا لیکن اس وقت تک داؤد ان کے آدھے سے زیادہ آدمیوں کو کاٹتے ہوئے ان پر پوری طرح خواہشوں کے پرندوں کی بے خطر اڑان وقت کے بدترین گرداب کے رقص اجل خیز کی طرح چھا چکے تھے۔ یہ ایک ہولناک اور جان لیوا شب خون تھا جو داؤد نے اپنے مختصر لشکر کے ساتھ عمالیقیوں پر مارا تھا رات کی تاریکی میں اس شب خون کی وجہ سے عمالیقیوں کے خون کے باعث صحرا کا وہ حصہ لہو لہو سرخ سرخ ہو کر رہ گیا تھا شب خون کے نتیجے میں داؤد نے عمالیقیوں کے اکثر لشکریوں کو تہہ تیغ کیا چند بچے کچھے لوگ اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر اپنی جانیں بچانے کے لئے جدھر ان کا منہ اٹھا ادھر ہی بھاگ گئے تھے۔

داؤد نے چونکہ اکثر عمالیقیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور جو چند عمالیقی بھاگے تھے وہ اپنے ساتھ کوئی چیز اٹھا کر نہ لے جاسکے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو کچھ عمالیقیوں نے داؤد کے شہر صقلاج سے لوٹا تھا وہ سب کچھ داؤد کو واپس مل گیا جو لوٹ مار انہوں نے صقلاج کے علاوہ دوسرے علاقوں میں کی تھی وہ بھی داؤد کے ہاتھ لگی تھی داؤد کی بیویوں کے علاوہ صقلاج کے سب مرد عورتیں ابھی تک محفوظ تھے انہیں بھی داؤد نے اپنی امان میں لیا جنگ کے نتیجے میں جو کچھ داؤد کے ہاتھ لگا وہ سب انہوں نے سمیٹا اور صقلاج کی طرف وہ خوشی خوشی کوچ کر گئے تھے۔

OOOO

فلسطی اور بنی اسرائیل کے لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے صف آرا ہوئے اس کے بعد جنگ کی ابتداء ہوئی یہ ابتداء بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت نے کی تھی اور طالوت اپنے لشکر کے ساتھ قفس کی تنہائیوں مسافت کی قہرمانیوں۔ جدائیوں کی ساعتوں اداسیوں کی قوسوں اور موت کے الجھتے ہوئے ہیولوں کی طرح فلسطیوں کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا جواب میں فلسطی بھی ہار کھانے والے نہیں تھے وہ بھی جوابی کارائی کرتے ہوئے وقت کی تیرگی کے خوف میں سرکتی سرسراتی شب اور زندگی کے مرمریں پیالوں میں زہر گھولتی لہو بھر کرنوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے دونوں لشکروں کے یوں ٹکرانے کے باعث ہر شئے کی رگ رگ میں خوف پل پل میں سفاکیاں رینگ اٹھیں تھیں دلوں میں وسوسوں سے بھرے حیرتوں کے بحر بے بیکراں رقص کرنے لگے تھے کافی دیر تک دونوں لشکروں

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

میں ہولناک جنگ ہوتی رہی بنی اسرائیل کا خیال تھا کہ وہ اپنے بادشاہ طالوت کی سرکردگی میں فلسطیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن انہیں ناکامی رہی آہستہ آہستہ فلسطی ان کے لشکر پر حاوی ہونے لگے پھر وہ موقع بھی آیا جب فلسطیوں نے ان پر تیز اور خون آلود حملے کرتے ہوئے ان کی حالت یادوں کے پھٹے بادبانوں کی المناک داستانوں بے چراغ صفحات اور آسیب اثر مسافتوں جیسی بنا کر رکھنی شروع کر دی تھی۔

بنی اسرائیل پر جب فلسطیوں کا زور بڑھنے لگا تب انہوں نے جارحیت ترک کر دی اور اپنے دفاع تک محدود ہو گئے وہ اب آگے نہیں بڑھ رہے تھے بلکہ ایک جگہ جم کر دشمن کو روکنے لگے تھے پر ان کی یہ ترکیب بھی ناکام ہوتی دکھائی دی اس لئے کہ فلسطیوں کے حوصلے اس طرح بڑھ گئے تھے انہوں نے بنی اسرائیل کی اگلی صفوں کو روندھ کر رکھ دیا تھا اگلی صفوں کے خاتمے کے بعد پچھلی صفوں میں بد دلی پھیلتی چلی گئی تھی مزید جنگ کے بعد یہ بد دلی زہر کی طرح پچھلی صفوں تک سرایت کر گئی تھی جس کے باعث بنی اسرائیل کے حوصلے مزید پست ہوئے جبکہ فلسطی پہلے کی نسبت زیادہ بے باکی اور جرأت مندی سے حملہ آور ہونے لگے تھے آخر کار اس جنگ کے نتیجے میں بنی اسرائیل کے لشکر کا ایک بڑا حصہ فلسطیوں نے تہہ تیغ کر دیا جس کی وجہ سے بنی اسرائیل کو بدترین شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

بنی اسرائیل کے بادشاہ طالوت نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل میدان جنگ سے بھاگے ہیں تو وہ بھی اپنے تینوں بیٹوں کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا جبکہ فلسطی پورے زور اور پوری شدت کے ساتھ ان کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے تھے۔

بنی اسرائیل کا خیال تھا کہ وہ میدان جنگ سے بھاگ کر جانیں بچالیں گے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے اس لئے کہ فلسطی ان کے قدم بہ قدم رکھتے ہوئے ان کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے تھے اور بنی اسرائیل کے جو افراد میدان جنگ سے بھاگے تھے ان کا بھاگتے ہوئے خوب قتل عام کیا یہاں تک کہ تعاقب کرنے والے طالوت اور اس کے بیٹوں کے پیچھے بھی لگ گئے تھے اسی تعاقب کے دوران طالوت کے تینوں بیٹے باری باری فلسطیوں کے ہاتھوں مارے گئے آخر کار تعاقب کرنے والے خود طالوت اور اس کے سلاح بردار کے بھی قریب پہنچتے چلے گئے تھے۔

اپنے گھوڑوں کے سرپٹ دوڑاتے ہوئے طالوت نے جب دیکھا کہ فلسطی اس کے تعاقب میں ہیں اور اگر تھوڑی دیر مزید تعاقب رہا تو وہ اسے پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے تب اپنے پہلو میں گھوڑے پر سوار اس نے اپنے سلاح بردار سے کہا دیکھو میرے عزیز تعاقب کرنے والے فلسطی تیرے اور میرے سر پر پہنچنے والے ہیں وہ پہلے ہی میرے تینوں بیٹوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں تو ایسا کر اپنی تلوار کھینچ اور اپنے ہاتھوں سے میری گردن کاٹ دے کہیں ایسا نہ ہو کہ تعاقب کرنے والے فلسطی مجھے زندہ پکڑ لیں پھر مجھے سسکا سسکا کر ماریں اور بعد میں میری لاش کی بے حرمتی کریں۔

لیکن طالوت کے سلاح بردار نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنی ہی تلوار سے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے آقا کو قتل کرے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے طالوت اپنے گھوڑے سے نیچے اترا تعاقب کرنے والے نزدیک پہنچ گئے تھے طالوت نے فوراً اپنی تلوار کو زمین پر گاڑا اور خود کو اس کے اوپر گرا دیا اس طرح اس کی اپنی تلوار اس کے جسم سے پار ہو گئی تھی اور اس کا خاتمہ ہو گیا تھا طالوت کو دیکھتے ہوئے اس کے سلاح بردار نے بھی اپنے آپ کو اپنی تلوار پر گرایا اور اپنا خاتمہ کر لیا تھا۔

اس طرح اس جنگ میں نہ صرف بنی اسرائیل کو فلسطیوں کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی اور بے پناہ نقصان اٹھانا پڑا بلکہ ان کا بادشاہ طالوت اور اس کے بیٹے اور عزیز اقارب بھی اس جنگ میں موت کے گھاٹ اتار دیے گئے تھے۔

PVL PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY www.pdfbooksfree.pk

دوسری جانب داؤد عمالیقیوں سے جنگ کرنے کے بعد جب صقلاج پہنچے تو تیسرے دن انہیں اطلاع ہوئی کہ بنی اسرائیل اور فلسطیوں کے درمیان جو جنگ ہوئی ہے اس میں نہ صرف یہ کہ بنی اسرائیل کو بدترین شکست اٹھانا پڑی بلکہ اس جنگ میں بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت بھی مارا گیا ہے طالوت کی موت کے بعد اب کوئی ایسی قوت نہ تھی جو داؤد کی راہ روک سکتی لہٰذا صقلاج سے نکل کر وہ واپس اپنی سرزمینوں کی طرف آئے اور بنی اسرائیل نے طالوت کی جگہ انہیں اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

OOOO

یورام اور اماوس نے اپنی حفاظت کے لئے دو تیغ زن اپنے ساتھ رکھ لئے تھے جنہیں انہوں نے معقول معاوضہ دیا تھا اٹھتے بیٹھتے جاگتے سوتے باہر گھومتے اور ادھر ادھر

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جاتے ہوئے ہر وقت وہ دونوں تیغ زن ان کے ساتھ رہتے تھے ایسا کرتے ہوئے یورام اور اماؤس دونوں مطمئن تھے ان کا خیال تھا کہ دو کے بجائے اب وہ چار ہیں لہٰذا شارون بن علبون کبھی ان چاروں پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کرے گا۔

ایک روز اماؤس اور یورام سرائے سے لگ بھگ تین میل کے فاصلے پر اپنے دونوں تیغ زنوں کے ساتھ گھڑ دوڑ سے فارغ ہونے کے بعد سرائے کی طرف جا رہے تھے کہ ایک انقلاب رونما ہوا اس لئے کہ جب وہ جھاڑیوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزر رہے تھے تو اچانک تیروں کی ایک بوچھاڑ آئی جس کی وجہ سے اماؤس اور یورام کے دونوں تیغ زن اپنے گھوڑوں سے گر کر دم توڑ گئے تھے۔

یورام اور اماؤس یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ابھی پریشانی کے عالم میں ہی کھڑے تھے کہ بڑی بڑی اور اونچی جھاڑیوں کے جھنڈ سے اچانک اپنے گھوڑوں کو دوڑاتا ہوا شارون بن علبون نمودار ہوا اور ان کی راہ روک کھڑا ہوا یورام اور اماؤس ابھی تک بے بسی سے اپنے دونوں مرنے والے محافظوں کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اچانک شارون بن علبون کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے ان پر ہولناکیاں طاری ہو گئیں تھیں اس دوران ان کے سامنے آتے ہوئے شارون بن علبون نے پہلے ایک دل ہلا دینے والا قہقہہ لگایا پھر ان دونوں کو اس نے مخاطب کیا۔

یورام اور اماؤس تم دونوں کیا خیال کرتے تھے کہ مجھ سے چھپنے کے بعد تم محفوظ ہو گئے ہو اور یہ کہ اپنے لئے دو تیغ زنوں کو اپنے محافظوں کے طور پر رکھنے کے بعد میں تم پر حملہ آور نہ ہوں گا ہرگز نہیں قسم مجھے اپنے آنے والے صحرائی رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تم دونوں کے محافظوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ان ویرانوں میں میں تم دونوں کے لئے بھی کشکول قضا ثابت ہوں گا سنو یورام اور اماؤس عربوں کو قتل کرنا یوں رائیگاں نہیں رہنا تھا تم نے کیا خیال تھا کہ ان کا کوئی پوچھنے والا نہیں ان کا کوئی وارث نہیں جو تم سے ان کے قتل عام کا انتقام لے گا سنو میں تم دونوں کے باقی چار قاتل ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہوں اب ان ویرانے میں تم دونوں کے مرنے کی باری ہے دیکھو میں چاہتا تو تمہارے محافظوں کی طرح تم پر بھی تیر اندازی کر کے تمہارا خاتمہ کر سکتا تھا پر میں نے ایسا نہیں کیا میں تمہیں اپنی تلوار کے جوہر دکھانے کا موقع دوں گا اور پھر تم پر ثابت

کروں گا کہ میں ارض حجاز کا رہنے والا بدو اپنے دشمنوں کو بندھے ہوئے اونٹ کی طرح مارنے کا فن اور ہنر خوب جانتا ہوں۔

اپنے دونوں ساتھیوں کے مارے جانے اور موت کی صورت میں شارون بن علبون کو اپنے سامنے کھڑے دیکھتے ہوئے یورام اور اماؤس دونوں ہی پتھر سے ہو کر رہ گئے تھے تاہم اپنی جرأت مندی اور دلیری کا بھرم رکھنے کی خاطر سنبھلے اس موقع پر یورام نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

دیکھ صحرا کے غلیظ بدو! اس میں شک نہیں اس سے پہلے تو ہمارے چار ساتھیوں کا خاتمہ کر چکا ہے پر دیکھ ان ویرانوں میں ہم تیرے لئے موت کے کاروان ثابت ہوں گے تجھے پاشکستہ اور ہراساں کریں گے ان رینگتے سرمئی دھندلکوں میں ہم زہرا گیں نشتر کی طرح تیری رگ و پے میں پیوست ہوں گے تم پر فکر کے سائباں اور تند و سفاک لمحات کی طرح چھائیں گے دیکھ بدو تم پر حملہ آور ہوتے ہوئے ہم تیرے طلسم کی ساری نابکاری تیرے سارے فتنہ بے محابہ کو دھو ڈالیں گے اور حد نگاہ تک پھیلی ہوئی ان سنسانیوں میں تو دیکھے گا ہم تیرے لئے نہ کوئی منزل نہ کوئی راستہ رہنے دیں گے۔

یورام جب خاموش ہوا تو اپنی تلوار اور ڈھال کو اپنے سامنے لہراتے ہوئے شارون بن علبون نے بڑی غضبناک آواز میں دونوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا سنو میرے دونوں غلیظ اور بدترین دشمنو میں جانتا ہوں ان سنسانیوں اور ویرانیوں میں مجھے اپنے سامنے دیکھتے ہوئے تم پر موت کے ہیولے چھانے لگے ہیں اپنے دونوں محافظوں کے مارے جانے کی وجہ سے تم میری ذات سے خوف اور خطرہ محسوس کر رہے ہو جو الفاظ تم نے ادا کئے ہیں وہ صرف تم اپنی جرأت مندی اور انا کو برقرار رکھنے کے لئے کہہ چکے ہو سنو میرے دشمنو! دونو آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو پھر دیکھو میں کس طرح رات کی تاریک کرچیوں میں دونوں کے لئے فضاؤں کے حصار کو توڑتا بدترین اور بے غبار موسم ثابت ہوتا ہوں ہچکچاؤ مت۔ اگر تم واقعی میرا سامنے کرتے ہوئے اپنی جرأت مندی اور بے باکی کا اظہار کرنا چاہتے ہو تو پھر مجھ سے ٹکراؤ پھر دیکھو شارون بن علبون تم دونوں کے لئے ارض حجاز کا کیسا نہ جھکنے والا بدو ثابت ہوتا ہے سنو میرے بدترین دشمنو! میں ارض حجاز سے چلا ہی اس لئے تھا کہ تم سب قاتلوں کو تلاش کروں اور ٹھکانے لگاؤں تم دیکھ چکے ہو کہ تمہارے چار

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ساتھیوں کو میں پہلے ہی ختم کر چکا ہوں اور تم دونوں کو یہاں موت کی گہری نیند سلاؤں گا آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو تاکہ تم دونوں کے میرے ساتھ ٹکراؤ کا کوئی انجام ہو۔

شارون بن علبون کی اس گفتگو کے جواب میں اماوس اور یورام دونوں نے ایک دوسرے کی طرف عجیب سے انداز میں دیکھا نگاہوں ہی نگاہوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کیا پھر اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے اپنی تلواریں اپنے سامنے لہراتے ہوئے وہ حسد کے نگار خانے میں تشنگی بڑھاتے ریت کے بگولوں اجنبی مناظر میں اداس لمحوں کا اضافہ کرتے شکست و ریخت کے آشوب کی طرح شارون بن علبون پر ٹوٹ پڑے تھے۔

لیکن شارون بن علبون بھی ایسا ہنر مند تھا جو تیغ زنی کے ایسے بہت سے کھیل پہلے کھیل چکا تھا صحرائے عرب کا وہ بدو تھوڑی دیر تک ان کے حملوں کو روکتا رہا پھر بدو بدو نہ رہا تھا آشوب کا ایک طوفان اور موت کا ایک گرداب بن گیا تھا دفاع سے وہ جارحیت پر اتر آیا پھر وہ روح کو گھاؤ دیتی سینوں میں آگ لگاتی وقت کی بدترین گھات موجوں میں بے سکون سوال کھوئے کرتے اور رگ و پے میں تلاطم کی طرح رقص کرتے جذبوں کی یلغار کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا تھا۔

جب تک شارون بن علبون نے اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھا اس وقت یورام اور اماوس اس پر بڑی تیزی سے اور بڑی حوصلہ مندی کے ساتھ حملہ آور ہوتے رہے لیکن جب شارون بن علبون نے دفاع کا لبادہ اتار پھینکا اور جارحیت کا اختیار کی اور اپنے حملوں میں اس نے خوفناکی پیدا کر دی تو وہ پیچھے ہٹنے لگے اور اپنے بچاؤ کا سامان کرنے لگے تھے

شارون بن علبون لحہ بہ لحہ ان پر بھاری اور حاوی ہوتا چلا گیا تھا یہاں تک کہ اس نے دائیں بائیں پینترے بدلتے ہوئے مختلف انداز اور مختلف سمتوں سے حملہ آور ہوتے ہوئے ان پر پوری طرح گھبراہٹ اور خوفناکی طاری کر دی تھی۔

اسی گھبراہٹ اور بے چینی میں اچانک شارون بن علبون نے حملہ آور ہوتے ہوئے پہلو بدلا اس انداز سے وہ حملہ آور ہوا کہ یورام کا وار روکنے کے بعد ایسی زور دار تلوار کی ضرب اس نے اماوس پر لگائی جسے اماوس روک نہ سکا اور شارون بن علبون کی تلوار اماوس کو اس کے گھوڑے کی پیٹھ تک چیرتی چلی گئی تھی۔

اماوس کے یوں موت کے گھاٹ اترنے پر یورام بے مسافت سفر بے ربط لمحوں کی تصویر اور ویران نگر جیسا ملول ہو کر رہ گیا تھا اس موقع پر شارون بن علبون نے اسے مخاطب کیا۔

دیکھ یورام تیرا ساتھی ان ویرانوں میں میرے ہاتھوں مارا جا چکا ہے تو آخری قاتل باقی بچا ہے جس کا خون میری تلوار چوسے گی سن بدبخت انسان عرب تاجروں کا قتل عام کرتے ہوئے تم لوگوں نے یہ نہ سوچا کہ ارض حجاز سے کوئی آندھی کی صورت اٹھے گا اور تم سے اپنے ہم وطنوں کا انتقام ضرور لے گا دیکھ تیرے پانچ ساتھی میرے ہاتھوں مارے گئے دو محافظ بھی تیرے سامنے ابدی نیند سو چکے ہیں اب تیری باری ہے میں تم پر حملہ ہوتا ہوں اگر تو اپنا دفاع کر سکتا ہے تو کر دکھا اس کے ساتھ ہی اپنے گھوڑے کو شارون بن علبون نے ایڑ لگائی پھر وہ درد و آشوب کی اک جوئے رواں کی طرح یورام پر حملہ آور ہو گیا تھا

یورام نے ایک دو بار بڑی مشکل سے شارون بن علبون کے حملوں کو روکا تھا پر دائیں بائیں آگے پیچھے سے حملہ آور ہوتے ہوئے شارون بن علبون نے اسے بوکھلا کر رکھ دیا تھا پھر وہ لحہ بھی آیا جب شارون بن علبون نے یورام کے وار کو بڑی تیزی سے سرعت کے ساتھ اپنی ڈھال پر روکنے کے بعد یورام کو چکما دیتے ہوئے ایسے انداز میں اپنی تلوار گرائی کہ پسلیوں کے پاس سے اس کی تلوار یورام کو کاٹتی چلی گئی تھی اس طرح اماوس کی طرح یورام بھی اپنے گھوڑے سے گر کر دم توڑ گیا تھا۔

تھوڑی تک شارون بن علبون اپنے سامنے ویرانوں میں پڑی چار لاشوں کو غور سے دیکھتا رہا پھر اپنے تلوار مرنے والوں میں سے ایک کے لباس سے اس نے صاف کرکے نیام میں کی اپنے اطراف میں ایک نگاہ ڈالی سورج اس وقت غروب ہو رہا تھا فضا میں ہلکی ہلکی تاریکیاں تانک جھانک کرنے لگیں تھیں اطراف میں کوئی بھی نہ تھا بالکل اداسی اور ویرانی کا دور دورہ تھا ایسے میں ایک بار عجیب سے انداز میں شارون بن علبون نے آسمان کی طرف دیکھا پھر وہ زمین کی ننگی پیٹھ پر سجدے میں گر گیا اور انتہائی عاجزی اور انکساری میں وہ اپنے خداوند کو مخاطب کرکے کہہ رہا تھا۔

”میرے اللہ تو ہی درد کا درماں اور دل کا قرار عطا کرتا ہے تو ہی سفر کی لکیروں پر

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہواؤں کے قافلے رواں کرتا ہے میرے اللہ تو ہی اندھیرے میں نہاتی بھیگی راتوں کو نوائے حیات آموز عطا کرتا ہے۔ جاگتی خلاؤں میں تو ہی زمانے کی دوریاں سمیٹ کر آوازوں کی بلاغت کے فکر و فن کا سامان کرتا ہے میرے اللہ تو ہی مخرج تو ہی منبع ہے تو ہی مطلع تو ہی مقطع ہے میرے اللہ تو ہی مٹی اور پانی کو لمس و ذائقہ عطا کرتا ہے تو ہی سمتوں اور رفتار میں فرق کرتا ہے اے اللہ میں تیرا شکر گزار ہوں تو نے دشمنوں کے مقابلے میں مجھے نوخیز خوشیوں جیسی کامرانی عطا کی میں تیرا ممنون ہوں کہ تو نے مجھے ان قاتلوں کے مقابلے میں پھلواری کے گوشے گوشے میں مہکتی شبنم جیسی فوزمندی عطا کی میں تیرا احسان مند ہوں کہ ان دراز دستوں کے مقابلے میں میرے اللہ تو نے مجھے انوار کے سیل جیسی کامیابی عطا کی ہے میرے اللہ میں تیری ہی وحدانیت تیری ہی عظمتوں کا نام لیوا ہوں صدیوں کی دہلیز پر کھڑے پتھروں کے خود ساختہ بتوں کو ٹھکرا کر انہیں لات مارتے ہوئے میرے اللہ میں تیری ہی بندگی اور عبادت کرتا ہوں تیرے ہی سامنے سجدہ ریز ہوتا ہوں میرے اللہ تو ہی وقت کی تصویروں کے خدوخال مکمل کرتا ہے تو ہی شب کے ہیولوں کو صبح کا چہرہ عطا کرتا ہے میرے اللہ میں تیرا ایک عاجز بندہ ہوں مستقبل میں بھی مجھے میرے آنے والے صحرائی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں کامیابیاں اور کامرانیاں عطا کرنا۔"

اس کے ساتھ ہی شارون بن علبون نے سجدے سے سر اٹھایا اور کھڑا ہوا پھر اس نے مرنیوالوں کے گھوڑوں کو مارتے ہوئے وہاں سے بھگا دیا تھا اس کے بعد وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے اس شاہراہ کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا جو اشدود کی طرف جاتی تھی۔

OOOO

دلوں میں وسوسے پیدا کرتی سیاہ لمحوں اور بے امان المیوں کو اپنے سینے سے لگاتی رات اپنے انجام کو پہنچ گئی تھی رات کے سیاہ سائے ختم ہو گئے تھے مشرق سے شاداب رتوں میں ڈھلی بہار لمحوں کی نوید دیتی صبح نمودار ہوئی تھی ایسے میں شارون بن علبون دجون دیوتا کے مندر میں داخل ہوا تھا بڑے پجاری اخیم کے کمرے کے سامنے آکر اس نے اپنے گھوڑے کو ایک درخت کے ساتھ باندھا اور اخیم کے دروازے پر اس نے دستک دی تھی تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا دروازہ کھولنے والا خود اخیم تھا شارون بن علبون کو دیکھتے ہی اس

نے بڑی بے چینی سے اسے اپنے ساتھ لپٹایا کئی بار اس کی پیشانی چومی اپنے ساتھ کمرے میں لے جا کر ایک نشست پر بٹھایا پھر پوچھا۔

دیکھ میرے فرزند تیرا چہرہ بتاتا ہے کہ تو اپنے دشمن کے مقابلے میں کامیاب لوٹ رہا ہے اس پر مسکراتے ہوئے شارون بن علبون بول اٹھا۔

بزرگ اخیم آپ کے اندازے درست ہیں عرب تاجروں کے چھ قاتلوں میں سے میں چار کا پہلے ہی خاتمہ کر چکا تھا دو جن کے نام یورام اور اماوس تھے اور عین دور کی کاہنہ کے پاس قیام کئے ہوئے تھے میرے رفیق میں اس وقت ان پر وارد ہوا جب وہ اپنے دو محافظوں کے ساتھ ویرانوں میں گھوڑ دوڑ سے فارغ ہوئے تھے میں نے ان کا خاتمہ کر دیا اب میں اس کام سے فارغ ہو چکا ہوں جس کے لئے میں حجاز سے ادھر آیا تھا آپ نے مجھے دو کاموں کے سلسلے میں طلب کیا تھا ایک روت کی حفاظت دوسرے اپنے عرب تاجروں کا انتقام میں دونوں ہی کام بڑے احسن طریقے سے انجام دے چکا ہوں اب میں تھوڑی دیر تک یہاں سے رخصت چاہونگا اس پر اخیم بڑی بے چینی سے کہنے لگا۔

شارون بن علبون میرے بیٹے تم ایک لمبے سفر سے لوٹ رہے ہوں کچھ دن یہاں آرام کرو اس کے بعد تم یہاں سے کوچ کر جانا جواب میں شارون بن علبون کہنے لگا۔

نہیں بزرگ اخیم میں راستے میں آرام کر چکا ہوں اپنے گھوڑے کو بھی ستانے کا موقع فراہم کر چکا ہوں میں ذرا روت کی طرف جاتا ہوں اتنی دیر تک اس گھوڑے کو تیار کروا لیجئے جس پر بیٹھ کر وہ میرے ساتھ سفر کرے گی بزرگ اخیم میں یہاں ضرورت سے زیادہ قیام کر چکا ہوں۔ اب ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر مجھے واپس کوچ کرنا ہے یہ میرا حتمی اور آخری فیصلہ ہے اس کے ساتھ ہی اخیم کے پاس سے اٹھ کر شارون بن علبون روت کے کمرے کی طرف گیا تھا۔

روت اپنے کمرے میں شب خوابی کا لباس اتار کر دوسرا صاف ستھرا لباس پہن کر فارغ ہی ہوئی تھی کہ اچانک شارون بن علبون اس کے کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا اسے دیکھتے روت صدیوں کے وصل میں حلاوتوں کی صداقتوں جیسی خوشگن جگنوؤں کی روشنی میں نئی بہاروں کے گیتوں سی پرکشش صورت گری کے ہنر میں پیغمبرانہ حاتم سی شاداب ہو کر رہ گئی تھی شارون بن علبون کو دیکھتے ہوئے بلور سے تراشا اس کا بدن عجیب

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سے انداز میں کپکپانے لگا تھا جس کے باعث اس کی کمر کے سبھی زاویے ہوش کے لبادوں اور فکر کے جمال کو پراگندہ کرنے لگے تھے اس کے رشندہ لبوں پر چاہتوں کے نغمے نکہت و نور سے اس کے رخساروں پر خوشیوں کی چکاچوند اور اس کی چشم و نظر میں سپردگی کا خمار بکھر گیا تھا وہ اپنی جگہ ساکت کھڑی بس شارون بن علبون کو دیکھے جا رہی تھی کہ شارون بن علبون نے اسے مخاطب کیا۔

دیکھ رت میں اپنے سارے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہوں میں ابھی تھوڑی دیر پہلے مندر میں داخل ہوا ہوں اخیم سے بات کر کے آرہا ہوں آؤ اب دونوں یہاں سے کوچ کریں اس کے ساتھ ہی شارون بن علبون نے روت کو گلے لگانے کے لئے اپنے بازو پھیلا دیے تھے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے حیادر شرم میں روت نے تھوڑی دیر کے لئے نگاہیں جھکائے رکھیں پھر وہ کسی متوحش غزال کی طرح بھاگی اور پوری قوت کیساتھ شارون بن علبون کے ساتھ لپٹتے ہوئے اپنے مرمریں بازوؤں اس کی گردن میں حمائل کر دیے تھے جبکہ اپنے مخملیں جسم کا سارا بوجھ اس نے شارون بن علبون پر ڈال دیا تھا تھوڑی دیر تک اس نے اپنا سر شارون بن علبون کے شانے پر رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کئے رکھی پھر اس نے شارون بن علبون کو مخاطب کیا۔

اے میرے حبیب! آپ میرے صف شکن معجز اثر ساتھی ہیں آپ میرے دل کی فصیل میں بننے والا محبت کا پہلا باب ہیں آپ کی ذات پر میں روت ہمیشہ فخر کرتی رہوں گی اس کے بعد جب روت شارون بن علبون سے علیحدہ ہوئی تو شارون بن علبون نے اسے پھر مخاطب کیا۔

دیکھ روت میں اخیم کے کمرے کی طرف جاتا ہوں تم نے جو اپنی چیزیں سمیٹنی ہیں وہ جلدی سے سمیٹ کر اخیم کے کمرے میں آؤ پھر یہاں سے کوچ کریں اس کے ساتھ ہی شارون بن علبون مڑا اور اخیم کے کمرے کی طرف گیا جبکہ روت بھاگ کر اپنی ضرورت کا سامان سمیٹنے لگی تھی۔

شارون بن علبون جب اخیم کے کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا کمرے کے سامنے شارون بن علبون کے گھوڑے کے قریب ہی وہ گھوڑا بھی تیار کھڑا تھا جو روت کے لئے خریدا گیا تھا شارون بن علبون نے گھوڑے کی زین کھینچتے ہوئے اس کی پختگی اور اس کے استحکام کا

جائزہ لیا پھر قریب ہی کھڑے اخیم کو مخاطب کر کے کہنے لگا بزرگ اخیم میں جانتا ہوں اس قدر عجلت میں میرا یہاں سے کوچ کرنا تمہیں بڑا گراں گزرتا ہوگا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی کبھی میں روت کو اپنے ساتھ یہاں لایا کروں گا اور تم سے ضرور ملتا رہوں گا جواب میں اخیم مسکراتے ہوئے کہنے لگا شارون بن علبون میرے بیٹے مجھے تم سے ایسی ہی توقع تھی اتنی دیر تک اخیم کے چھوٹے پجاری ایک طرف سے آئے اور شارون بن علبون اور روت کے گھوڑوں سے وہ زاد راہ اور پانی کے مشکیزے باندھنے لگے تھے پھر روت بھی اپنے سامان کی گٹھڑی اٹھائے وہاں پہنچ گئی شارون بن علبون نے آگے بڑھ کر وہ گٹھڑی لی اور اپنے گھوڑے کی زین سے باندھ دی دونوں اخیم سے ملے پہلے شارون بن علبون نے روت کو اس کے گھوڑے پر سوار کرایا پھر وہ خود اپنے گھوڑے پر بیٹھا دونوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور مندر سے نکلے مندر سے باہر نکلنے کے بعد باری باری پھر دونوں نے اپنے گھوڑوں کو مہمیز لگائی اور اپنے گھوڑوں کو اس شاہراہ پر سرپٹ دوڑا رہے تھے جو فلسطیوں کے مرکزی شہر اشدود سے نکل کر بیت شمس اور بیر سبع سے ہوتی ہوئی ارض حجاز کی طرف جاتی تھی۔

اسلم راہی ایم۔اے

محلہ غریب پورہ

گجرات

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اسلم راہی کے تاریخی ناول

۱) اندھیروں کے ساربان	100=00
۲) آتش و آہن	150=00
۳) آتش پرست	150=00
۴) آتش فشاں	150=00
۵) بابل کا بت شکن	100=00
۶) بنت نیل	100=00
۷) پیاسا صحرا	150=00
۸) تاریک رزم گاہ	100=00
۹) سائبیریا کا طوفان	150=00
۱۰) سنہری غول	80=00
۱۱) صحرا کی آگ	80=00
۱۲) صقلیہ کا مجاہد	100=00
۱۳) صلیب و حرم	100=00
۱۴) طلسم کدہ	150=00
۱۵) ظلمات	100=00
۱۶) عقاب	100=00
۱۷) قتیبہ بن مسلم	80=00
۱۸) کشکولِ قضا	100=00
۱۹) گرداب	100=00
۲۰) ملکہ زنوبیا	150=00
۲۱) موت کے مسافر	100=00
۲۳) یثرب کا ابلیس	40=00
۲۴) یروشلم کی ساحرہ	175=00
۲۵) طارق بن زیاد	125=00
۲۶) بازگشت	زیرِ طبع

صحرا کی آگ

یہودی اور عیسائی اپنی حسین و جمیل لڑکیوں سے مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کا کام لیتے تھے اور ان خوبصورت دوشیزاؤں کو میدان جنگ میں بطور ہتھیار استعمال کرتے تھے ایسی ہی ایک انتہائی خوبصورت لڑکی ملکہ جرارہ کی جاسوس "سی دار" بھی تھی۔

جب احمد نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور ملکہ جرارہ کے لشکر میں کس طرح شامل ہو گئیں۔ تو وہ زار و قطار رونے لگی۔

تفصیلات کیلئے پڑھیں اسلم راہی کا حیرت انگیز تاریخی ناول

صحرا کی آگ

قیمت صرف Rs.80/=

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk